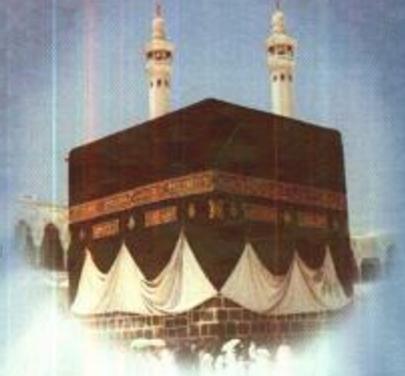


# دَعْوَتِ دِینِ

کِسے دیں؟



پَرَوْفِیَسْرًا کَثْرُفَضْلًا لِّلّٰہِ

دَارُ النُّورِ، سَلَامُ آبَادٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
قُلْ اطِيعُوا اللّٰهَ  
وَاطِيعُوا الرَّسُوْلَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربنہ

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

### تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے  
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی  
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے  
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ [KitaboSunnat@gmail.com](mailto:KitaboSunnat@gmail.com)

🌐 [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

# دَعْوَتِ دِیْنِ کِسے دیں؟



دُورِ دین

کسے دیں؟

پَرَوْفِیَسْرًا کَثْرَ فِضْلٍ لِّهِ

دار النور۔ اسلام آباد

## جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

ناشر

دار النور - اسلام آباد

موبائل نمبر: 0333 - 5139853

0321 - 5336844

اشاعت فروری 2010

اہتمام قدوسیہ اسلامک پریس

قیمت 225

پاکستان میں شائع کیا گیا

مکتبہ قدوسیہ

رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Tel # +92-42-7351124 , +92-42-7230585

E-mail: info@quddusia.com

www.QUDDUSIA.com

## فہرست مضامین

### پیش لفظ

- ۲۷ ..... تمہید ①
- ۲۸ ..... کتاب کی تیاری میں پیش نظر باتیں ①
- ۲۹ ..... خاکہ کتاب ①
- ۳۰ ..... شکر و دعا ①

### مبحث اوّل

### دعوت اسلامیہ کا عموم

(۱)

### معجزہ نبوی ﷺ کا دوام

- ۳۳ ..... الحدیث ..... ارشاد نبی کریم ﷺ: ”مَا مِنْ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٍّ.....“

حدیث کی شرح میں علامہ قرطبی کا قول

قرآن کریم کے معجزہ ہونے کے متعلق آیات:

- ۳۷ ..... الآية ..... ارشادِ ربّانی: ﴿قُلْ لَّيِّنَ اجْتَمَعَتِ.....﴾

- ۳۷ ..... الآية ..... ارشادِ ربّانی: ﴿أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ.....﴾

- ۳۸ ..... الآية ..... ارشادِ ربّانی: ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ.....﴾

قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری:

- ۳۸ ..... الآية ..... ارشادِ ربّانی: ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ.....﴾

(۲)

بعثتِ مصطفوی ﷺ کا سب لوگوں کے لیے ہونا

۳۹ ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا.....﴾ الآية.....

تفسیر آیت:

۳۹ علامہ زنجیری کا قول.....

۴۰ علامہ الوسی کا قول.....

تنبیہ:

[لِلنَّاسِ] کو [رَسُولًا] سے پہلے ذکر کرنے کی حکمت:

علامہ الوسی کا قول

۴۰ ب: ارشادِ باری تعالیٰ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ.....﴾ الآية.....

تفسیر آیت:

۴۱ امام طبری کا قول.....

۴۲ قاضی بیضاوی کا قول.....

۴۲ شیخ قاسمی کا قول.....

۴۲ ج: ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً.....﴾ الآية.....

تفسیر آیت:

۴۲ علامہ ابن عطیہ کا قول.....

تنبیہ:

[كَافَّةً] کو [لِلنَّاسِ] سے پہلے ذکر کرنے کی حکمت:

۴۳ علامہ ابن عطیہ کا قول.....

د: ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ.....الآية ۴۳

۴۴ ..... علامہ رازی کا قول

۴۴ ..... حافظ ابن کثیر کا قول

۴۴ ..... حدیث جابر رضی اللہ عنہ: "أُعْطِيْتُ خَمْسًا..... الحديث

۴۵ ..... صحیح مسلم کی روایت: "وَكَانَ كُلُّ نَبِيٍّ..... الحديث

شرح حدیث:

۴۵ ..... علامہ قرطبی کا قول

۴۶ ..... امام نووی کا قول

۴۶ ..... صحیح مسلم کی ایک اور روایت: "وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ..... الحديث

۴۶ ..... حافظ ابن حجر کا اس روایت کے متعلق قول

سابقہ انبیاء علیہم السلام کا دائرہ دعوت:

اس بارے میں چھ آیات:

۱: ﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ.....الآية ۴۶

۲: ﴿وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا.....الآية ۴۷

۳: ﴿وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا.....الآية ۴۷

۴: ﴿وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ.....الآية ۴۷

۵: ﴿وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا.....الآية ۴۷

۶: ﴿وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ.....الآية ۴۸

دعوتِ موسیٰ علیہ السلام کے متعلق تورات کا بیان:

۴۸ ..... تورات سے منقول دو حوالے

- ۴۹ ..... بدھ مت کا دائرہ دعوت
- ۵۰ ..... ہندو مذہب کا دائرہ دعوت
- دعوت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق انجیل کا بیان:
- ۵۰ ..... انجیل سے منقولہ تین دلائل
- ایک شبہ اور اس کا ازالہ:
- ۵۱ ..... مسیحیت کی عالمگیریت کے ثبوت کیلئے پیش کردہ دو حوالے
- ۵۲ ..... ان دو حوالوں کی حیثیت
- صدیوں پر محیط مختلف مذاہب کے طرز عمل کی تاریخ:
- ۵۳ ..... قاضی سلمان منصور پوری کا بیان

(۳)

قرآن کریم کا تمام جہانوں کے لیے نصیحت ہونا

- ۵۴ ..... ا: ارشادِ بانی: ﴿وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ..... الْآيَةَ.....﴾
- ۵۴ ..... تفسیر آیت میں قاضی ابوسعود کا قول
- ۵۴ ..... ب: ارشادِ بانی ﴿إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ﴾
- ۵۴ ..... تفسیر آیت میں حافظ ابن کثیر کا قول
- ۵۵ ..... ج: ارشادِ بانی: ﴿وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مَبَّارَكٌ..... الْآيَةَ.....﴾
- ۵۵ ..... ﴿لِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا﴾ کی تفسیر میں چھ اقوال
- ۵۶ ..... د: ارشادِ بانی: ﴿قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً..... الْآيَةَ.....﴾
- ۵۶ ..... ﴿الْأَنْذِرْكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ﴾ کی تفسیر میں تین اقوال
- ۵۷ ..... مولانا ابوالکلام آزاد کا بیان

(۴)

## قرآن کریم کا سب لوگوں کو مخاطب کرنا

- ا: ارشادِ ربانی: ﴿يَأْتِيهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمْ..... الآية..... ۵۸
- ب: ارشادِ ربانی: ﴿يَأْتِيهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ..... الآية..... ۵۸
- ج: ارشادِ ربانی: ﴿يَأْتِيهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ..... الآية..... ۵۹
- د: ارشادِ ربانی: ﴿يَأْتِيهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَ كُمْ الرَّسُولُ..... الآية..... ۵۹
- ه: ارشادِ ربانی: ﴿يَأْتِيهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ..... الآية..... ۵۹
- و: ارشادِ ربانی: ﴿يَأْتِيهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ..... الآية..... ۶۰
- ز: ارشادِ ربانی: ﴿يَأْتِيهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ..... الآية..... ۶۰

(۵)

## قرآن کریم کا اہل کتاب کو دعوتِ اسلام دینا

- ا: ارشادِ ربانی: ﴿يَسْبِيئِي إِسْرَائِيلَ إِذْ كُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي..... الآية..... ۶۰
- تفسیر آیت:
- ۶۱ ..... امام ابو العالیہ کا قول
- ۶۱ ..... علامہ طبری کا قول
- ب: ارشادِ ربانی: ﴿وَقُلْ لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ..... الآية..... ۶۲
- تفسیر آیت:
- ۶۲ ..... علامہ شوکانی کا قول
- ۶۲ ..... حافظ ابن کثیر کا قول
- ج: ارشادِ ربانی: ﴿وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ..... الآية..... ۶۳

## تفسیر آیت:

- ۶۳ ..... حافظ ابن کثیر کا قول
- ۶۳ ..... د: ارشادِ ربانی: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا.....الآية.....
- ۶۳ ..... ہ: ارشادِ ربانی: ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا.....الآية.....

(۶)

## آ مخضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا

- ۶۵ ..... ا: ارشادِ ربانی: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ.....الآية.....
- تفسیر آیت:

- ۶۶ ..... علامہ قرطبی کا قول
- ۶۶ ..... علامہ ابن عطیہ کا قول
- ۶۶ ..... شیخ قاسمی کا قول
- ۶۶ ..... ب: ارشادِ نبوی ﷺ: ”لِي خَمْسَةٌ أَسْمَاءُ..... الحديث.....
- ۶۷ ..... ج: ارشادِ نبوی ﷺ: ”فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتِّ..... الحديث.....
- ۶۸ ..... د: ارشادِ نبوی ﷺ: ”إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ..... الحديث.....
- حدیث پر تحریر کردہ عنوان:

- ۶۹ ..... امام بخاری کا.....
- ۶۹ ..... امام نووی کا.....

## فوائد حدیث:

- ۶۹ ..... حافظ ابن حجر کا قول
- ۶۹ ..... ہ: ارشادِ نبوی ﷺ: ”فِيَّ نِي آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ..... الحديث.....

- و: ارشادِ نبوی ﷺ: "يَا عَلِيُّ! أَمَا تَرْضَى ..... الحديث ..... ۷۰
- ز: ارشادِ نبوی ﷺ: "إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ ..... الحديث ..... ۷۱
- ح: ارشادِ نبوی ﷺ: "لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي ..... الحديث ..... ۷۱
- ط: ارشادِ نبوی ﷺ: "كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمْ ..... الحديث ..... ۷۲
- ی: ارشادِ نبوی ﷺ: "أَنَا مُحَمَّدٌ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ ..... الحديث ..... ۷۲

(۷)

امتِ اسلامیہ کا ہدایتِ خلق کے لیے وجود میں آنا

- ۱: ارشادِ ربانی: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ ..... الآية ..... ۷۳
- قاضی ابوسعود کا قول ..... ۷۴
- مولانا شبیر احمد عثمانی کا قول ..... ۷۴
- ۲: ارشادِ ربانی: ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا ..... الآية ..... ۷۴
- تفسیر آیت:
- شیخ قاسمی کا قول ..... ۷۴
- شیخ ابن عاشور کا قول ..... ۷۵
- مولانا آزاد کا قول ..... ۷۶

(۸)

آنحضرت ﷺ کی نبوت پر ایمان لانے کی فرضیت

- ۱: ارشادِ ربانی: ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ ..... الآيتين ..... ۷۶
- حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول: لَمْ يَبْعَثِ اللَّهُ نَبِيًّا ..... الخ ..... ۷۷
- ب: ارشادِ نبوی ﷺ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ بَدَأْتُكُمْ ..... الحديث ..... ۷۹

- ج: ارشادِ ربانی: ﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ ..... الآية ..... ۸۰
- د: ارشادِ نبوی ﷺ: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا يَسْمَعُ ..... الحديث ..... ۸۱
- حدیث پر تحریر کردہ عنوان: ۸۲
- امام ابن مندہ کا ..... ۸۲
- امام نووی کا ..... ۸۳

(۹)

کرہ ارض انتشار اسلام کے متعلق بشاراتِ نبویہ

ا: حیرہ میں اسلام پہنچنے کی نوید:

۸۳ ارشادِ نبوی ﷺ: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيَتَمَنَّ اللَّهُ ..... الحديث

ب: اہل فارس کے ایمان پانے کی خوش خبری:

۸۵ ارشادِ نبوی ﷺ: "لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثَّرِيَاءِ ..... الحديث

ج: اہل مصر کے دعوت دین پہنچانے میں شرکت کی بشارت:

۸۶ ارشادِ نبوی ﷺ: "اللَّهُ اللَّهُ فِي قَبْطٍ وَصَرَ ..... الحديث

د: مشرق و مغرب میں سلطنتِ اسلامیہ کے پہنچانے کا مژدہ:

۸۷ ارشادِ نبوی ﷺ: إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ ..... الحديث

۸۸ شرح حدیث میں علامہ قرطبی کا قول: .....

ہ: دنیا کے ہر گھر میں دین اسلام کے داخل ہونے کی نوید:

۸۸ ا: ارشادِ نبوی ﷺ: لَيَسْلُغَنَّ هَذَا الْأَمْرُ مَا بَلَغَ ..... الحديث

۹۰ ب: ارشادِ نبوی ﷺ: "لَا يَبْقَى عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ ..... الحديث

و: عیسیٰ علیہ السلام کے تشریف لا کر نصرانیت کو ختم کرنے اور دعوتِ اسلام دینے کی بشارت:

- ۹۱ :۱ ارشادِ نبوی ﷺ: ”كَيْفَ أَنْتُمْ؟“.....الحديث
- ۹۲ ..... شرح حدیث میں علامہ قرطبی کا قول
- ۹۳ :۲ ارشادِ نبوی ﷺ: ”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ“.....الحديث
- ۹۳ ..... امام نووی کا اس پر تحریر کردہ عنوان
- ۹۳ ..... حافظ ابن حجر کا شرح حدیث میں بیان
- ۹۳ :۳ ارشادِ نبوی ﷺ: ”الْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ“.....الحديث
- ۹۵ سنن ابی داؤد اور ابن حبان کی روایت: فَيُقَاتِلُ .....الحديث
- ۹۵ ..... امام ابن حبان کا اس پر تحریر کردہ عنوان

(۱۰)

تورات و انجیل میں بعثتِ مصطفوی ﷺ کے متعلق بشارتیں

تورات و انجیل میں بعثتِ مصطفوی ﷺ کے متعلق بشارتیں:

- ۹۶ ارشادِ ربانی: ﴿الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ.....الآية.....
- ۹۶ ارشادِ ربانی: ﴿وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ.....الآية.....
- ۹۷ ارشادِ نبوی ﷺ: ”دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ“.....الحديث

:۱ تورات میں بیان کردہ بشارتیں:

- ۹۷ :۱: موسیٰ علیہ السلام کی بنو اسرائیل کو نصیحت کرتے ہوئے بشارت.....
- اس پیشین گوئی کے حوالے سے چھ باتیں:

- ۹۸ :۱: تشریف لانے والے نبی کا بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہونا.....
- ۹۹ :۲: تشریف لانے والے نبی کا موسیٰ علیہ السلام کے مانند ہونا.....
- ۱۰۰ :۳: تشریف لانے والے نبی کے وحی پانے کے حالات.....

- ۱۰۰ ..... د: تشریف لانے والے نبی کا وحی الہی سے بات کہنا
- ۱۰۱ ..... ہ: اللہ تعالیٰ کی طرف غلط بات منسوب کرنے پر اس نبی کے قتل کی وعید
- ۱۰۲ ..... و: اس نبی کی اطاعت کی تاکید اور نافرمانی پر شدید وعید
- ۱۰۲ ..... ۲: موسیٰ علیہ السلام کی بنی اسرائیل کو آخری وصیت
- اس پیشین گوئی کے حوالے سے دو باتیں:
- ۱۰۳ ..... ا: کوہِ فاران سے نور الہی طلوع ہونے کی خوش خبری
- ۱۰۳ ..... ب: تشریف لانے والے نبی کے مقدس ساتھیوں کی تعداد
- ب: انجیل میں بیان کردہ چار بشارتیں:
- ۱۰۴ ..... ان بشارتوں میں آنے والے پیغمبر کا نام [فارقلیط]
- ۱۰۵ ..... اس لفظ کے معنی
- ۱۰۵ ..... عیسائیوں کی تحریف اور مقصد میں ناکامی
- ان بشارتوں میں آنے والے پیغمبر کے دیگر اوصاف:
- ۱: تعلیماتِ مسیح علیہ السلام کی عیسائیوں کو یاد دہانی:
- آحضرت ﷺ کا اس کام کو سرانجام دینا:
- ۱۰۶ ..... ارشادِ ربانی: ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ...﴾
- ۲: تصدیقِ مسیح علیہ السلام:
- آحضرت ﷺ پر اس وصف کا صادق ہونا:
- ۱۰۷ ..... ارشادِ ربانی: ﴿وَسُؤْلًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ...﴾
- ۱۰۷ ..... ارشادِ ربانی: ﴿وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ...﴾
- ۳: مسیح علیہ السلام کی ناتمام باتوں کی تکمیل:

آنحضرت ﷺ پر اس وصف کا منطبق ہونا:

ارشادِ ربانی: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ... الآية ۱۰۷

۳: آنے والے پیغمبر کا اپنی طرف سے کچھ نہ کہنا:

آنحضرت ﷺ کا ایسے ہی ہونا:

ارشادِ ربانی: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ... الآية ۱۰۸

مبحث دوم

نبی کریم ﷺ کا تمام اقسام کے لوگوں کو دعوتِ دین دینا

تمہید

۱۰۹ ..... امام ابن قیم کا قول

(۱)

مشرکوں کو دعوت دینا

ا: سوق ذوالحجاز میں دعوت دینا:

۱۱۱ بنو کنانہ کے ایک شیخ رضی اللہ عنہ کا بیان: "رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ... الحديث

۱۱۲ ..... حدیث سے معلوم ہونے والی دیگر چار باتیں

ب: امراء کو مشرکوں سے لڑنے سے پہلے دعوتِ اسلام دینے کا حکم:

۱۱۳ ارشادِ نبوی ﷺ: إِذَا لَقِيتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ... الحديث

۱۱۴ امام ابو داؤد کا اس پر تحریر کردہ عنوان

۱۱۴ ..... حدیث سے معلوم ہونے والی دیگر تین باتیں

(۲)

یہودیوں کو دعوت دینا

ا: یہودیوں کو بلا کر دعوتِ اسلام دینا:

- ۱۱۵ ..... الحدیث ..... ارشادِ نبوی ﷺ: ”يَا مَعْشَرَ يَهُودَ!.....“
- ب: یہودیوں کے سردار کے گھر جا کر دعوتِ اسلام دینا:
- ۱۱۶ ..... الحدیث ..... ارشادِ نبوی ﷺ: ”انظلقوا إلى يَهُودَ“
- ۱۱۸ ..... شرح حدیث میں علامہ قرطبی کا قول
- ۱۱۹ ..... حدیث سے معلوم ہونے والی دیگر دو باتیں
- ج: خیبر کے یہودیوں کو لڑائی سے پہلے دعوتِ اسلام:
- ۱۱۹ ..... الحدیث ..... حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے حکمِ نبوی ﷺ: ”انقذُ علي“
- ۱۲۰ ..... حدیث سے معلوم ہونے والی دیگر پانچ باتیں
- د: یتیم کے یہودی عالم کے نام دعوتِ اسلام کی خاطر گرامی نامہ:
- ۱۲۱ ..... حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما
- ۱۲۱ ..... امام ابن حبان کا اس پر تحریر کردہ عنوان
- (۳)

### نصاریٰ کو دعوتِ اسلام

ا: عدی بن حاتم کو دعوتِ اسلام:

- ۱۲۲ ..... الحدیث ..... ارشادِ نبوی ﷺ: ”يَا عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ! اَسْلِمِ“
- ۱۲۶ ..... قصہ سے معلوم ہونے والی دیگر چار باتیں

ب: ہرقل کو دعوتِ اسلام:

- ۱۲۷ ..... الحدیث ..... ارشادِ نبوی ﷺ: ”أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَدْعُوكَ“
- اس پر تحریر کردہ عنوانات:

- ۱۲۹ ..... امام بخاری کے دو عنوانات

- ۱۳۰ ..... امام نووی کا ایک عنوان
- ۱۳۰ ..... واقعہ سے معلوم ہونے والی دیگر چار باتیں
- ج: اکیدر دومہ کو دعوتِ اسلام:
- ۱۳۱ ..... حدیث انس رضی اللہ عنہ
- ۱۳۱ ..... حدیث علی رضی اللہ عنہ

(۴)

یہود و نصاریٰ کو دعوتِ اسلام

معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن میں یہود و نصاریٰ کو دعوتِ اسلام دینے کا حکم:

- ۱۳۲ ..... حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما
- ۱۳۳ ..... شرح حدیث میں علامہ قرطبی کا قول
- ۱۳۳ ..... حدیث سے معلوم ہونے والی دیگر تین باتیں

(۵)

منافقوں کو دعوت دینا

ا: عبداللہ بن ابی کے ہاں تشریف لے جانا:

- ۱۳۴ ..... حدیث انس رضی اللہ عنہ
- ۱۳۵ ..... امام نووی کا اس پر تحریر کردہ عنوان
- ۱۳۵ ..... حدیث سے معلوم ہونے والی دیگر تین باتیں
- ب: منافقوں کو اہل اسلام کو اذیت دینے سے روکنا:
- ۱۳۶ ..... الحدیث ..... ارشاد نبوی ﷺ: ”يَا مَعْشَرَ مَنْ آسَلَمَ“
- ۱۳۷ ..... شرح حدیث میں علامہ طیبی کا قول

ایک سوال اور اس کا جواب:

۱۳۷ ..... علامہ طیبی کی تحریر

(۶)

اہل اسلام، مشرکوں، یہودیوں اور منافقوں کو دعوتِ دین

۱۳۸ ..... حدیث اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما

۱۳۹ ..... حدیث سے معلوم ہونے والی دیگر دو باتیں

(۷)

مجوسیوں کو دعوتِ دین

۱۴۰ ..... حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما

۱۴۱ ..... حدیث سے معلوم ہونے والی تین باتیں

(۸)

ہر جابر کو دعوتِ اسلام

۱۴۱ ..... حدیث انس رضی اللہ عنہ

۱۴۲ ..... امام نووی کا اس پر تحریر کردہ عنوان

۱۴۲ ..... امام ابن سعد کا اس بارے میں تحریر کردہ عنوان

(۹)

اقرباء کو دعوتِ دین

۱: قریش کو دعوتِ دین:

۱۴۳ ..... حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

حدیث پر تحریر کردہ عنوانات:

- ۱۳۵ ..... امام بخاری کا.....
- ۱۳۵ ..... امام نووی کا.....
- ۱۳۶ ..... امام ابن حبان.....
- ب: بنو عبدالمطلب کو دعوتِ دین دینے کی خاطر جمع کرنا:
- ۱۳۶ ..... حدیث علی رضی اللہ عنہ.....
- ۱۳۸ ..... حدیث سے معلوم ہونے والی تین باتیں ....
- ج: چچا ابوطالب کو دعوتِ دین:
- ۱۳۸ ..... حدیث مسیب رضی اللہ عنہ.....
- ۱۵۰ ..... حدیث سے معلوم ہونے والی دو باتیں.....
- د: چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو نمازِ تسبیح کی ترغیب:
- ۱۵۱ ..... ارشادِ نبوی ﷺ: ”يَا عَبَّاسُ! يَا عَمَّاهُ!.....“ الحدیث ....
- ہ: عم زاد بھائی کو نظر چھپے لگانے سے روکنا:
- ۱۵۲ ..... ارشادِ نبوی ﷺ: ”يَا عَلِيُّ! لَا تُتَّبِع.....“ الحدیث ....
- و: ازواجِ مطہرات کو تہجد کی ترغیب:
- ۱۵۳ ..... ارشادِ نبوی ﷺ: ”سُبْحَانَ اللَّهِ! مَاذَا.....“ الحدیث ....
- شرح حدیث:
- ۱۵۵ ..... حافظ ابن حجر کا قول.....
- ۱۵۵ ..... علامہ طیبی کا قول.....
- ۱۵۷ ..... حدیث میں ایک اور فائدہ.....
- ز: نواسے کو دعائے قنوت سکھانا:

۱۵۷ ..... حدیث حسن بن علی رضی اللہ عنہما: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

(۱۰)

### عورتوں کو دعوتِ دین

ا: پڑوسن کو ہدیہ دینے کی ترغیب:

۱۵۹ ..... الحدیث ..... ارشادِ نبوی ﷺ: يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ!

شرح حدیث:

۱۶۰ ..... حافظ ابن حجر کا بیان

ب: خواتین کو مردوں سے پہلے سراٹھانے سے روکنا:

۱۶۰ ..... الحدیث ..... ارشادِ نبوی ﷺ: ”يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ!

ج: عید کے دن مستورات کو وعظ فرمانا:

۱۶۱ ..... حدیث جابر رضی اللہ عنہ:

۱۶۱ ..... امام بخاری کا اس پر تحریر کردہ عنوان

۱۶۲ ..... اس مضمون کی ایک اور حدیث پر امام بخاری کا تحریر کردہ عنوان

(۱۱)

### جوانوں کو دعوتِ دین دینا

ا: نوجوانوں کو شادی کی ترغیب دینا:

۱۶۲ ..... الحدیث ..... ارشادِ نبوی ﷺ: ”يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ!

ب: قریشی نوجوانوں کو زنا سے منع فرمانا:

۱۶۳ ..... الحدیث ..... ارشادِ نبوی ﷺ: ”يَا شَبَابَ قُرَيْشِ!

ج: ایک نوجوان کے لیے زنا کی قباحت کا بیان:

۱۶۳ ..... حدیث ابی امامہ رضی اللہ عنہما

(۱۲)

### بچوں کو دعوتِ دین

۱: یہودی بچے کو دعوتِ دین:

ارشاد نبوی ﷺ: ”أَسْلِمَ“

۱۶۹ ..... ایک اور روایت

۱۷۰ ..... حدیث پر امام بخاری کے تحریر کردہ دو عنوان

۱۷۰ ..... عنوانوں کے متعلق حافظ ابن حجر کا بیان

۱۷۰ ..... فوائد حدیث کے متعلق حافظ ابن حجر کا بیان

ب: بچوں کو طلوعِ آفتاب سے پہلے رمی سے روکنا:

۱۷۱ ..... ارشاد نبوی ﷺ: ”أَبِينِي! لَا تَرْمُوا الْجَمْرَةَ“ ..... الحدیث

ج: یتیم بچے کو کھانے کے آداب سکھانا:

۱۷۲ ..... ارشاد نبوی ﷺ: ”يَا غُلَامُ! سَمِعَ اللَّهُ“ ..... الحدیث

۱۷۲ ..... شرح حدیث میں علامہ قرطبی کا بیان

(۱۳)

### مریضوں کو دعوتِ دین دینا

۱: بنونجار کے شخص کو دعوتِ توحید:

۱۷۳ ..... ارشاد نبوی ﷺ: ”يَا خَالُ! قُلْ“ ..... الحدیث

۱۷۴ ..... حدیث سے معلوم ہونے والی چار باتیں

ب: بیمار عورت کو صبر کی ترغیب:

- ۱۷۴ ..... حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما:  
ج: بیمار عورت کو بخار کو برا بھلا کہنے سے روکنا:
- ۱۷۶ ..... الحدیث ..... ارشادِ نبوی ﷺ: مَالِكِ يَا أُمَّ السَّائِبِ! ..... الحدیث ..... ۱۷۶
- ۱۷۶ ..... حدیث سے معلوم ہونے والی تین باتیں

(۱۴)

### مصیبت زدہ لوگوں کو تلقینِ صبر

- ۱: ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو شوہر کی وفات پر تلقینِ صبر:
- ۱۷۸ ..... الحدیث ..... ارشادِ نبوی ﷺ: "أَتْرِيدِينَ أَنْ تُدْخِلِي" ..... الحدیث ..... ۱۷۸
- ۱۷۸ ..... حدیث سے معلوم ہونے والی دو باتیں
- ب: خاتون کو بیٹے کی وفات پر صبر کا حکم:
- ۱۷۸ ..... الحدیث ..... ارشادِ نبوی ﷺ: "اتَّقِي اللَّهَ وَأَصْبِرِي" ..... الحدیث ..... ۱۷۸
- ۱۷۹ ..... حدیث سے معلوم ہونے والی تین باتیں

(۱۵)

### تاجروں کو دعوتِ دین

- ۱: تاجروں کو جھوٹ سے بچنے کا حکم:
- ۱۸۰ ..... الحدیث ..... ارشادِ نبوی ﷺ: "يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ! أَيَّاكُمْ" ..... الحدیث ..... ۱۸۰
- ۱۸۱ ..... حدیث سے معلوم ہونے والی تین باتیں
- ب: تاجروں کو تقویٰ، نیکی اور سچ گوئی کی تلقین:
- ۱۸۱ ..... الحدیث ..... ارشادِ نبوی ﷺ: "إِنَّ التُّجَّارَ يَبْعَثُونَ" ..... الحدیث ..... ۱۸۱
- ج: تاجروں کو سچ گوئی کی تلقین:

۱۸۳ ..... الحدیث ..... ارشادِ نبوی ﷺ: "يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ! إِنَّ هَذَا الْبَيْعَ ..... الحدیث ..... ۱۸۳  
د: تاجروں کو بازار سے واپس آنے پر تلاوت کی ترغیب:

۱۸۴ ..... الحدیث ..... ارشادِ نبوی ﷺ: "يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ! أَيْعِجْزُ ..... الحدیث ..... ۱۸۴

(۱۶)

### فقراء کو دعوتِ دین

ا: قرآن کریم پڑھنے کی ترغیب:

۱۸۵ ..... الحدیث ..... ارشادِ نبوی ﷺ: أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يَغْدُوَ ..... الحدیث ..... ۱۸۵

۱۸۷ ..... الحدیث ..... حدیث سے معلوم ہونے والی دیگر تین باتیں ..... الحدیث ..... ۱۸۷

ب: فقراء کے لیے بشارت:

۱۸۸ ..... الحدیث ..... ارشادِ نبوی ﷺ: يَا مَعْشَرَ الْفُقَرَاءِ! ..... الحدیث ..... ۱۸۸

ج: مہاجر فقراء کو سابقین کو پالینے والی بات کی تعلیم:

۱۸۹ ..... الحدیث ..... ارشادِ نبوی ﷺ: "أَفَلَا أَعْلَمُكُمْ شَيْئًا ..... الحدیث ..... ۱۸۹

(۱۷)

### بدوں کو دعوتِ دین

ا: ارادہ قتل کرنے والے بدو کو دعوتِ اسلام:

۱۹۲ ..... الحدیث ..... ارشادِ نبوی ﷺ: أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ..... الحدیث ..... ۱۹۲

۱۹۳ ..... الحدیث ..... حدیث سے معلوم ہونے والی تین باتیں ..... الحدیث ..... ۱۹۳

ب: ایک بدو کو احترامِ مسجد کی تلقین:

۱۹۴ ..... الحدیث ..... ارشادِ نبوی ﷺ: إِنَّ هَذِهِ الْمَسَاجِدَ ..... الحدیث ..... ۱۹۴

۱۹۵ ..... الحدیث ..... حدیث سے معلوم ہونے والی چار باتیں ..... الحدیث ..... ۱۹۵

ج: اپنے ہاں پیدا ہونے والے بچہ کی نفی کرنے والے بدو کو نصیحت:

۱۹۶ ..... الحدیث ..... ارشادِ نبوی ﷺ: ”هَلْ لَكَ مِنْ اِبْلِ؟“

امام بخاری کا اس پر تحریر کردہ عنوان

مبحث سوئم

اسلام کی عالم گیریت کے متعلق شبہات کی حقیقت

تمہید:

شبہ نمبر ۱: اسلام کی عالم گیریت کے تصور کا حالات کی پیداوار ہونا

۲۰۲ ..... ولیم میور کی تحریر

حقیقت شبہ:

ولیم میور کی گفتگو کے نکات:

۲۰۲ ..... ا: اسلام کی عالم گیریت کا خیال بعد میں پیدا ہوا

۲۰۲ ..... ب: نبی ﷺ کے ذہن میں اس کا دھندلا تصور ہونا

۲۰۲ ..... ج: اسلام کا عرب کے لیے مخصوص ہونا

ان نکات کا رد:

۲۰۳ ..... ۱: بیسوں آیات میں اسلام کی عالم گیریت کا بیان

۲۰۳ ..... شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی تحریر

۲۰۴ ..... ۲: اسلام کی عالم گیریت کا کئی سورتوں میں بیان

۲۰۵ ..... ۳: پیغمبر اسلام ﷺ کے ذہن میں اس کے دھندلا تصور ہونے کی تردید:

۲۰۵ ..... I: آنحضرت ﷺ پر اس کے متعلق بیسوں آیات کا نزول

۲۰۵ ..... II: اس بارے میں بیسوں واضح ارشاداتِ نبویہ

۲۰۶ ..... III: کرہ ارض میں اشاعتِ اسلام کی بشاراتِ نبویہ

۲۰۶ ..... IV: یہود و نصاریٰ، مجوسیوں اور ہر جابر کو دعوتِ اسلام

۲۰۷ ..... پروفیسر توماس آرنلڈ کی تحریر

۴: اسلام کے عرب کے لیے مخصوص ہونے کی تردید:

۲۰۸ ..... I: عرب و عجم کے لیے ایک کامل اور متوازن دستورِ حیات

۲۰۹ ..... II: غیر عربی لوگوں کا گرم جوشی سے اسلام کا استقبال

ڈاکٹر غوستاف لوبون کی دو تحریریں:

۲۰۹ ..... ا: مصر، افریقہ، شام، ایران، بلادِ ہند پر اسلام،

۲۱۰ ..... عربی زبان اور اسلامی ثقافت کا اثر

۲۱۰ ..... ب: بربروں اور ان کی زبان پر اثر

سپین کے عیسائیوں پر اسلامی اثرات کے متعلق تحریریں:

۲۱۱ ..... پروفیسر آرنلڈ کے تاثرات

۲۱۳ ..... ریورنڈ بوزور سمٹھ کی شہادت

III: علومِ اسلامیہ کے لیے عجمی لوگوں کی عظیم الشان خدمات:

۲۱۴ ..... ا: علامہ مبارکپوری کا بیان

۲۱۵ ..... ب: خلیفہ عبدالملک اور امام زہری کے درمیان ایک مکالمہ

۵: دو مستشرقین کے اقتباسات:

۲۱۸ ..... ا: جرمن پروفیسر زخاؤ

۲۱۸ ..... ب: پروفیسر آرنلڈ

شبہ نمبر ۲: اسلام کا صرف اہل عرب کا دین ہونا

حقیقتِ شبہ:

- ۲۱۸ ..... ۱: اقرار رسالت کے بعد آپ ﷺ کے کسی دعویٰ کا انکار ممکن نہیں
- ۲۲۱ ..... ۲: عجمی لوگوں تک پیغام اسلام پہنچانا محال نہیں  
پیغام اسلام پہنچانے کی صورتیں:
- ۲۲۲ ..... ۱: عرب مسلمانوں کا دیگر زبانیں سیکھنا
- ۲۲۲ ..... ۲: زید ذی النہد کو یہودیوں کی زبان سیکھنے کا حکم نبوی ﷺ  
ب: ترجمان کی وساطت سے:
- ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ابو جمرہ کو اپنا مترجم بنانا:
- ۲۲۳ ..... صحیح بخاری کی دو روایات
- ۲۲۳ ..... حافظ ابن حجر کی تحریر
- ۲۲۳ ..... علامہ عینی کی تحریر
- ۲۲۳ ..... ج: عجمی لوگوں کا عربی سیکھ کر اسلام کو سمجھنا سمجھانا
- ۲۲۳ ..... شبہ نمبر ۳: اسلام کی عالم گیریت کے خلاف بعض آیات سے استدلال  
حقیقت شبہ:
- ۲۲۵ ..... ۱: آیات میں کچھ لوگوں کا ذکر دوسروں کی نفی نہیں کرتا
- ۲۲۵ ..... ب: آیت ﴿لَتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ﴾ سے سب لوگوں کا مراد ہونا
- ۲۲۷ ..... ج: بیسوں دیگر آیات و احادیث کو پیش نظر رکھنے کی ضرورت
- ۲۲۹ ..... د: آنحضرت ﷺ کا عمل

## حرفِ آخر

- ۲۳۱ ..... ۱: خلاصہ کتاب
- ۲۳۵ ..... ب: اپیل
- ۲۳۷ ..... مراجع و مصادر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## پیش لفظ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ  
شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ  
لَهُ. وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ. وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ  
لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. صَلَّى اللّٰهُ  
عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ.

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَ  
أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ ❶

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ  
وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَ  
اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ  
رَقِيبًا﴾ ❷

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا . يُصْلِحْ  
لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ  
فَقَدْ قَارَىٰ قَوْزًا عَظِيمًا﴾ ❸

اما بعد!

امتِ اسلامیہ کی موجودہ ذلت اور پستی کا ایک اہم سبب امت کا اپنی اصل  
حیثیت کو فراموش کرنا ہے۔ امتِ اسلامیہ امتِ دعوتِ تھی، جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام  
کائنات کے لوگوں کو پیغامِ حق پہنچانے کے لیے پیدا فرمایا۔ ارشادِ باری ہے:

❶ سورة آل عمران / الآية ۱۰۲ . ❷ سورة النساء / الآية الأولى . ❸ سورة الأحزاب / الآيات ۷۰-۷۱ .

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ  
تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ﴾ ❶

[تم بہترین امت ہو، جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے، کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو، بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو] اللہ تعالیٰ نے امت کی اسی حیثیت کے ساتھ اپنی نصرت و تائید کو مربوط فرمادیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ  
أَقْدَامَكُمْ ﴾ ❷

[اے ایمان والو! اگر تم اللہ تعالیٰ (کے دین) کی مدد کرو گے، تو وہ تمہاری مدد کریں گے اور تمہیں ثابت قدم رکھیں گے] ❸  
امتِ اسلامیہ کی اسی حیثیت کے متعلق خود اپنے آپ کو اور مسلمان بہن بھائیوں کو یاد دہانی کی غرض سے توفیقِ الہی سے اس کتاب میں درج ذیل تین سوالوں کے جواب دینے کا عزم کیا ہے:

۱: دعوتِ اسلامیہ کن کے لیے ہے؟

۲: نبی کریم ﷺ نے کن لوگوں کو دعوتِ دین دی؟

۳: اس بارے میں پیش کردہ شبہات کی حقیقت کیا ہے؟

کتاب کی تیاری میں پیش نظر باتیں:

اس سلسلے میں توفیقِ الہی سے درج ذیل باتوں کے اہتمام کی مقدور

❶ سورة آل عمران / جزء من الآية ۱۱۰.

❷ سورة محمد ﷺ / الآية ۷.

❸ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب ”فضائل دعوت“ صفحات ۸۲-۸۸.

بھر کوشش کی گئی ہے:

- ۱: کتاب کے لیے بنیادی معلومات کتاب وسنت سے حاصل کیے گئے ہیں۔
  - ۲: احادیث شریفہ کو عموماً ان کے مراجع سے نقل کیا گیا ہے۔ صحیحین کے علاوہ دیگر کتب حدیث سے منقولہ روایات کے متعلق علمائے امت کے اقوال ذکر کر دیے گئے ہیں۔ صحیحین کی احادیث کی صحت پر اجماع امت کی وجہ سے ان کے متعلق علمائے امت کے اقوال ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔<sup>۱</sup>
  - ۳: آنحضرت ﷺ نے جن متعدد اقسام کے لوگوں کو دعوت دین دی، ان کے متعلق تمام شواہد کا جمع کرنا مقصود کتاب نہیں، ہر ایک قسم کے بارے میں چند ایک شواہد پر اکتفا کیا گیا ہے۔
  - ۴: ذکر کردہ شواہد میں موجود دعوتی فوائد کا بھی اختصار سے ذکر کیا گیا ہے۔
  - ۵: تفصیلی معلومات جاننے کے خواہش مند قارئین کے لیے کتاب کے آخر میں مصادر و مراجع کے متعلق تفصیلی معلومات درج کر دی گئی ہیں۔
- کتاب کا خاکہ:

مولائے رحمن و رحیم کی توفیق سے خاکہ کتاب بصورت ذیل ترتیب دیا گیا ہے۔

پیش لفظ

مبحث اول: دعوت اسلامیہ کا عموم

اس میں آٹھ عنوانات کے ضمن میں گفتگو کی گئی ہے

مبحث دوم: نبی کریم ﷺ کا تمام اقسام کے لوگوں کو دعوت دین دینا

۱ ملاحظہ ہو: مقدمة النووي لشرحہ علی صحیح مسلم ص ۶۴ ونزهة النظر فی توضیح نخبة

الفکر للحافظ ابن حجر ص ۲۹۔

اس میں انیس عنوانات کے تحت گفتگو پیش کی گئی ہے

بحثِ سوئم: اسلام کی عالم گیریت کے متعلق شبہات

اس میں تین شبہات کے متعلق گفتگو کی گئی ہے

خاتمہ

خلاصہ کتاب

اپیل

شکر و دعا:

اپنے رب کریم کا شکر گزار ہوں، کہ انہوں نے مجھ ایسے ناچیز کو اس موضوع کے بارے میں کام کرنے کی توفیق سے نوازا۔ فَلَهُ الْحَمْدُ عَدَدَ خَلْقِهِ، وَرِضَى نَفْسِهِ، وَمَدَادَ كَلِمَاتِهِ.

ربِ جی و قیوم میرے والدین محترمین کی قبروں پر اپنی رحمتوں کی برکھا برسائیں، کہ انہوں نے اپنی اولاد کے دلوں میں دعوتِ دین کا جذبہ پیدا کرنے اور اس کو پروان چڑھانے میں اپنی بساط کے بقدر خوب جدوجہد فرمائی (رَبِّ اَرْحَمُهُمَا كَمَا رَبَّيْتَنِي صَغِيرًا). اللہ تعالیٰ میری اہلیہ محترمہ، بیٹوں اور بہوؤں کو میری خوب خدمت کرنے کے عوض دنیا و آخرت میں بہترین جزا عطا فرمائیں اور انہیں اس کتاب کے اجر و ثواب میں شریک کریں۔ آمین

عزیزان القدر شیخ عبدالجید ملتستانی اور عرفار روق قدوسی کو کتاب کی مراجعت میں تعاون کا بہترین صلہ عطا فرمائیں۔ آمین

اللہ کریم اس معمولی کاوش کو قبول فرمائیں اور اسے میرے لیے، میرے اہل و

عیال، بہن بھائیوں، ان کے اہل و عیال اور تمام قارئین کے لیے خیر و برکت کا ذریعہ بنادیں۔ انہ سمیع مجیب و صلی اللہ تعالیٰ علی نبینا و علی آلہ  
و أصحابہ و أتباعہ و بارک و سلم .

فضل الہی

قبل از نماز مغرب ۲ شوال ۱۴۲۹ھ

بمطابق ۳ اکتوبر ۲۰۰۸م

اسلام آباد





## مبحثِ اوّل

### دعوتِ اسلامیہ کا عموم

اس بات کے متعلق بہت سے دلائل و شواہد ہیں، کہ دعوتِ اسلامیہ آپ ﷺ کے زمانہ رسالت سے لے کر قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کے لیے ہے اور ان سب پر امت محمدیہ ﷺ میں داخل ہونا فرض ہے۔

توفیقِ الہی سے اس بارے میں درج ذیل دس عنوانات کے ضمن میں گفتگو کی جا رہی ہے:

- ۱: آنحضرت ﷺ کے معجزے کا ہمیشہ کے لیے باقی رہنا
- ۲: بعثتِ مصطفوی ﷺ کا سب لوگوں کے لیے ہونا
- ۳: قرآن کریم کا تمام جہاں والوں کے لیے نصیحت ہونا
- ۴: قرآن کریم کا سب لوگوں کو مخاطب کرنا
- ۵: قرآن کریم کا اہل کتاب کو دعوتِ اسلام دینا
- ۶: آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا
- ۷: امتِ اسلامیہ کا مخلوق کی ہدایت کے لیے وجود میں آنا
- ۸: آنحضرت ﷺ کی نبوت پر ایمان لانے کی فرضیت
- ۹: روئے زمین پر اشاعتِ اسلام کی بشاراتِ نبویہ
- ۱۰: تورات و انجیل میں بعثتِ مصطفوی ﷺ کے متعلق بشاراتیں

(۱)

## آنحضرت ﷺ کے معجزے کا ہمیشہ کے لیے باقی رہنا

اسلام کے عالم گیر مذہب ہونے کے دلائل میں سے ایک یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو جو سب سے عظیم معجزہ عطا فرمایا، اس کی نوعیت تمام انبیائے سابقین ﷺ کے معجزات سے مختلف ہے۔ سابقہ انبیاء ﷺ کے معجزات وقتی تھے، جو کہ ان کے دنیا میں رہنے تک ان کے ساتھ باقی رہے، لیکن آنحضرت ﷺ کو ملنے والا عظیم معجزہ آپ ﷺ کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے صدیوں بعد تک موجود ہے اور ہمیشہ ہمیشہ موجود رہے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کتنے ہی معجزات عطا فرمائے! چھڑی کا اڑدھا بن جانا، بغل میں سے ہاتھ نکالنے پر اس کا روزِ روشن کی طرح واضح ہونا، پتھر پر چھڑی مارنے سے اس سے بارہ چشموں کا پھوٹنا، دریا میں لاشی مارنے سے بنو اسرائیل کے لیے راستے کا بننا وغیرہ۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کتنے زیادہ تھے! مادر زاد اندھے اور مہلبھیری والے کا ان کے ہاتھ پھیرنے سے شفا یاب ہونا، مردے کو قسم باذن اللہ [اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ] کہنا اور اس کا زندہ ہو جانا، گھروں میں لوگ جو کھا کر آئے اور جو پیچھے چھوڑ آئے، اس کی خبر دینا وغیرہ۔ لیکن یہ سب معجزات اور اسی طرح دیگر انبیائے کرام ﷺ کے تمام معجزات وقتی تھے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”مَا مِنْ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٍّ إِلَّا أُعْطِيَ مِنْ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ  
الْبَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيَتْهُ وَحِيًّا أَوْحَى اللَّهُ إِلَيَّْ،  
فَأَرَجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرُهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ“ ①

① متفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب کیف نزل الوحي وأول

[نبیوں میں سے ہر ایک نبی کو ایسے ایسے معجزات عطا کئے گئے، کہ ان کے بقدر لوگ ایمان لائے۔ اور بے شک جو معجزہ مجھے عطا کیا گیا ہے، وہ وحی [یعنی قرآن کریم] ہے، جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل فرمائی ہے۔ اس لیے مجھے امید ہے، کہ میرے پیروکار روزِ قیامت سب سے زیادہ ہوں گے]

علامہ قرطبی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

إِنَّ كُلَّ رَسُولٍ أُيِّدَ بِمُعْجِزَةٍ تَدُلُّ عَلَى صِحَّةِ رِسَالَتِهِ،  
فَيُظْهِرُ صِدْقَهُ، وَتَثْبُتُ حُجَّتُهُ غَيْرَ أَنَّ مُعْجِزَاتِهِمْ تَنْقَرِضُ  
بِانْقِرَاضِهِمْ، فَلَا يَبْقَى مِنْهَا بَعْدَهُمْ إِلَّا الْإِخْبَارُ بِهَا، وَذَلِكَ  
قَدْ يَخْفَى بَعْدَ تَوَالِي الْأَعْصَارِ.

وَنَبِينًا ﷺ، وَإِنْ كَانَ قَدْ أُعْطِيَ مِنْ كُلِّ نَوْعٍ مِنْ أَنْوَاعِ  
مُعْجِزَاتِ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلَهُ، لِكِنَّهُ فَضَّلَ عَلَى جَمِيعِهِمْ  
بِالْمُعْجِزَةِ الْبَاقِيَةِ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا، وَهِيَ الْكِتَابُ الْعَزِيزُ  
الَّذِي أَعْجَزَتْ السُّورَةُ مِنْهُ الْجِنُّ وَالْإِنْسُ أَيُّ تَعْجِيزٍ فَأَعْجَزَهُ  
مُشَاهِدًا بِالْعِيَانِ، مُتَجَدِّدًا مَا تَعَاقَبَ الْجَدِيدَانِ.

فَمَنْ ارْتَابَ الْآنَ فِي صِدْقِ قَوْلِهِ، قِيلَ لَهُ: «فَأْتِ بِسُورَةٍ مِثْلِهِ»  
وَلَمَّا كَانَتْ هَذِهِ الْمُعْجِزَةُ قَاطِعَةً الظُّهُورِ، مُسْتَمِرَّةً  
مَدَى الدَّهْوَرِ اشْتَرَكِ فِي مَعْرِفَتِهَا الْمُتَقَدِّمُونَ وَالْمُتَأَخِّرُونَ،  
وَاسْتَوَى فِي مَعْرِفَةِ صِدْقِ مُحَمَّدٍ ﷺ السَّابِقُونَ  
وَاللَّاحِقُونَ، فَدَخَلَ الْعُقْلَاءُ فِي دِينِهِ دُخُولًا مُتتَابِعًا،

۳۳۳ ما نزل، رقم الحدیث ۴۹۸۱، ۳/۹؛ وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب  
وجوب الإیمان برسالة نبینا محمد ﷺ إلى جمیع الناس ونسخ الملل بملته، رقم  
الحدیث ۲۳۹- (۱۵۲)؛ ۱/۱۳۴. الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

وَحَقَّقَ اللَّهُ تَعَالَى لَهُ رَجَائَهُ فَكَانَ أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَابِعًا . ۵

معنی یہ ہے، کہ بلاشبہ ہر نبی کی کسی نہ کسی معجزے سے تائید کی گئی، جو کہ اس کی رسالت کی صحت پر دلالت کرتا ہے اور اس کے ساتھ اس کی سچائی ظاہر ہوتی ہے اور حجت پوری ہوتی ہے، لیکن ان [یعنی سابقہ انبیاء علیہم السلام] کے معجزات ان کے ختم ہو جانے کے ساتھ ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ ان کی رحلت کے بعد صرف ان (معجزات) کی خبر باقی رہ جاتی ہے اور بسا اوقات وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ خبر بھی چھپ جاتی ہے۔

ہمارے نبی کریم ﷺ کو، اگرچہ (سابقہ) انبیاء علیہم السلام کو دیے جانے والے تمام اقسام کے معجزات کی مانند معجزات عطا کیے گئے، لیکن انہیں ان سب پر، جب تک دنیا باقی ہے، اس وقت تک باقی رہنے والے عظیم معجزے کے ساتھ فضیلت دی گئی اور وہ (معجزہ) کتاب عزیز ہے، جس کی ایک سورت نے ہی جن و انس کو [اس کا مقابل لانے سے] شدید عاجز کر دیا ہے۔ اس کا اعجاز آنکھوں کے سامنے ہے، ہر آنے والے دن اور رات میں اس کے اعجاز کے نئے نئے پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔

پس اب جو کوئی اس کی صداقت میں شک کرے گا، اس سے کہا جائے گا:

”اس کی مانند ایک سورت لاؤ۔“

جب یہ معجزہ پشتوں کو توڑنے والا اور ہمیشہ باقی رہنے والا تھا، تو اس کو پہچاننے میں متقدمین اور متاخرین شریک ہیں اور محمد ﷺ کی شناخت میں اگلے پچھلے برابر ہیں۔ اسی لیے عقل والے یکے بعد دیگرے ان کے دین میں داخل ہوتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی امید کو پورا فرمایا اور ان کے پیروکار تمام انبیاء علیہم السلام کے پیروکاروں سے زیادہ ہیں۔

① ملاحظہ ہو: المفہم ۵۰/۶؛ نیز ملاحظہ ہو: شرح النووی ۱۸۸/۲؛ وشرح الطیبی ۱۱/۲۶۳۵؛

وفتح الباری ۷/۹ و ۲۴۸/۱۳؛ ومرقاۃ المفاتیح ۱۰/۱۲-۱۳.

قرآن کریم کے معجزہ ہونے کا ذکر قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ہے۔ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا، کہ سب انسان اور جن متحد ہو کر بھی ایسی کتاب نہیں لاسکتے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿قُلْ لَّيْسَ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا﴾<sup>①</sup>

[کہہ دیجیے اگر سب انسان اور جن جمع ہو جائیں، کہ اس قرآن جیسا بنالائیں، تو وہ اس جیسا نہیں لائیں گے، اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں]۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کریم کی سورتوں کی مانند صرف دس سورتیں لانے کا چیلنج کیا۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوْرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرِيَاتٍ وَادْعُوا مَنْ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ. فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾<sup>②</sup>

[یا وہ کہتے ہیں، کہ اس [یعنی محمد ﷺ] نے اسے گھڑ لیا ہے۔ آپ کہہ دیجیے: پس تم اس جیسی دس گھڑی ہوئی سورتیں لے آؤ اور اللہ تعالیٰ کے سوا جسے بلا سکتے ہو، بلا لو، اگر تم سچے ہو۔ پس اگر وہ تمہارا مطالبہ پورا نہ کر سکیں، تو جان لو، کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کے علم سے اتارا گیا ہے اور ان

① سورة الإسراء / الآية ۸۸.

② سورة هود - عليه السلام - / الآيات ۱۳ - ۱۴.

کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تو کیا اب تم مسلمان ہو جاؤ گے؟  
 ایک تیسرے مقام پر اس قرآن کریم کی سورتوں جیسی ایک ہی سورت لانے کا  
 مطالبہ کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ  
 مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِّن دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ  
 صَادِقِينَ. فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي  
 وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ﴾ ❶

[اور اگر تم اس [کلام] میں، جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے، کسی شک  
 میں ہو، تو اس جیسی ایک سورت لے کر آؤ اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ اپنے  
 مددگاروں کو بلاؤ، اگر تم سچے ہو۔ پس اگر تم ایسا نہ کر سکو اور تم ہرگز ایسا نہ  
 کر سکو گے، تو اس آگ سے بچ جاؤ، جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں  
 گے، (جو) کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔]

یہاں یہ بات خصوصی طور پر قابل توجہ ہے، کہ صرف قرآن کریم کی سورتوں ایسی  
 ایک سورت لانے کا مطالبہ ہی نہیں کیا گیا، بلکہ ساتھ ہی یہ پیشگوئی بھی کی گئی ہے، کہ وہ  
 سارے مل کر ایک سورت بھی نہ لاسکیں گے۔

نبی کریم ﷺ کے اس عظیم معجزے کے حوالے سے ایک قابل توجہ بات یہ بھی  
 ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ ارشادِ باری  
 تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ ❷

❶ سورة البقرة/الآيات ۲۳-۲۴.

❷ سورة الحجر/ الآية ۹.

[بے شک ہم نے اس ذکر [یعنی قرآن کریم] کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں]۔

خلاصہ گفتگو یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو قرآن کریم کا معجزہ عطا فرمایا، کہ جس کی سورتوں کے مثل ایک سورت لانے سے سارے جن و انس صدیوں سے عاجز ہیں اور قرآن کریم کی پیش گوئی کے مطابق ہمیشہ ہمیشہ عاجز ہی رہیں گے۔ اس معجزے کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خود اللہ تعالیٰ نے لی ہے اور اس عظیم معجزے کا باقی رہنا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جن و انس کا اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز رہنا، بلاشک و شبہ آنحضرت ﷺ کی نبوت و رسالت کے دوام اور عالمگیر ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

(۲)

بعثتِ مصطفوی ﷺ کا سب لوگوں کے لیے ہونا

اس سلسلے میں متعدد دلائل میں سے پانچ توفیقِ الہی سے ذیل میں پیش کئے جا رہے ہیں:

۱: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا﴾<sup>①</sup>

[اور ہم نے آپ کو لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ گواہ کے طور پر کافی ہیں]۔

علامہ زحمری آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: یعنی تمام لوگوں کے لیے رسول، صرف عربوں کے لیے رسول نہیں۔ آپ ﷺ عرب و عجم کے رسول ہیں۔ اسی بنا پر کسی کے لیے آپ ﷺ کی اطاعت و اتباع سے ٹکنا جائز نہیں۔<sup>②</sup>

① سورة النساء / جزء من الآية ۷۹.

② ملاحظہ ہو: الکشاف ۱/۵۴۶.

علامہ الوسی تحریر کرتے ہیں: آنحضرت ﷺ کی کامل ترین صورت میں مدافعت کے بعد [اس آیت میں] آپ کے اپنے رب تعالیٰ کے ہاں عظیم مقام و مرتبہ کو بیان کیا جا رہا ہے۔

اور اس میں اس شخص کی بھی تردید کی گئی ہے، جو کہ آنحضرت ﷺ کی رسالت کو صرف عرب کے لیے سمجھتا ہے۔ [النَّاس] میں الف لام استغراق کے لیے ہے یعنی تمام بنی نوع انسان کے لیے۔<sup>①</sup>

### تنبیہ:

آیت کریمہ میں [لِلنَّاسِ] کو [رَسُولًا] سے پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے علامہ الوسی لکھتے ہیں: [رَسُولًا] کے متعلق جار [لِلنَّاسِ] کو اس پر مقدم کیا گیا ہے، تاکہ یہ حقیقت اجاگر ہو جائے، کہ وہ عموم انسانیت کے لیے رسول بنا کر مبعوث کئے گئے ہیں [صرف] کچھ لوگوں کی طرف نہیں، جیسا کہ بعض لوگ [غلط طور پر] سمجھتے ہیں۔<sup>②</sup>

ب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَأَمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾<sup>③</sup>

① روح المعانی ۹۰/۵-۹۱؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر الخازن ۱/۵۶۲؛ و تفسیر ابی السعود

۲۰۶/۲؛ و فتح القدیر ۱/۷۳۹؛ و تفسیر القاسمی ۵/۳۱۸.

② ملاحظہ ہو: روح المعانی ۹۱/۵.

③ سورة الأعراف / الآية ۱۵۸.

[کہہ دیجیے: اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف (اس) اللہ کا رسول ہوں، کہ اس کے لیے ہی آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود (نہیں) وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ کے رسول نبی امی پر ایمان لاؤ، جو (خود) اللہ تعالیٰ اور اس کے کلام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کی اتباع کرو، تاکہ تم ہدایت پاؤ۔]

آیت شریفہ کی تفسیر میں امام ابن جریر طبری لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ اپنے نبی محمد ﷺ سے فرماتے ہیں: [قُلْ] [کہہ دیجیے] اے محمد ﷺ تمام لوگوں سے [إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا] [یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں] [ایسے نہیں] کہ تم میں سے بعض کی طرف رسول ہوں، اور بعض کی طرف نہ ہوں، جیسا کہ مجھ سے پہلے آنے والے رسولوں میں سے ہر ایک کو صرف کچھ لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا جایا کرتا تھا۔ بلاشبہ میری رسالت تو تم سب لوگوں کے لیے ہے۔<sup>①</sup>

حافظ ابن کثیر تحریر کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ اپنے نبی اور رسول محمد ﷺ سے فرماتے ہیں: [کہہ دیجیے] اے محمد ﷺ! [اے لوگو!] یہ خطاب سرخ، سیاہ، عربی اور عجمی سب کے لیے ہے [یقیناً میں تو تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں] یعنی تم تمام کی طرف۔

اور یہ بات آنحضرت ﷺ کی شان و عظمت والی باتوں میں سے ایک ہے، کہ آپ سلسلہ انبیاء کو ختم کرنے والے اور تمام لوگوں کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں۔ اس بارے میں بہت زیادہ آیات اور بے شمار احادیث ہیں اور دین میں یہ بات قطعی طور پر معلوم ہے، کہ آنحضرت ﷺ تمام لوگوں کی جانب اللہ تعالیٰ کے

① ملاحظہ ہو: تفسیر الطبری ۱۳/۱۷۰؛ نیز ملاحظہ ہو: التفسیر الکبیر ۱۵/۲۶؛ وفتح القدیر

۲/۳۷۰؛ و تفسیر القاسمی ۵/۲۷۹۔

رسول ہیں۔<sup>①</sup>

قاضی بیضاوی رقم طراز ہیں: ”(اس آیت شریفہ میں) خطاب عام ہے۔ رسول اللہ ﷺ سب جن و انس کے لیے مبعوث کئے گئے اور باقی رسول اپنی اپنی قوم کی جانب بھیجے جاتے تھے۔ [جَبُونَعَا] (یعنی سب) [كَالْفِظِ] [إِلَيْكُمْ] (تمہاری طرف) کے لیے حال ہے [مراد یہ ہے، کہ تم سب کی جانب]“<sup>②</sup>

شیخ قاسمی نے قلم بند کیا ہے: ”آیت [شریفہ] اس بات پر قطعی طور پر دلالت کرتی ہے، کہ آپ ﷺ کی رسالت سرخ، سیاہ، عربی اور عجمی [سب] لوگوں کے لیے ہے۔“<sup>③</sup>

ج: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾<sup>④</sup>

[اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لیے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے]

علامہ ابن عطیہ اندلسی آیت شریفہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ”یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر ہے، کہ بلاشبہ انہوں نے محمد ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے مبعوث فرمایا ہے۔ اور [كَافَّةً] سے مراد تمام کے تمام لوگ ہیں۔“<sup>⑤</sup>

① ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر ۲/۲۸۳۔

② تفسیر البیضاوی ۱/۳۶۳؛ نیز ملاحظہ ہو: الکشاف ۲/۱۲۳؛ و تفسیر ابی السعود ۳/۲۸۱۔

③ تفسیر القاسمی ۷/۲۷۹۔

④ سورۃ سبأ / الآیة ۲۸۔

⑤ المحرر الوجیز ۱۳/۱۳۸۔

تنبیہ:

عام دستور کے مطابق [حال] کو [ذوالحال] کے بعد ذکر کیا جاتا ہے، لیکن اس آیت کریمہ میں حال [كَأَفَّةً] کو ذوالحال [لِلنَّاسِ] سے پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے علامہ ابن عطیہ اندلسی تحریر کرتے ہیں: ”[كَأَفَّةً] حال ہونے کی بنا پر منصوب ❶ ہے اور اس کو اہتمام کی خاطر پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ [یعنی اس حقیقت کو نمایاں کرنے کے اہتمام کے پیش نظر، کہ آپ ﷺ کی رسالت سب لوگوں کے لیے ہے]“ ❷

علامہ رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں: ”یہ بات نبی کریم ﷺ کے ان خصائص میں سے ایک ہے، جن کا ذکر حدیث شریف [أَعْطَيْتُ..... الْحَدِيثُ] ❸ [مجھے پانچ تیز دی گئی ہیں، جو کسی اور نبی کو نہیں دی گئیں] میں کیا گیا ہے۔“ ❹

د: ارشاد باری تعالیٰ:

﴿تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾ ❺

[بہت برکت والے ہیں وہ، جنہوں نے اپنے بندے پر فیصلہ کرنے والی کتاب نازل فرمائی، تاکہ وہ سارے جہانوں کے لیے ڈرانے والے بنیں]۔  
جن باتوں پر یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے، ان کا ذکر کرتے ہوئے علامہ

❶ یعنی اس پر زبر آئی ہے۔

❷ مکمل حدیث اور اس کا حوالہ اس کتاب کے صفحات ۳۰-۳۱ پر دیکھیے۔

❸ المحرر الوجیز ۱۳/۱۳۸؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر البغوی ۵/۲۹۱-۲۹۲؛ و تفسیر

الحازن ۵/۲۹۱-۲۹۲؛ و تفسیر ابن کثیر ۳/۵۹۲؛ والتحریر والتنویر ۲۲/۱۹۷-۱۹۹

و تفسیر القاسمی ۱۴/۲۵۔

❹ سورة الفرقان / الآية ۱۔

رازی لکھتے ہیں: ”پہلی بات یہ ہے، کہ بلاشبہ [الْعَالَم] [سے مراد] اللہ تعالیٰ کے سوا سب کچھ ہے۔ اس میں جنوں اور انسانوں میں سے سب مکلفین شامل ہیں اور اس سے ان لوگوں کی بات کا بطلان ہو جاتا ہے، جنہوں نے کہا ہے، کہ: ”آنحضرت ﷺ (صرف) کچھ لوگوں کی طرف بطور رسول مبعوث کئے گئے تھے۔“ ❶

حافظ ابن کثیر تحریر کرتے ہیں: ”ارشاد باری تعالیٰ: ﴿لَيْسَ كُنَّ لِّلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾ تاکہ وہ سب جہان والوں کے لیے ڈرانے والے ہو جائیں [یعنی بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس مفصل عظیم، خوب کھول کر بیان کرنے والی محکم کتاب، کہ جس کے آگے پیچھے سے باطل داخل نہیں ہو سکتا اور جس کو انہوں نے فرقان عظیم ❷ بنایا، کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ اس لیے مخصوص فرمایا، تاکہ آپ کو ایسی رسالت کے ساتھ مخصوص فرمائیں، جو کہ آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر بسنے والے تمام لوگوں کے لیے ہو۔“ ❸

ہ: حدیث جابر رضی اللہ عنہ:

امام بخاری نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”أُعْطِيتُ حَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ  
مَسِيرَةَ شَهْرٍ؛ وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، فَأَيَّمَا رَجُلٍ  
مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ فَلْيُصَلِّ؛ وَأُحِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ وَلَمْ  
تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ؛ وَكَانَ النَّبِيُّ

❶ التفسیر الکبیر ۴۵/۲۴۔

❷ یعنی حق و باطل کے درمیان تیز کرنے والی عظیم کتاب۔

❸ تفسیر ابن کثیر ۳/۳۳۹؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر القرطبی ۱۳/۱۷؛ و تفسیر ابی السعود

۶/۲۰۰؛ و تفسیر التحریر و التنویر ۱۸/۳۷۱؛ و فتح القدیر ۴/۸۸۔

يُعْتُّ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَيُعْتُّ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً“ ❶

”مجھے پانچ چیزیں دی گئی ہیں (جو) مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئی تھیں: ایک مینے کی مسافت سے رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے، تمام زمین میرے لیے سجدہ گاہ اور پاکی کے لائق بنائی گئی ہے، پس میری اُمت کا کوئی شخص (جہاں بھی) نماز (کے وقت) کو پالے (وہاں ہی) نماز ادا کر لے، میرے لیے غنیمت کا مال حلال کیا گیا ہے، مجھ سے پہلے یہ کسی کے لیے بھی حلال نہ تھا، مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے اور ہر نبی صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا (لیکن) میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔]

اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے، کہ ان کے خصائص میں سے ایک یہ ہے، کہ انہیں تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔ صحیح مسلم کی روایت میں ہے:

”وَكَانَ كُلُّ نَبِيٍّ يُعْتُّ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً، وَيُعْتُّ إِلَى كُلِّ أَحْمَرَ وَأَسْوَدَ“ ❷

[ہر نبی کو اس کی قوم ہی کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے ہر سرخ و سیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا۔]

حدیث کی شرح میں علامہ قرطبی نے لکھا ہے: ”وَبُعِثْتُ إِلَى الْأَحْمَرِ وَالْأَسْوَدِ“ یعنی مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ﴾ ❸

(اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لیے) ❹

❶ صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب رقم الحدیث ۳۳۵، ۱/۴۳۵-۴۳۶۔

❷ ملاحظہ ہو: صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، رقم الحدیث ۳- (۵۲۱)؛

۳۷۰-۳۷۱۔

❸ سورۃ سبا / جزء من الآیة ۲۸۔

❹ المفہم ۲/۱۱۶۔

امام نووی لکھتے ہیں: ”کہا گیا ہے، کہ [أَحْمَرَ] سے مراد عجمی اور ان کے علاوہ دیگر سفید رنگ کے لوگ ہیں اور [أَسْوَدَ] سے مراد گندمی رنگ کے غالب ہونے کی بنا پر عربی اور ان کے علاوہ سوڈان وغیرہ کے لوگ ہیں۔

اور (یہ بھی) کہا گیا ہے، کہ [أَحْمَرَ] سے مراد سوڈان کے لوگ اور [أَسْوَدَ] سے مراد عربی اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ ہیں۔

اور (یہ بھی) کہا گیا ہے، کہ [أَحْمَرَ] سے مراد انسان اور [أَسْوَدَ] سے مراد جن ہیں۔ اور یہ سب [اقوال] درست ہیں، کیونکہ آنحضرت ﷺ ان سب کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں۔“<sup>①</sup>

صحیح مسلم کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کردہ ایک اور حدیث میں ہے:

”وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً“

”اور مجھے ساری مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا“

حافظ ابن حجر اس روایت کے متعلق تحریر کرتے ہیں: ”اس بارے میں سب سے زیادہ صریح اور جامع مسلم کی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث ہے۔“<sup>②</sup>

### سابقہ انبیاء ﷺ کا دائرہ دعوت:

قرآن کریم کی متعدد آیات اس بات کو واضح طور پر بیان کرتی ہیں، کہ سابقہ انبیاء ﷺ کی دعوت ان کی اپنی اپنی قوم کے لیے تھی۔ بطور مثال درج ذیل چھ آیات ملاحظہ فرمائیے:

۱: ﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ﴾<sup>③</sup>

① شرح النووي ۱/۵۰؛ نیز ملاحظہ ہو: فتح الباری ۱/۴۳۹۔ ② المرجع السابق ۱/۴۳۹۔

③ سورة الأعراف/جزء من الآية ۵۹۔

[بلاشبہ ہم نے نوح - ﷺ - کو ان کی قوم کی طرف بھیجا، تو انہوں نے کہا: ”اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، ان کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔“  
 ۲: ﴿وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ﴾ ①

[اور عاد کی طرف ان کے بھائی ہود - ﷺ - کو بھیجا، انہوں نے کہا: ”اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، ان کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔“  
 ۳: ﴿وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ﴾ ②

[اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح - ﷺ - کو بھیجا، انہوں نے کہا: ”اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، ان کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔“  
 ۴: ﴿وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ﴾ ③

[اور لوط - ﷺ - جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: ”کیا تم اس بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو، جو تم سے پہلے جہانوں میں سے کسی نے نہیں کی۔“  
 ۵: ﴿وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ﴾ ④

[اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب - ﷺ - کو (بھیجا) انہوں نے کہا: ”اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، تمہارے لیے ان کے سوا کوئی

① سورة الأعراف/جزء من الآية ۶۵.

② سورة الأعراف/جزء من الآية ۷۳.

③ سورة الأعراف/جزء من الآية ۸۰.

④ سورة الأعراف/جزء من الآية ۸۵.

[معبود نہیں]

۶: فرشتوں نے مریم علیہا السلام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت سے پہلے ہی ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہ بشارت ﴿وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ﴾<sup>۱</sup> [کہ (وہ) بنی اسرائیل کی طرف رسول ہوں گے]، سنادی۔

### دعوتِ موسیٰ علیہ السلام کے متعلق تورات کا بیان:

اس بارے میں درج ذیل دو حوالے ملاحظہ فرمائیے:

۱: کتاب خروج باب سوم میں ہے:

”موسیٰ علیہ السلام۔ نے ایک بوٹے میں سے آگ کے شعلے نکلتے دیکھے اور دیکھا، کہ وہ بوٹا جل نہیں جاتا۔ وہ یہ دیکھنے کو آگے بڑھے، تب خدا نے بوٹے کے اندر سے پکارا:

”میں نے اپنے لوگوں کی تکلیف جو مصر ہیں، یقیناً دیکھی، جو خراج کے محصولوں سے ہے، سنی اور میں ان کے دکھوں کو جانتا ہوں۔

اور میں نازل ہوا ہوں، کہ انہیں مصریوں کے ہاتھ سے چھڑاؤں اور اس زمین سے نکال کر اچھی زمین میں جہاں دودھ اور شہد موج مارتا ہے، کنعانیوں اور حستیوں اور اموریوں اور فرضیوں اور حویلوں اور یوسیوں کی جگہ میں لاؤں۔

اب دیکھ، بنی اسرائیل کی فریاد مجھ تک آئی اور میں نے وہ ظلم، جو مصری ان پر کرتے ہیں، دیکھا ہے۔ بس اب تو جا، میں تجھے فرعون کے پاس بھیجتا

① سورة آل عمران / جزء من الآية ۴۹.

ہوں، میرے لوگوں کو جو بنی اسرائیل ہیں، مصر سے نکال۔“<sup>۱</sup>

مذکورہ بالا فقرات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت کے مقصد و مدعا کو بخوبی ظاہر کرتے ہیں۔ ان کا عمل بھی اسی کی تائید کرتا ہے، کہ انہوں نے بنی اسرائیل کی رہائی اور ان کو وعدہ کی زمین کی جانب لے جانے کے سوا دیگر اقوام عالم سے کچھ سروکار نہیں رکھا۔<sup>۲</sup>

۲: کتاب استثناء (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پانچویں اور آخری کتاب) میں ہے،

”موسیٰ علیہ السلام نے ہم کو ایک شریعت [کی وصیت] فرمائی، جو کہ

یعقوب علیہ السلام کی جماعت کی میراث ہو۔“<sup>۳</sup>

اس حوالہ نے شریعت تورات کا خاص اسرائیلیوں کے لیے ہی ہونا ظاہر کر دیا، اگر یہ

فقرہ نہ ہوتا، تو ممکن تھا، کہ کوئی مدعی کہہ سکتا، کہ شریعت تورات سب دنیا کے لیے ہے۔<sup>۴</sup>

### بدھ مت کا دائرہ دعوت:

بدھ مذہب کی صد ہا سالہ تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے، کہ انہوں نے اپنے زمانہ عروج میں ہندو جاتی کے علاوہ کسی دوسری قوم کو اپنے دین کی دعوت نہیں دی اور کسی غیر مذہب اسرائیلی، بابلی، مصری، حجازی، مغربی وغیرہ کے ماننے والے کو اپنے دین میں داخل نہیں کیا۔ تاریخ کی یہ زبردست شہادت بدھ ازم کو محدود رقبہ اور محدود قوم کے لیے خاص بتا رہی ہے۔<sup>۵</sup>

① کتاب مقدس، خروج، باب ۳، فقرات ۷-۱۰، ص ۵۶.

② ملاحظہ ہو: رحمة للعالمین ﷺ ۹۱/۳.

③ باب ۳۲، درس ۴ منقول از رحمة للعالمین ﷺ ۹۱/۳.

④ ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۹۱/۳.

⑤ ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۹۳/۳.

## ہندو مذہب کا دائرہ دعوت:

وید مت کا زمانہ عروج مہا بھارت کی جنگ سے پیشتر کا ہے۔ وید، چھ شاستر اور منوسمیتی خاموش ہیں، کہ وید مت کو کبھی تبلیغی مذہب بنایا گیا ہو، یا غیر اقوام میں اس کی تبلیغ کی گئی ہو۔

ہندوؤں کی معتبر کتاب سمرتی میں تمام آبادی کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور تحصیل علم و فضل اور قرأت وید کا کام صرف برہمنوں کے ساتھ مخصوص کر دیا گیا ہے۔ یہ تقسیم اور پابندی بتلا رہی ہے، کہ سمرتی کے ماننے والوں نے وید مت کو کبھی تبلیغی مت قرار نہیں دیا تھا۔<sup>①</sup>

## دعوتِ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق انجیل کا بیان:

انجیل میں یہ بات واضح طور پر بیان کی گئی ہے، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف اسرائیلی نبی تھے اور دوسروں قوموں کو تبلیغ کرنا ان کے مشن میں شامل نہ تھا۔<sup>②</sup> اس سلسلے میں درج ذیل تین دلائل ملاحظہ فرمائیے:

۱: انہوں نے کہا:

”میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی اور کے

پاس نہیں بھیجا گیا۔“<sup>③</sup>

۲: غیر اسرائیلیوں کے لیے نبی نہ ہونا تو دور کی بات ہے، وہ خود اس بات پر بھی آمادہ نہ تھے، کہ اپنے شفاء ہی کے معجزات سے غیر اسرائیلیوں کو فائدہ پہنچائیں۔ اس لیے جب کنعان کی عورت نے شکایت کی، کہ ایک ”بدروح“ میری بیٹی کو ستاتی ہے، تو

① ملاحظہ ہو: رحمة للعالمین ﷺ ۹۳/۳.

② ملاحظہ ہو: عیسائیت: تجزیہ و مطالعہ از پروفیسر ساجد میر ص ۴۳۰.

③ کتاب مقدس، متی، باب ۱۵، آیت ۲۴، ص ۱۹.

انہوں نے مذکورہ بالا جواب دینے کے علاوہ یہ بھی کہا:

”لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینا اچھا نہیں۔“<sup>①</sup>

حضرت مسیح علیہ السلام نے صاف لفظوں میں فرمادیا، کہ وہ بنی اسرائیل کے سوا اور کسی قوم کے پاس نہیں بھیجے گئے۔ انہوں نے واضح انداز میں بنی اسرائیل کو فرزند اور دیگر اقوام کو کتوں سے تشبیہ دی اور اس دلیل سے دیگر اقوام کا اپنی برکات سے محروم ہونا اور محروم کرنا واضح کر دیا۔<sup>②</sup>

۳: بارہ شاگرد منتخب کر کے انہیں تبلیغ کے لیے روانہ کرتے وقت انہیں درج ذیل الفاظ میں ہدایت کی:

”غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں<sup>③</sup> کے کسی شہر میں داخل نہ

ہونا، بلکہ اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھینٹوں کے پاس جانا۔“<sup>④</sup>

اس سے ظاہر ہے، کہ غیر اسرائیلی اقوام میں تبلیغ کی قطعی طور پر ممانعت فرمائی گئی اور یہ حوالہ اس حقیقت کے ثابت کرنے کے لیے بہت کافی ہے، کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت اور ان کے بارہ شاگردوں کا دائرہ تبلیغ صرف اسرائیلیوں تک محدود تھا۔<sup>⑤</sup>

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

مسیحی مبلغین مسیحیت کو عالم گیر مذہب ثابت کرنے کی خاطر درج ذیل

① کتاب مقدس، متی، باب ۱۵، آیت ۲۶، ص ۱۹.

② ملاحظہ ہو: رحمۃ للعالمین ﷺ ۹۲/۳.

③ سامری (Samaritans) ان غیر یہودی لوگوں کی اولاد تھے، جنہیں آٹھویں صدی قبل مسیح میں اسوریوں نے یہود پر فتح پانے کے بعد فلسطین میں آباد کیا تھا۔

(Concise Oxford Dictionary of Church P.457).

منقول از ”عیسائیت: تجزیہ و مطالعہ“ ص ۴۳۰، حوالہ ۱۶۸.

④ کتاب مقدس، باب ۱۰، آیات ۵-۶، ص ۱۳.

⑤ ملاحظہ ہو: رحمۃ للعالمین ﷺ ۹۲/۳.

دو حوالوں کا سہارا لیتے ہیں۔

۱: (حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مرکر جی اٹھنے کے بعد شاگردوں سے کہا):

”تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور ان کو باپ، بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو۔“<sup>①</sup>

۲: اور اس نے ان سے کہا، کہ:

”تم تمام دنیا میں جا کر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو۔“<sup>②</sup>  
ان دو حوالوں کی حیثیت:

۱: یہ دونوں حوالے مذکورہ بالا سابقہ تینوں احکام کے متضاد ہیں۔

۲: یہ دونوں حوالے جعلی اور تحریف شدہ ہیں۔ پہلے حوالے کے بارے

میں برطانوی انسائیکلو پیڈیا میں ہے:

"That the Trinitarian baptismal formula does not go back to Jesus himself, is evident and recognized by all independent critics."<sup>③</sup>

”یہ بات واضح اور تمام غیر جانب دار نقادوں کے ہاں مسلمہ ہے، کہ تثلیث

کے بپتسمہ والے فارمولا (کی سند) یسوع۔ علیہ السلام۔ تک نہیں پہنچتی۔“

دوسرا حوالہ مرقس کی انجیل کی ان بائیس آخری آیات میں سے ہے، جن کے

① کتاب مقدس، متی، باب ۲۸، آیت ۱۹، ص ۳۴۔

② المرجع السابق، مرقس، باب ۱۶، آیت ۱۵، ص ۵۱۔

③ Encyclo Brit. (14th Edition, 1929) 13/23 منقول از: عیسائیت ص ۱۶۸، حوالہ ۱۸۲۔ نیز

ملاحظہ ہو:

1. A.S. Peake, Commentary On the Bible, London, 1919, P.723.

2. Hasting's Dictionary of the Bible, P.1015.

منقول از: عیسائیت تجزیہ و مطالعہ ص ۱۶۸، حوالہ ۱۶۲۔

بارے میں آر۔ ایس۔ وی کے مؤلفین اور دیگر مسیحی فاضلین کی تحقیق یہ ہے، کہ یہ آیات تحریف شدہ اور بعد میں شامل کی گئی ہیں۔<sup>①</sup>

آبائے کلیسا جیروم (Jerome) یوسپس (Eusbins) وغیرہ کے زیر استعمال قدیم نسخوں میں یہ آیات موجود نہ تھیں۔<sup>②</sup>

قاضی محمد سلیمان منصور پوری یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کے صدیوں پر محیط طرزِ عمل کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

شریعت موسوی کا امام کبھی کسی غیر اسرائیلی کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ روما کے کلیسا نے پطرس کا جانشین کبھی کسی غیر یورپین کو تسلیم نہیں کیا اور ایشیائی نسل کا کوئی شخص کبھی پوپ نہیں بنایا گیا۔

ہندو قوم میں کبھی کوئی یہودی یا عیسائی یا مغربی نسل کا شخص رشی یا مہارشی، بلکہ کسی مندر کا پجاری نہیں بنایا گیا۔

یہ عملی تجربے ثابت کر رہے ہیں، کہ ان مذاہب کے بیشتر بزرگوں نے حقیقتاً اپنے اپنے مذاہب کو محدود رقبہ اور محدود قوم کے لیے خاص سمجھا ہوا تھا۔<sup>③</sup>

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو ان کی بعثت سے لے کر روزِ قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا، جب کہ آپ ﷺ

① ملاحظہ ہو:

1. R.A. Cole: Tyndale's Commentary on Mark, P.257.

2. Hasting's Dictionary of the Bible P.142.

3. Dummelow's Commentary P.723-733.

منقول از: عیسائیت تجزیہ و مطالعہ ص ۳۶۷، حوالہ ۲۳۹.

② ملاحظہ ہو: Bratton's History of the Bible. P.134. منقول از: عیسائیت تجزیہ و

مطالعہ ص ۳۶۷، حوالہ ۲۳۹.

③ ملاحظہ ہو: رحمة للعالمین ﷺ ۹۳/۳.

سے پہلے تشریف لانے والے ہر نبی کی بعثت صرف اپنی قوم کے لیے ہوتی تھی۔

(۳)

## قرآن کریم کا سب جہانوں کے لیے نصیحت ہونا

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ پر قرآن کریم کو نازل فرمایا اور اس کو تمام جہانوں کے لیے نصیحت بنایا اور اس کے ساتھ ساتھ آنحضرت ﷺ کو حکم دیا، کہ وہ اس کے ساتھ ان سب کو ڈرائیں۔ اس بارے میں چند ایک دلائل درج ذیل ہیں:

ا: ارشادِ بانی:

﴿وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ﴾<sup>①</sup>

[اور آپ ان سے اس پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتے، یہ تو سب جہانوں کے لیے ایک نصیحت کے سوا کچھ نہیں]۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا، کہ قرآن کریم سب جہانوں کے لیے نصیحت ہے، اور وہ صرف عربوں ہی کے لیے نہیں۔ قاضی ابوسعود اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ”(إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ) [نہیں ہے وہ مگر نصیحت] یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصیحت ہے (لِلْعَالَمِينَ) یعنی سب [جہانوں کے لیے]، کیونکہ وہ ان [تمام] کے لیے ہے۔“<sup>②</sup>

ب: ارشادِ بانی:

﴿إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ﴾<sup>③</sup>

[یہ تو سب جہانوں کے لیے ایک نصیحت کے سوا کچھ نہیں]۔

حافظ ابن کثیر نے اس کی تفسیر میں تحریر کیا ہے: ”یعنی قرآن کریم انسانوں اور جنوں میں سے سب مکلفین کے لیے نصیحت ہے۔ یہ بات ابن عباس رضی اللہ عنہما نے [آیت

① سورة يوسف - عليه السلام - / الآية ۱۰۴ .

② تفسیر ابی السعود ۴/۳۰۹؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر البیضاوی ۱/۴۹۷ .

③ سورة ص / الآية ۸۷ .

شریفہ کی تفسیر میں [بیان کی ہے۔] ❶

ج: ارشاد باری تعالیٰ:

﴿وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُصَدِّقٌ لِّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَ  
لِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا﴾ ❷

[اور یہ ایک کتاب ہے، ہم نے اس کو نازل کیا، بڑی برکت والی ہے،  
اس کی تصدیق کرنے والی ہے، جو اس سے پہلے ہے اور تاکہ آپ بستیوں  
کے مرکز اور اس کے گرد و نواح کے لوگوں کو ڈرائیں]

اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے، کہ انہوں نے پہلی کتابوں کی  
تصدیق کرنے والی بابرکت کتاب نازل فرمائی ہے، تاکہ آپ اس کے ساتھ مکہ مکرمہ  
اور اس کے گرد و پیش کے لوگوں کو ڈرائیں۔ (وَمَنْ حَوْلَهَا) [اور اس کے  
گرد و پیش] کی تفسیر کے متعلق اقوال میں سے چھ درج ذیل ہیں:

ا: مشرق اور مغرب کی جانب تمام بستیاں ❸

ب: مکمل روئے زمین ❹

ج: مشرق اور مغرب کی طرف [بسنے والے تمام لوگ] ❺

د: تمام کنارے ❻

❶ تفسیر ابن کثیر ۴/۴۷؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر الطبري ۲۳/۱۲۰-۱۲۱ (ط: دارالمعرفة)؛

وتفسیر القرطبي ۱۵/۱۲۳.

❷ سورة الأنعام / جزء من الآية ۹۲.

❸ ملاحظہ ہو: تفسیر الطبري ۱۱/۵۳۱. امام طبری نے یہ تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے۔

❹ ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱۱/۵۳۱. یہ تفسیر بھی انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے۔

❺ ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱۱/۵۳۱.

❻ ملاحظہ ہو: تفسیر القرطبي ۷/۳۸؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر القاسمي ۶/۶۲۹.

۵: عرب کے قبیلے، انسانوں کے تمام گروہ، عرب و عجم

۶: مشرق و مغرب میں تمام شہروں اور دیہاتوں والے

د: ارشادِ بانی:

﴿قُلْ أَيْ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلْ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ  
وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ﴾<sup>۱</sup>

[کہہ دیجیے کون سی چیز گواہی میں سب سے بڑی ہے؟ کہہ دیجیے: اللہ تعالیٰ، میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے، تاکہ میں تمہیں اس کے ساتھ ڈراؤں اور جس تک یہ پہنچے۔]

اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا ہے، کہ وہ مشرکوں کو بتلا دیں، کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف قرآن کریم کو نازل فرمایا ہے، تاکہ وہ انہیں اور باقی لوگوں میں سے جن تک پیغام پہنچ سکے، ان سب کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرا دیں۔

(وَمَنْ بَلَغَ) کی تفسیر میں ذکر کردہ اقوال میں سے تین درج ذیل ہیں:

ا: تمہارے علاوہ دیگر ان تمام لوگوں کو ڈرا دوں، جن تک پیغام پہنچ سکے۔

ب: ان سب لوگوں کو ڈرا دوں، جن تک قرآن [کی آواز] پہنچ سکے۔

ج: یہ ضمیر مخاطبین پر عطف ہے، اور مراد یہ ہے، کہ

اے اہل مکہ تمہیں اور تمہارے علاوہ جو سیاہ اور سرخ لوگ ہیں، جن تک پیغام پہنچ

① ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر ۱/۲۷۵۔

② تفسیر أبي السعود ۳/۱۶۳؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر البيضاوي ۱/۳۱۱۔

③ سورة الأنعام / جزء من الآية ۱۹۔

سکتا ہے، ڈرادوں، یا جن وانس [سب] کو ڈرادوں  
یا اے موجود لوگو! تمہیں ڈرادوں اور قیامت کے دن تک آنے والے سب  
لوگوں کو ڈرادوں۔

اور یہ اس بات کی دلیل ہے، کہ احکام قرآن ان لوگوں کے لیے ہیں، جو اس  
کے نازل ہونے کے وقت موجود تھے اور ان کے لیے بھی ہیں، جو قیامت تک  
آئیں گے۔

### مولانا ابوالکلام آزاد کا بیان:

مولانا ابوالکلام آزاد نے آنحضرت ﷺ کی عالم گیر رسالت کے متعلق گفتگو  
کرتے ہوئے ایک بہت خوب صورت بات تحریر کی ہے، وہ لکھتے ہیں:  
”اس معاملے پر غور کا ایک اور پہلو بھی ہے:

۱: دین حق میں خدا [رب العالمین] ہے، یعنی تمام جہانوں یا کائنات کا  
پروردگار، اس کا دائرہ ربوبیت پوری کائنات کو اپنے دامن رحمت میں  
سیٹھے ہوئے ہے، جس کی لامتناہی وسعتوں اور پہنائی کا سرسری اندازہ بھی  
پیش کرنے سے ہمارا علم حساب و اعداد یک قلم در ماندہ ہوتا ہے اور حال  
ہی میں خلائی سفروں میں جو کچھ سامنے آیا ہے، اس کی روشنی میں تو کچھ  
زبان پر لانا ہی ممکن نہیں۔

۲: دین حق کا رسول پاک ﷺ [رحمة للعالمین] ہے یعنی جہانوں  
یا پوری کائنات کے لیے سراسر رحمت کی بشارت۔

۳: دین حق کی کتاب یعنی قرآن مجید [ذکر للعالمین] ہے یعنی جہانوں  
کے لیے وعظ و نصیحت کا سرچشمہ۔

۴: دین حق کا مرکز مشہور یعنی کعبہ [مبارک و ہدی للعالمین] یعنی

سب کے لیے برکت و ہدایت کا سرمایہ۔  
 غرض اس دین کا کوئی بھی بنیادی پہلو ایسا نہیں، جو کسی ایک خطے یا حلقے یا  
 گروہ انسانیت تک محدود ہو۔ ہر پہلو کی حیثیت عالمی و آفاقی ہے اور یہ  
 عالمیت و آفاقت اصل پیغام کے عالم گیر اور آفاق گیر ہونے کی روشن  
 ترین دلیل ہے۔“<sup>①</sup>

(۴)

## قرآن کریم کا سب لوگوں کو مخاطب کرنا

قرآن کریم کے سب جہانوں کے لیے نصیحت ہونے کے دلائل میں سے ایک یہ  
 ہے، کہ قرآن کریم کی متعدد آیات میں سب لوگوں کو خطاب کیا گیا ہے۔ ان میں سے  
 چند ایک درج ذیل ہیں:

ا: ارشاد ربانی:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ  
 قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾<sup>②</sup>

[اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو، جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان لوگوں  
 کو جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم متقی بن جاؤ]۔

ب: ارشاد ربانی:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلْالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا  
 خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ﴾<sup>③</sup>

① رسول رحمت ﷺ صحافت ۳۸۵-۳۸۶۔

② سورة البقرة / الآية ۲۱۔

③ سورة البقرة / الآية ۱۶۸۔

[اے لوگو! زمین میں جو چیزیں ہیں، ان میں سے حلال پاکیزہ کھاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔]

ج: ارشاد بانی:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ﴾<sup>①</sup>

[اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا۔]

د: ارشاد بانی:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَآمِنُوا خَيْرًا لَكُمْ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا﴾<sup>②</sup>

[اے لوگو! بلاشبہ تمہارے پاس (یہ) رسول تمہارے رب کی طرف سے حق لے کر آچنبچے ہیں، پس تم ایمان لے آؤ، تمہارے لیے بہتر ہوگا اور اگر تم کفر کرو گے، تو بے شک جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے خوب جاننے والے کمال حکمت والے ہیں۔]

ہ: ارشاد بانی:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ﴾<sup>③</sup>

[اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، بے شک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے۔]

① سورة النساء / جزء من الآية الاولى

② سورة النساء / الآية ۱۷۰.

③ سورة الحج / الآية الاولى

و: ارشادِ بانی:

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا آتَاكُمُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ﴾<sup>①</sup>

[کہہ دیجیے: اے لوگو! میں تو بس تمہارے لیے کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں]۔

ز: ارشادِ بانی:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَاكُمْ ط  
إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾<sup>②</sup>

[اے لوگو! بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد [آدم ﷺ] اور ایک عورت [حواء ﷺ] سے پیدا کیا ہے اور ہم نے تمہیں قومیں اور قبیلے بنا دیا (یعنی ان میں بانٹ دیا)، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے سب سے عزت والا وہ ہے، جو تم میں سے سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے خوب خبر رکھنے والے ہیں]۔

(۵)

قرآن کریم کا اہل کتاب کو دعوتِ اسلام دینا

قرآن کریم کی متعدد آیات شریفہ میں یہود و نصاریٰ کو دعوتِ اسلام دی گئی ہے،

جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يٰٓيٰٓسِرَآءِٓيْلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِيۤ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوا بِعَهْدِيۤ اَوْفٍۭ بِعَهْدِكُمْ وَاِيۤاتَىۤ فَاَرْهَبُوۡنَ . وَاٰمِنُوۡا بِمَا

① سورة الحج / الآية ۴۹ .

② سورة الحجرات / الآية ۱۳ .

أَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ وَلَا تَشْتَرُوا بِأَلْبَتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَإِنِّي فَاتِقُونَ ﴿۱﴾

[اے بنی اسرائیل! میری نعمت یاد کرو، جو میں نے تم پر کی اور میرا عہد پورا کرو، میں تمہارا عہد پورا کروں گا اور صرف مجھ ہی سے ڈرو اور اس پر ایمان لاؤ، جو میں نے نازل کیا ہے، (اور وہ) اس کی تصدیق کرنے والا ہے، جو تمہارے پاس ہے اور میری آیات کے بدلے تھوڑی قیمت نہ لو اور صرف مجھ ہی سے پس ڈرو]

اللہ کریم نے یہودیوں کو قرآن پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے اور اس بات سے روکا ہے، کہ وہ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ سب سے پہلے کفر کرنے والے بنیں۔ امام ابوعلیہ (وَآمَنُوا بِمَا أَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ) کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”يَا مَعْشَرَ أَهْلِ الْكِتَابِ! آمِنُوا بِمَا أَنْزَلْتُ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ.“ ﴿۱﴾

”اے اہل کتاب کی جماعت! میں نے محمد ﷺ پر جو نازل کیا ہے، اس پر ایمان لاؤ (اور وہ) اس کی تصدیق کرنے والا ہے، جو تمہارے پاس ہے۔“

امام طبری لکھتے ہیں:

”(اللہ تعالیٰ نے) انہیں قرآن (کریم) کی تصدیق کا حکم دیا اور اس بات سے آگاہ فرمایا، کہ ان کی جانب سے قرآن کی تصدیق کرنے میں تورات کی تصدیق ہے، کیونکہ قرآن میں جو محمد ﷺ کی نبوت کے اقرار، ان کی تصدیق اور اتباع کا حکم ہے، وہی حکم تورات و انجیل میں

① سورة البقرة / الآيات ۴۰-۴۱.

② منقول از: تفسیر طبری ۱/ ۵۶۱.

● (جی) ہے۔“

علامہ شوکانی (وَلَا تَكُونُوا أَوْلَ كَافِرٍ بِهِ) کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”یعنی محمد ﷺ کے ساتھ کفر کرنے والوں میں سے پہلے نہ ہو جاؤ۔“

ب: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَقُلْ لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ عَاسَلَمْتُمْ فَإِنْ  
أَسَلَمُوا فَقَدْ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلْغُ وَاللَّهُ  
بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ﴾ ●

[آپ اہل کتاب اور (عرب کے) ان پڑھ لوگوں سے کہہ دیجیے: کیا تم مسلمان ہوتے ہو؟ پس اگر وہ مسلمان ہو جائیں، تو انہوں نے ہدایت پالی اور اگر انہوں نے منہ موڑ لیا، تو آپ کی ذمہ داری صرف پیغام پہنچانا ہے اور اللہ تعالیٰ بندوں کو خوب دیکھنے والے ہیں]۔

علامہ شوکانی آیت شریفہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”قولہ: (عَاسَلَمْتُمْ): اسْتَفْهَامُ تَقْرِيرِي يَتَضَمَّنُ الْأَمْرَ: أَيِ  
أَسَلِمُوا، كَذَا قَالَهُ ابْنُ جَرِيرٍ وَغَيْرُهُ“ ●

”ابن جریر (الطبری) اور دیگر مفسرین نے بیان کیا ہے، کہ ارشاد (ربانی) [کیا تم مسلمان ہوتے ہو؟] استفہام تقریری ہے، جس میں حکم ہے، یعنی تم مسلمان ہو جاؤ۔“

حافظ ابن کثیر اس آیت شریفہ کے متعلق لکھتے ہیں:

● تفسیر الطبری ۱/۵۶۱۔

● فتح القدیر ۱/۱۲۰۔

● سورة آل عمران / جزء من الآية ۲۰۔

● فتح القدیر ۱/۴۹۲؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر الطبری ۶/۲۸۱۔

”هَذِهِ الْآيَةُ وَأَمْثَالُهَا مِنْ أَصْرَحِ الدَّلَالَاتِ عَلَى عَمُومِ بَعْثِهِ  
صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ إِلَى جَمِيعِ الْخَلْقِ كَمَا هُوَ  
مَعْلُومٌ مِنْ دِينِهِ ضَرُورَةٌ، وَكَمَا دَلَّ عَلَيْهِ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ  
فِي غَيْرِ مَا آيَةٍ وَحَدِيثٍ“ ❶

”یہ اور اسی قسم کی (دیگر) آیات آنحضرت ﷺ کی تمام مخلوق کی طرف عمومی  
بعثت کے واضح ترین دلائل میں سے ہیں، جو کہ بلاشک و شبہ دین میں معروف  
بات ہے اور کتاب و سنت کی متعدد آیات و احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں۔“  
ج: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمْ الْمُؤْمِنُونَ  
وَ أَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ ❷

[اگر اہل کتاب ایمان لے آتے، تو ان کے لیے بہتر تھا۔ ان میں سے  
(کچھ) ایمان والے ہیں اور ان کے اکثر نافرمان ہیں]۔

حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں:

”﴿وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ﴾ [اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے] یعنی اس چیز  
پر جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی ﴿لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمْ الْمُؤْمِنُونَ وَ  
أَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ [تو ان کے لیے بہتر تھا۔ ان میں سے (کچھ) ایمان  
والے ہیں اور ان کے اکثر نافرمان ہیں] یعنی اللہ تعالیٰ اور اس [چیز] کے  
ساتھ، جو تمہاری طرف نازل کی گئی اور اس کے ساتھ جو ان کی طرف نازل کی  
گئی ایمان لانے والے تھوڑے ہیں اور ان کی اکثریت گمراہی، کفر، فسق اور

❶ تفسیر ابن کثیر ۱/۳۸۰؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر القاسمی ۴/۷۰.

❷ سورة آل عمران / جزء من الآية ۱۱۰.

نافرمانی پر ہے۔“ ①

و: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَأْيُهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمَنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَىٰ أَدْبَارَهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا﴾ ②

[اے وہ لوگو جنہیں کتاب دی گئی ہے اس پر ایمان لاؤ جو ہم نے نازل کیا ہے، اس کی تصدیق کرنے والا ہے، جو تمہارے پاس ہے، اس سے پہلے کہ ہم چہروں کو مٹا دیں، پھر ہم انہیں پیٹھوں کی طرف پھیر دیں یا ہم ان پر لعنت کریں، جس طرح ہفتہ کے دن والوں پر لعنت کی تھی اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہمیشہ ہو کر رہتا ہے۔]

ہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَىٰ فَتْرَةٍ مِّنَ الرَّسُلِ أَنْ تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِن بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ ③

[اے اہل کتاب! ایک مدت تک سلسلہ انبیاء کے انقطاع کے بعد ہمارے رسول تمہارے پاس آگئے ہیں، جو تمہارے لیے (ہمارے احکام) کھول کر بیان کرتے ہیں، تاکہ تم یہ نہ کہو، کہ ہمارے پاس نہ کوئی خوش خبری دینے

① تفسیر ابن کثیر ۱/۴۲۶۔ نیز ملاحظہ ہو: فتح القدیر ۱/۵۶۰؛ وتفسیر القاسمی ۴/۱۹۳۔

② سورة النساء / الآية ۴۷۔

③ سورة المائدة / الآية ۱۹۔

والا آیا اور نہ ڈرانے والا۔ پس یقیناً تمہارے پاس ایک خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا آچکا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہیں۔ [اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو دعوتِ اسلام ❶ دیتے ہوئے واضح فرما رہے ہیں، کہ رسول کریم ﷺ کی بعثت اور ان کے احکام الہیہ کو صاف صاف بیان کر دینے کے بعد مسلمان نہ ہونے کے لیے ان کا کوئی عذر باقی نہیں رہا، لہذا اب ان پر لازم ہے، کہ وہ حضرت محمد ﷺ پر ایمان لے آئیں۔ ❷

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ قرآن کریم کی متعدد آیات شریفہ میں اہل کتاب کو دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی پُر زور دعوت دی گئی ہے۔

(۶)

## آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا

اس بارے میں متعدد دلائل میں سے نوزیل میں توفیق الہی سے پیش کئے جا رہے ہیں:

۱: ارشاد باری تعالیٰ:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾ ❸

[محمد - ﷺ - تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں اور لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور (سلسلہ) انبیاء کو ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہر چیز کو خوب جاننے والے ہیں۔]

❶ ملاحظہ ہو: تفسیر السعدی ص ۲۲۱.

❷ ملاحظہ ہو: ترجمان القرآن مولانا ابوالکلام آزاد ۱/۴۱۴.

❸ سورة الأحزاب / الآية ۴۰.

آیت شریفہ کی تفسیر میں علامہ قرطبی لکھتے ہیں: ”(وَخَاتَمَ) صرف عاصم نے [تا] کی زبر کے ساتھ پڑھا ہے اور اس سے مراد یہ ہے، کہ ان [یعنی انبیاء علیہم السلام] کا سلسلہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ختم ہوا، آپ ﷺ ان کے لیے مہر کی مانند ہیں، جمہور نے [تا] کی زیر کے ساتھ پڑھا ہے اور معنی یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے سلسلے کو ختم کیا ہے، یعنی آپ ﷺ ان کے آخر میں تشریف لائے ہیں۔“<sup>①</sup>

علامہ ابن عطیہ اندلسی تحریر کرتے ہیں: ”متقدمین اور متاخرین علماء کی ایک جماعت نے ان الفاظ کو عموم تام کے معنوں میں لیا ہے، جو کہ قطعی طور پر اس بات کا تقاضا کرتے ہیں، کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اور کوئی نبی نہیں۔“<sup>②</sup>

آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی حکمت بیان کرتے ہوئے شیخ قاسمی قلم بند کرتے ہیں: آنحضرت ﷺ کے ساتھ سلسلہ نبوت کو ختم کیا گیا، کیونکہ آپ ﷺ کو ایسی شریعت عطا کی گئی، جو ہر زمانے اور ہر جگہ کے لوگوں کی مصلحتوں کو پورا کرتی ہے، کیونکہ قرآن کریم نے کسی بھی بنیادی مصلحت کو اجاگر کئے بغیر اور کسی بھی بنیادی فضیلت کی بات کو اس کا احیاء کئے بغیر نہ چھوڑا۔ آنحضرت ﷺ کی بعثت سے لے کر قیامت تک آنے والے ہر مدعی نبوت کی ناکامی اس بات کی صداقت کا ثبوت ہے۔<sup>③</sup>

ب: امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لِي خَمْسَةٌ أَسْمَاءٍ : أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاجِي الَّذِي  
يَمْحُو اللَّهُ بِسِي الْكُفْرِ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشِرُ النَّاسَ عَلَى

① تفسیر القرطبی ۱۴/۱۹۶؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر البیضاوی ۲/۲۴۷؛ و تفسیر القاسمی ۱۳/۲۶۶.

② المحرر الوجیز ۱۳/۸۰.

③ ملاحظہ ہو: تفسیر القاسمی ۱۳/۳۶۶.

قَدَمِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ.“

’میرے پانچ نام ہیں: میں محمد ﷺ ہوں، میں احمد ہوں، میں [الماجی] ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ کفر کو مٹاتے ہیں، میں [الحاشر] ہوں، کہ لوگ میرے پیچھے اٹھائے جائیں گے اور میں [العاقب] ہوں۔‘<sup>①</sup>

اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے: ’اور [العاقب] وہ ہیں، کہ ان کے بعد نبی نہیں۔‘<sup>②</sup>

اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے اس بات کی خبر دی ہے، کہ آپ ﷺ کے اسمائے مبارکہ میں ایک اسم گرامی [العاقب] ہے، اور العاقب سے مراد..... جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت میں ہے..... وہ ہیں، کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔

ج: امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”فَضَّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسَبْتٍ: أُعْطِيتُ جَمَاعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُجِلَّتْ لِي الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ طَهْوَرًا وَمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخْتِمَ بِي النَّبِيُّونَ.“<sup>③</sup>

[’مجھے انبیاء پر چھ (چیزوں) کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے: مجھے جامع کلمات<sup>④</sup> دیے گئے، رعب کے ساتھ میری نصرت کی گئی، میرے لیے

① متفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب ما جاء في أسماء رسول الله ﷺ، رقم الحديث ۳۵۳۲، ۶/۵۵۴؛ وصحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب في أسمائه ﷺ، رقم الحديث ۱۲۴- (۲۳۵۴)، ۴/۱۸۲۸. الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

② صحیح مسلم ۴/۱۸۲۸.

③ المرجع السابق، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، رقم الحديث ۵- (۵۲۳)، ۱/۳۷۱.

④ اس سے مراد یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسا کلام عطا فرمایا ہے، کہ اس کے تھوڑے الفاظ میں بہت زیادہ معانی موجود ہوتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو: شرح النووی ۵/۵).

مال غنیمت کو حلال کیا گیا، میرے لیے زمین کو پاک اور مسجد بنایا گیا، مجھے تمام مخلوق کے لیے مبعوث کیا گیا اور میرے ساتھ نبیوں کو ختم کیا گیا۔“ [ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبْنَةٍ فِي زَاوِيَةٍ. فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ، وَيَقُولُونَ: «هَلَّا وُضِعَتِ اللَّبْنَةُ؟» قَالَ: «فَأَنَا اللَّبْنَةُ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ.»<sup>①</sup>

[”بے شک میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے، جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا اور اس کو (خوب) اچھا اور آراستہ پیراستہ کیا ہو، لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ (چھوٹ گئی ہو)۔ اب لوگ اس کو (چاروں طرف سے) گھوم کر دیکھ کر خوش ہوتے ہیں، (لیکن یہ بھی) کہتے ہیں: ”یہاں پر ایک اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی؟“ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”پس میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔“]

نبی کریم ﷺ نے اس حدیث شریف میں انبیاء علیہم السلام اور جس چیز کے ساتھ انہیں مبعوث کیا گیا ہے، کو ایک گھر سے تشبیہ دی ہے، جس کی بنیادیں رکھی جا چکی ہیں، اور جس کی عمارت کو بلند کیا جا چکا ہے، البتہ اس میں ایک ایسی چیز چھوڑی گئی ہے، جس پر اس عمارت کی درستگی کا دارومدار ہے اور وہ چیز نبی کریم ﷺ ہیں۔ اس حدیث کے آخر میں نبی کریم ﷺ نے واشکاف الفاظ میں بیان فرمایا، کہ آپ ﷺ خاتم

① متفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب المناقب، رقم الحدیث ۶، ۳۵۳۵، ۵۵۸؛ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، رقم الحدیث ۲۲۔ (۲۲۸۶)، ۱۷۹۱/۴۔ الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

التبیین ہیں۔

امام بخاری نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ] ①

[خاتم النبیین ﷺ کے متعلق باب]

امام نووی نے یہ عنوان لکھا ہے:

[بَابُ ذِكْرِ كَوْنِهِ ﷺ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ] ②

[آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے ذکر کے متعلق باب]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ روایت میں ہے:

”فَأَنَا مَوْضِعُ اللَّبْنَةِ، جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ.“ ③

[”پس میں ہی اینٹ کی جگہ ہوں، میں آیا اور انبیاء (کے سلسلہ) کو ختم کر دیا“]

حدیث کے فوائد بیان کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رقم طراز ہیں: [اس] حدیث

میں بات سمجھانے کی غرض سے مثالیں بیان کرنا، دیگر سب انبیاء علیہم السلام پر آنحضرت ﷺ

کی فضیلت، اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ کے ساتھ رسولوں کا سلسلہ ختم کرنے اور آپ ﷺ

کے ساتھ شراعی دین کو مکمل کرنے کا بیان ہے۔ ④

ھ: امام نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے

بیان کیا: ”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”فَأِنِّي آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّهُ آخِرُ الْمَسْجِدِ.“ ⑤

① صحیح البخاری، کتاب المناقب، ۵۵۸/۶۔

② صحیح مسلم، کتاب الفضائل، ۱۲۹/۴۔

③ فتح الباری ۵۵۹/۶۔

④ ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۵۵۹/۵۔

⑤ سنن النسائی، کتاب المساجد، فضل مسجد النبی ﷺ، والصلاة فیہ، ۳۵/۲۔ شیخ البانی

نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن النسائی ۱/۱۰۰)۔

[”پس یقیناً میں انبیاء میں سے آخری [نبی] ہوں اور بے شک وہ (یعنی مسجد نبوی) آخری مسجد ہے۔“] ❶

و: امام احمد نے حضرت سعد (بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”رسول اللہ ﷺ نے انہیں [یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ] کو بعض غزوات میں اپنے پیچھے (مدینہ طیبہ میں) چھوڑا، تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ”کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ رہے ہیں؟“

(تو) میں نے (اس موقع پر) رسول اللہ ﷺ کو انہیں یہ فرماتے ہوئے سنا:

”يَا عَلِيُّ! أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي.“ ❷

[اے علی رضی اللہ عنہ! کیا تم اس پر راضی نہیں، کہ میرے پیچھے تمہاری حیثیت وہی ہو، جو موسیٰ کے پیچھے ہارون رضی اللہ عنہ کی تھی؟ ❸ ہاں یقیناً میرے بعد نبوت نہیں۔“]

❶ یعنی تین عظمت والی مساجد میں سے یہ تیسری ہے یا حضرات انبیاء رضی اللہ عنہم کی تعمیر کردہ مساجد میں سے آخری تعمیر ہونے والی مسجد ہے یا (روز قیامت) یہ مسجد سب مساجد کے بعد ختم ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم. (ملاحظہ ہو: ہامش السندي ۳۵/۲).

❷ المسند، جزء من رقم الحديث ۱۶۰۸، ۹۷/۳. شیخ احمد شاکر نے اس کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ہامش المسند ۹۷/۳). قریباً انہی الفاظ کے ساتھ یہ حدیث حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بھی روایت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: رقم الحديث ۱۶۶۳۸، ۹/۲۳). شیخ ارناء ووط اور ان کے رفقاء نے اس کی [سند کو صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ہامش المسند ۹/۲۳).

❸ یعنی جس طرح موسیٰ رضی اللہ عنہ کے کوہ طور پر جانے کے بعد باقی ماندہ لوگوں میں حضرت ہارون رضی اللہ عنہ ان کے جانشین تھے، اس طرح آنحضرت ﷺ کے غزوہ کے لیے تشریف لے جانے کے بعد مدینہ طیبہ میں باقی ماندہ لوگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے جانشین تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

ز: حضرات ائمہ احمد، ترمذی اور حاکم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”إِنَّ الرَّمَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيٍّ.“<sup>①</sup>

”بے شک رسالت و نبوت (کا سلسلہ) یقیناً منقطع ہو چکا ہے، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی۔“

ح: امام احمد نے حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي إِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ.“

”میرے بعد بشارتوں کے سوا کوئی نبوت نہیں۔“

انہوں نے بیان کیا: ”عرض کیا گیا:

”وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟“

”بشارتیں کیا ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ“، أَوْ قَالَ: ”الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ.“<sup>②</sup>

① المسند، جزء من رقم الحديث ۱۳۸۲۴، ۲۱/۳۲۶؛ وجامع الترمذی، أبواب الرؤيا، باب ذهب النبوة وبقیت المبشرات، جزء من رقم الحديث ۲۳۷۴، ۶/۴۵۵؛ والمستدرک علی الصحیحین، کتاب تعبیر الرؤيا، ۴/۴۹۱. امام ترمذی نے اس حدیث کو [صحیح]، امام حاکم نے [اس کی سند کو مسلم کی شرط پر صحیح] کہا ہے اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ شیخ ارناؤط اور ان کے رفقاء نے بھی مسند احمد کی سند کے بارے میں یہی قرار دیا ہے۔ شیخ البانی نے ترمذی کی [سند کو صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذی ۶/۴۵۶؛ والمستدرک ۴/۳۹۱؛ والتلخیص ۴/۳۹۱؛ وھامش المسند ۲۱/۳۲۷؛ و صحیح سنن الترمذی ۲/۲۵۸).

② المسند، رقم الحديث ۲۳۷۹۵، ۳۹/۲۱۳. شیخ ارناؤط اور ان کے رفقاء نے اس کی [سند کو قوی] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ھامش المسند ۳۹/۲۱۳).

”اچھا خواب“ یا آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”نیک خواب۔“

ط: امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ

نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي. وَسَتَكُونُ الْخُلَفَاءُ فَتَكْثُرُ..... الْحَدِيثُ“<sup>①</sup>

[”بنو اسرائیل کی قیادت ان کے انبیاء ﷺ کیا کرتے تھے۔ جب بھی

ان کے کوئی نبی فوت ہوتے، تو (دوسرے) نبی ان کے جانشین بنتے اور

بلاشبہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (ہاں) میرے خلفاء ہوں گے اور بہت

ہوں گے..... الحدیث“]

آنحضرت ﷺ کے فرمان: (لَا نَبِيَّ بَعْدِي) کی شرح میں علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

اس بات پر اجماع ہے اور یہ بات اس امت کے دین میں معروف ہے۔<sup>②</sup>

ی: امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ وہ بیان

کرتے ہیں: ”ایک روز رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس الوداع کرنے والے شخص کی

مانند تشریف لائے اور پھر فرمایا:

”أَنَا مُحَمَّدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ. ﷺ. قَالَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ”وَلَا نَبِيَّ

بَعْدِي..... الْحَدِيثُ.“<sup>③</sup>

① متفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبياء، باب ما ذكر عن بني إسرائيل، رقم

الحدیث ۴۹۵۰/۶، ۳۴۵۵؛ وصحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب وجوب الوفاء بیعة

الخلفاء الأول فالأول، رقم الحدیث ۴۴- (۱۸۴۲)، ۱۴۷۱/۳- ۱۴۷۲.

② ملاحظہ ہو: المفہم ۴/۴۸.

③ المسند، جزء من رقم الحدیث ۶۶۰۶، ۱۰/۷۱. شیخ احمد شاہ کرنے اس کی [سند کو حسن] قرار

دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۱۰/۷۱).

”میں محمد نبی امی ہوں۔“ ﷺ۔ آنحضرت ﷺ نے یہ (الفاظ) تین مرتبہ فرمائے۔ ”اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

خلاصہ گفتگو یہ ہے، کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، اور آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص بطور نبی و رسول مبعوث نہیں کیا جائے گا اور یہ بات دو چیزوں کا تقاضا کرتی ہے ایک یہ ہے، کہ آپ ﷺ کی بعثت کے بعد دنیا میں موجود ہر شخص آپ پر ایمان لا کر آپ کی امت میں شامل ہو جائے اور دوسری بات یہ ہے، کہ آپ ﷺ پر ایمان لانے والا شخص اسی بات کی تاحدا استطاعت دوسروں کو دعوت دے۔

(۷)

## امتِ اسلامیہ کا ہدایتِ خلق کے لیے وجود میں آنا

دعوتِ اسلامیہ کے عالم گیر ہونے کے دلائل میں سے ایک یہ ہے، کہ امتِ مسلمہ کا وجود و ظہور ہی تمام لوگوں کی ہدایت اور راہ نمائی کے لیے ہوا ہے۔ ذیل میں اس کے متعلق توفیقِ الہی سے دو دلائل پیش کئے جا رہے ہیں:

۱: ارشادِ بانی:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ﴾ ①

[ (مسلمانو!) تم تمام امتوں میں ”بہتر امت“ ہو، جو لوگوں (کی ارشاد و اصلاح) کے لیے ظہور میں آئی ہے۔ تم نیکی کا حکم دینے والے، برائی سے روکنے والے اور اللہ تعالیٰ پر (سچا) ایمان رکھنے والے ہو۔ ]

① سورة آل عمران / جزء من الآية ۱۱۰.

قاضی ابوسعود آیت شریفہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”کہ تمہیں لوگوں کے نفع اور مصلحت کے لیے نکالا گیا ہے۔“<sup>①</sup>

مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں:

”ایمان و عمل و تقویٰ کی تمام شاخیں اس کی محنت اور قربانیوں سے سرسبز و شاداب ہوں گی۔ وہ کسی خاص قوم و نسب یا مخصوص ملک و اقلیم میں محصور نہ ہوگی، بلکہ اس کا دائرہ عمل سارے عالم کو اور انسانی زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہوگا، گویا اس کا وجود ہی اس لیے ہوگا، کہ دوسروں کی خیر خواہی کرے اور جہاں تک ممکن ہو انہیں جنت کے دروازوں پر لا کر کھڑا کر دے۔ (اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) میں اسی طرف اشارہ ہے۔“<sup>②</sup>

ب: ارشادِ ربانی:

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ  
وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾<sup>③</sup>

[اور (مسلمانو! جس طرح یہ بات ہوئی، کہ بیت المقدس کی جگہ خانہ کعبہ قبلہ قرار پایا) اسی طرح یہ بات بھی ہوئی، کہ ہم نے تمہیں ”نیک ترین امت ہونے کا درجہ عطا فرمایا، تاکہ تمام انسانوں کے لیے (سچائی کی) گواہی دینے والے ہو اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے رسول گواہی دینے

والے ہوں]

شیخ قاسمی آیت شریفہ (كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

① تفسیر أبی السعود ۲/۷۰.

② تفسیر عثمانی ۱/۲۱۶، ف ۱۶۴.

③ سورة البقرة / جزء من الآية ۱۴۳.

”وَنظِيرُ هَذِهِ الْآيَةِ قَوْلُهُ تَعَالَى: (وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ) أَي بِالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ.“<sup>①</sup>

[”اس آیت کی مانند ارشاد (باری) تعالیٰ ہے (ترجمہ: اور اسی طرح تمہیں بہترین امت بنایا، تاکہ تم لوگوں پر گواہ بن جاؤ) یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ساتھ۔“]

شیخ ابن عاشور اس آیت شریفہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اور (الناس) [لوگ] کا لفظ عام ہے اور اس سے مراد گزشتہ اور موجودہ سب امتوں کے لوگ ہیں اور آیت کریمہ میں مذکورہ شہادت دنیا اور آخرت دونوں میں ہے۔<sup>②</sup>

پھر تحریر کرتے ہیں:

”وَمِنْ مُكْمَلَاتِ مَعْنَى الشَّهَادَةِ عَلَى النَّاسِ فِي الدُّنْيَا وَجُوبُ دَعْوَتِنَا الْأُمَّمَ لِلْإِسْلَامِ، لِيَقُومَ ذَلِكَ مَقَامَ دَعْوَةِ الرَّسُولِ ﷺ إِيَّاهُمْ حَتَّى تَتِمَّ الشَّهَادَةُ لِلْمُؤْمِنِينَ مِنْهُمْ عَلَى الْمُعْرِضِينَ.“<sup>③</sup>

[”اور دنیا میں لوگوں پر گواہی دینے (کی ذمہ داری) کو پورا کرنے کے تقاضوں میں سے یہ ہے، کہ ہم دوسری امتوں کو لازماً اسلام کی دعوت دیں، تاکہ یہ (دعوت) رسول اللہ ﷺ کے انہیں دعوت دینے کے قائم مقام ہو جائے اور اس (امت) کے مومنوں کی اعراض کرنے والوں کے

① تفسیر القاسمی ۱۹۳/۴۔

② ملاحظہ: تفسیر التحرير والتوير ۲۰/۲۔

③ المرجع السابق ۲۱/۲۔

خلاف گواہی پوری ہو جائے۔“ [

مولانا ابوالکلام آزاد آیت کریمہ کی تفسیر میں رقم طراز ہے:

”اس امت کو ”نیک ترین امت“ ہونے کا نصب العین عطا کیا گیا اور اقوامِ عالم کی تعلیم اس کے سپرد کی گئی۔“

خلاصہ گفتگو یہ ہے، کہ امتِ اسلامیہ کا وجود و ظہور ہی اس لیے ہوا، کہ یہ دیگر تمام امتوں کو دعوتِ اسلام دے کر ان کی ہدایت و راہ نمائی کرے اور یہ بات بلاشبہ دعوتِ اسلامیہ کے عالمگیر ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

(۸)

## آنحضرت ﷺ کی نبوت پر ایمان لانے کی فرضیت

قرآن و سنت کی متعدد نصوص آنحضرت ﷺ کی نبوت اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی فرضیت پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱: ارشادِ باری:

﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ. فَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾

[اور جب اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے پختہ عہد لیا، کہ میں کتاب و حکمت میں سے جو کچھ تمہیں دوں، پھر تمہارے پاس (ایسا) رسول آئے، جو اس

① ترجمان القرآن ۱/۲۵۷-۲۵۸.

② سورة آل عمران / الآيات ۸۱ و ۸۲.

کی تصدیق کرنے والا ہو، جو تمہارے پاس ہے، تو تم ضرور اس پر ایمان لاؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: ”کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری عہد قبول کیا“ انہوں نے کہا: ”ہم نے اقرار کیا“ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: ”تم گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں، پس جس نے اس کے بعد اعراض کیا، تو وہی لوگ فاسق ہیں“۔

امام طبری نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”لَمْ يَبْعَثِ اللَّهُ نَبِيًّا آدَمَ فَمَنْ بَعْدَهُ إِلَّا أَخَذَ عَلَيْهِ الْعَهْدَ فِي مُحَمَّدٍ ﷺ: ”لَنْ بَعَثَ، وَهُوَ حَيٌّ لِيَوْمِنَ بِهِ وَلِيَنْصُرَنَّهُ.“

وَيَأْمُرُهُ فَيَأْخُذُ الْعَهْدَ عَلَى قَوْمِهِ، فَقَالَ: ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ...﴾ الآية ①  
[اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور ان کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں فرمایا، مگر اس سے محمد ﷺ کے بارے میں عہد لیا: ”اگر آنحضرت ﷺ اس کی زندگی میں مبعوث کئے گئے، تو وہ ضرور آپ ﷺ پر ایمان لائے گا اور ضرور آپ کی مدد کرے گا۔“]

اور انہوں [یعنی اللہ تعالیٰ] نے اس [نبی] کو یہ حکم بھی دیا، کہ وہ (اسی بات کا عہد) اپنی قوم سے بھی لے۔]

① تفسیر الطبري، رقم الأثر ۷۳۲۹، ۶/۵۵۵؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر القرطبي ۴/۱۲۵؛ و تفسیر

السعدي ص ۱۲۴-۱۲۵.

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

[اور جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء ﷺ سے اس بات کا پختہ عہد لیا، کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت دوں.....] [الآیۃ

ب: حدیث جابر رضی اللہ عنہ:

امام دارمی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تورات کا ایک نسخہ لائے اور عرض کیا:

”يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! هَذِهِ نُسْخَةٌ مِنَ التَّوْرَةِ.“

”اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! یہ تورات کا نسخہ ہے۔“

آنحضرت ﷺ خاموش ہو گئے، اور انہوں نے [اس کو] پڑھنا شروع کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ [یعنی اس کا رنگ] سفید ہونے لگا، تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا:

”كَيْلَتَكَ التَّوَاكِلُ مَا تَرَى بِوَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.“

”گم کرنے والی عورتیں تمہیں گم کر جائیں! تم رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی کیفیت کو نہیں دیکھ رہے؟“

عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی طرف دیکھا اور کہنے لگے:

”أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ غَضَبِ اللَّهِ وَعَظَبِ رَسُولِهِ ﷺ. وَضَيْنَا بِاللَّهِ رَبِّنَا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينِنَا، وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيِّنَا.“

[میں اللہ تعالیٰ کے غصے اور ان کے رسول ﷺ کے غصے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں]

● یعنی تم مجاؤ۔ یہ عرب کا محاورہ ہے۔

تو [یعنی یہ سن کر] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوسَى فَاتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكْتُمُونِي لَضَلَلْتُمْ عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ. وَلَوْ كَانَ حَيًّا وَأَذْرَكَ نُبُوتِي لَا تَبْعَنِي.“<sup>①</sup>

[اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تمہارے سامنے موسیٰ علیہ السلام آئیں اور تم ان کی پیروی کرو اور مجھے چھوڑ دو، تو تم یقیناً سیدھی راہ سے بھٹک گئے اور اگر وہ زندہ ہوتے اور میری نبوت [کے زمانے] کو پاتے، تو وہ ضرور میری اتباع کرتے]۔

اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے اس حقیقت کو واضح طور پر بیان فرمایا، کہ آپ ﷺ کی بعثت کے بعد روئے زمین پر موجود ہر شخص آپ پر ایمان لانے کا پابند ہے، اگرچہ وہ صاحبِ تورات اللہ تعالیٰ کے رسول موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام ہی ہوں۔ حدیث کی شرح میں ملا علی قاری تحریر کرتے ہیں:

”(لَضَلَلْتُمْ عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ) فَكَيْفَ مَعَ وُجُودِي وَعَدَمِ ظُهُورِ مُوسَى ﷺ تَتَّبِعُونَ كِتَابَهُ الْمَنْسُوحَ، وَتَتْرَكُونَ الْأَخَذَ مِنِّي. (وَلَوْ كَانَ حَيًّا وَأَذْرَكَ نُبُوتِي لَا تَبْعَنِي) لِأَنَّ دِينَهُ صَارَ مَنْسُوحًا فِي زَمَانِي، وَلَا أَخَذَ الْمِيثَاقَ مِنْهُ، وَمِنْ سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ.“<sup>②</sup>

① سنن الدارمی، باب ما یتقی من تفسیر حدیث النبی ﷺ، وقول غیرہ عند قوله ﷺ، رقم الحدیث ۹۵/۱۴۴۱۔ ایک راوی مجالد بن سعید کے ضعف کے باوجود کثرتِ طرق کی بنا پر شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ہامش مشکاۃ المصابیح ۶۳/۱)، شیخ عبداللہ ہاشم یمنی لکھتے ہیں: ”اس کو احمد نے [سند حسن] اور ابن حبان نے [صحیح سند] کے ساتھ روایت کیا ہے۔“ (ہامش سنن الدارمی ۹۵/۱)۔

② ملاحظہ ہو: مرقاة المفاتیح ۴۴۰/۱۔

[یقیناً تم سیدھی راہ سے بھٹک جاتے) میرے موجود ہونے اور موسیٰ علیہ السلام کے نہ آنے کے باوجود تم ان کی منسوخ شدہ کتاب کی پیروی کیونکر کرتے ہو اور مجھ سے [شریعت] لینا چھوڑتے ہو (اگر وہ زندہ ہوتے اور میری نبوت کو پاتے، تو ضرور میری اتباع کرتے) کیونکہ میرے زمانے میں ان کا دین منسوخ ہو گیا ہے اور ان سے اور دیگر سب انبیاء علیہم السلام سے (میری اتباع کا) پختہ عہد لیا گیا ہے]

ج: ارشاد باری تعالیٰ:

﴿وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾<sup>①</sup>

[اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین چاہے گا، تو اس کی طرف سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔]

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کو واضح فرمایا ہے، کہ وہ کسی ایک سے بھی اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو قبول نہیں فرماتے۔ قاضی بیضاوی اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں:

”اسلام سے اعراض کر کے کسی اور دین کا چاہنے والا لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ فطرتِ سلیمہ کو باطل کر کے فائدہ سے محروم رہنے والا اور خسارہ میں پڑنے والا ہے۔“<sup>②</sup>

① سورة آل عمران / الآية ۸۵.

② تفسیر البیضاوی ۱/ ۱۶۸؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر أبی السعود ۲/ ۵۵؛ وروح المعانی

۳/ ۲۱۵؛ و تفسیر التحریر والتلویر ۳/ ۳۰۲-۳۰۳؛ وایسر التفاسیر ۱/ ۲۸۴-۲۸۵.

تکلمہ:

اس آیت کریمہ کے مطابق جب اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو صرف چاہنے پر عدم قبولیت اور خسارے میں پڑنا ہے، تو دین اسلام کو چھوڑ کر کسی اور دین کو معاذ اللہ قبول کرنے پر انجام کس قدر سنگین اور بُرا ہوگا؟ اسی بارے میں قاضی ابوسعود لکھتے ہیں:

”صرف چاہنے کی بنا پر عدم قبولیت اور خسارے کا ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے، کہ اسلام کے سوا کسی اور دین کا اختیار کرنا اور اس پر مطمئن ہونا بہت ہی سنگین اور برا ہے۔“<sup>①</sup>

د: حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ:

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٍّ وَلَا نَصْرَانِيٍّ، ثُمَّ يَمُوتُ، وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ.“<sup>②</sup>

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس امت میں سے کوئی یہودی اور نصرانی میرے بارے میں نہیں سنتا، پھر وہ اس [دین] پر ایمان لائے بغیر مر جائے، جس کے ساتھ مجھے مبعوث کیا گیا، مگر وہ دوزخ والوں میں سے ہوگا۔“

اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے قسم کھا کر بیان فرمایا، کہ آپ کی

① تفسیر ابی السعود ۲/۵۵.

② صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم الحدیث ۱۴۰- (۱۵۳)، ۱/۱۳۴.

بعثت کے بعد آپ ﷺ کے دائرہ اطاعت سے باہر رہنے والا جہنمی ہے۔ امام نووی شرح حدیث میں تحریر کرتے ہیں:

”آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی: (لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ) [میرے بارے میں اس امت میں سے کوئی نہیں سنتا] یعنی جو لوگ میرے زمانے میں موجود ہیں اور اس کے بعد جو روز قیامت تک آئیں گے، ان سب پر میرے دائرہ اطاعت میں داخل ہونا واجب ہے۔“<sup>①</sup>

امام ابن مندہ نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان لکھا ہے:

ذِكْرُ وَجُوبِ الْإِيْمَانِ عَلَى كُلِّ مَنْ سَمِعَ بِالنَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ وَالْإِفْرَارِ بِمَا أُرْسِلَ بِهِ وَجَاءَ بِهِ عَنِ اللَّهِ

عزوجل [②]

[تورات و انجیل والوں میں سے نبی ﷺ کے متعلق سننے والے ہر ایک شخص پر آپ ﷺ پر ایمان لانے، اور آپ ﷺ جس چیز کے ساتھ مبعوث کئے گئے اور جو کچھ اللہ عزوجل سے لے کر تشریف لائے، اس پر ایمان لانے کی فرضیت کا ذکر]۔

حدیث شریف میں یہود و نصاریٰ کے ذکر کرنے سے کوئی یہ خیال نہ کرے، کہ آنحضرت ﷺ پر ایمان لانا صرف انہی پر فرض ہے اور دوسرے لوگوں پر نہیں۔ اس بارے میں امام نووی لکھتے ہیں:

آنحضرت ﷺ کے یہود و نصاریٰ کا ذکر کرنے میں دوسروں کے لیے تشبیہ ہے، کیونکہ وہ دونوں اہل کتاب ہیں اور جب اہل کتاب ہونے کے باوجود نبی کریم ﷺ پر ایمان لانا ان پر فرض ہے، تو ان کے علاوہ دیگر لوگوں پر بطریق اولیٰ

② شرح النووی ۱۸۸/۲

① کتاب الإیمان ۵۰۸/۲

ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔<sup>①</sup>

امام نووی نے اس حدیث شریف پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ وَجُوبِ الْإِيْمَانِ بِرِسَالَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ إِلَى جَمِيعِ النَّاسِ وَنَسْخِ الْمِلَّةِ جُمْلَةً] <sup>②</sup>

[ہمارے نبی محمد ﷺ کے تمام لوگوں کی طرف رسول ہونے پر ایمان لانے

کی فرضیت اور دیگر [تمام] ملتوں کے منسوخ ہونے کے متعلق باب]

گفتگو کا ماحصل یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو تمام لوگوں کے لیے

رسول بنا کر بھیجا، آپ ﷺ کو خاتم النبیین بنایا، آپ ﷺ پر ایسی کتاب نازل

فرمائی، جو تمام جہانوں کے لیے نصیحت ہے اور تمام لوگوں کے لیے آنحضرت ﷺ پر

ایمان لانا اور اسلام میں داخل ہونا فرض قرار دیا ہے۔

اسی بنا پر مسلمانوں کی یہ ذمہ داری ہے، کہ وہ روئے زمین پر بسنے والے تمام

لوگوں کو دین اسلام کو قبول کرنے اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو بسر کرنے کی تلقین

و ترغیب کرتے رہیں۔

(۹)

روئے زمین پر انتشار اسلام کی بشارات نبویہ

اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے کے دلائل میں سے ایک بات یہ ہے، کہ نبی

کریم ﷺ نے دنیا میں اسلام کے پھیلنے کی متعدد احادیث شریفہ میں پیش گوئی فرمائی۔

ذیل میں انہی احادیث میں سے چھ ملاحظہ فرمائیے:

① ملاحظہ ہو: شرح النووی ۱۸۸/۲۔

② صحیح مسلم ۱۳۴/۱۔

## ا: حیرہ میں اسلام پہنچنے کی نوید:

امام احمد نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”قَوْلَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَيَتِمَّنَّ اللَّهُ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى تَخْرُجَ الظَّعِينَةُ مِنَ الْحَيْرَةِ حَتَّى تَطُوفَ بِالْبَيْتِ فِي غَيْرِ جَوَارٍ أَحَدٍ.“<sup>①</sup>

”پس اس ذات کی قسم جن کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس بات کو ضرور پورا فرمائیں گے، یہاں تک کہ ہودج سوار عورت کسی کی پناہ لئے بغیر حیرہ<sup>②</sup> سے روانہ ہو کر بیت (اللہ) کا طواف کرے گی۔“

اس حدیث شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین اسلام کے سرزمین عراق میں پہنچنے کی بشارت دی اور یہ بات اس حدیث کے راوی حضرت عدی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں پوری ہو گئی۔<sup>③</sup>

## ب: اہل فارس کے ایمان کو پانے کی خوش خبری:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ

① المسند، جزء من رقم الحدیث ۱۸۲۶۰، ۱۹۶/۳۰، ۱۹۷-۱۹۶/۳۰. شیخ شعب ارناؤط اور ان کے

رفقاء نے اس کی [سند کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ہامش المسند ۱۹۷/۳).

② (حیرہ) یہ نغمی بادشاہوں کا دار الحکومت تھا، جس کے آثار عراق میں نجف اور کوفہ کے درمیان پائے جاتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو: معجم ما استعجم من أسماء البلاد والمواضع ۴۷۸/۲؛ والمنجد فی

الأعلام ص ۲۹۳، وائلس فتوحات اسلامیہ ص ۷۹).

③ ملاحظہ ہو: المسند، رقم الحدیث ۱۸۷۶، ۱۹۷/۳۰.

انہوں نے بیان کیا:

”ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، کہ سورۃ الجمعہ نازل

ہوئی۔ جب آنحضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

﴿وَالْآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ﴾<sup>①</sup>

[اور ان میں سے کچھ اور لوگوں کی طرف بھی (آپ کو بھیجا ہے) جو ابھی

تک ان سے ملے نہیں]

ایک شخص نے پوچھا:

”وہ (دوسرے لوگ) کون ہیں یا رسول اللہ ﷺ؟“

آنحضرت ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا، یہاں تک کہ اس شخص نے ایک یا دو یا

تین دفعہ (یہی) سوال کیا۔

انہوں نے بیان کیا: ”ہم میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے۔“ انہوں نے بیان کیا:

”رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ سلمان رضی اللہ عنہ پر رکھ کر فرمایا:

”لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ هَؤُلَاءِ.“<sup>②</sup>

”اگر ایمان ثریا پر بھی ہو، تو ان میں (یعنی فارس والوں) سے (کچھ)

لوگ اس تک پہنچ جائیں گے۔“

علامہ قرطبی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

① جزء من الآية ۳.

② یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

③ متفق علیہ: صحیح البخاری: کتاب التفسیر، سورۃ الجمعہ، باب قوله: (وَالْآخِرِينَ

مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ)، رقم الحدیث ۴۸۹۷، ۸/۶۴۱؛ و صحیح مسلم، کتاب فضائل

الصحابہ، باب فضل فارس، رقم الحدیث ۲۳۱۔ (۲۵۴۶)، ۴/۱۹۷۲۔ ۱۹۷۳. الفاظ

حدیث صحیح مسلم کے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے جو فرمایا، وہ واضح طور پر نمودار ہوا، کیونکہ ان [اہل فارس] میں حدیث کے حفاظ اور اس کا اہتمام کرنے والے ایسے مشاہیر پائے گئے، کہ کم ہی ان ایسے دوسرے لوگوں میں گزرے ہیں۔<sup>①</sup>

### ج: اہل مصر کی دعوتِ دین پہنچانے میں شرکت کی بشارت:

اس بارے میں درج ذیل دو روایات ملاحظہ فرمائیے:

۱: امام طبرانی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے،

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَوْصَى عِنْدَ وَفَاتِهِ، فَقَالَ:

”اللَّهُ اللَّهُ فِي قِبْطِ مِصْرَ، فَإِنَّكُمْ سَتَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ، وَيَكُونُونَ لَكُمْ عُدَّةً وَأَعْوَانًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ.“<sup>②</sup>

[”بے شک رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

مصر کے قبطیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، کیونکہ تم ان پر غالب آؤ گے اور وہ تمہارے لیے کمک اور معاونین ہوں گے۔“]

ب: امام ابو یعلیٰ نے ابو عبد الرحمن حبلی، عمرو بن حریث اور ان کے علاوہ دیگر صحیحیہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّكُمْ سَتَقْدِمُونَ عَلَى قَوْمٍ جُعِدَ رُؤُوسُهُمْ، فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ

① ملاحظہ ہو: فتح الباری ۶/۸، نیز ملاحظہ ہو: المفہم ۶/۶، ۵۰۔

② مجمع الزوائد، کتاب المناقب، باب ما جاء في مصر وأهلها، ۶۳/۱۰۔ حافظ دمشقی لکھتے ہیں، کہ اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے [راویان صحیح کے روایت کرنے والے] ہیں۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۶۳/۱۰)۔

خَيْرًا، فَإِنَّهُمْ قُوَّةٌ لَكُمْ وَبَلَاغٌ إِلَىٰ عَدُوِّكُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ يَعْنِي قِبْطَ  
مِصْرًا.“<sup>①</sup>

”بے شک تم گھوٹکھریا لے بالوں والی قوم کے پاس آؤ گے، تو ان کے  
ساتھ بہترین معاملہ کرنا، کیونکہ وہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمہارے  
لیے قوت اور تمہارے دشمن تک تمہیں پہنچانے والے ہیں۔“

مذکورہ بالا دونوں روایات میں آنحضرت ﷺ نے صرف دعوتِ اسلام کے  
سرزمین مصر پہنچنے ہی کی بشارت نہیں دی، بلکہ اس کے ساتھ اس بات کی بھی خوش خبری  
دی ہے، کہ اہل مصر دعوتِ دین کے علمبرداروں کے ساتھ شریک ہو کر اس دعوت کو  
آگے پہنچائیں گے اور تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے، کہ نبی کریم ﷺ کی پیش  
گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔

د: مشرق و مغرب میں سلطنتِ اسلامیہ کے پہنچنے کا مشرودہ:

امام مسلم نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:  
”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”إِنَّ اللَّهَ زَوَىٰ لِيَ الْأَرْضَ، فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا، وَإِنَّ أُمَّتِي  
سَيَلِّغُ مَلَكَهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا وَأُعْطِيَتِ الْكِنُزَيْنِ الْأَحْمَرِ  
وَالْأَبْيَضِ.“<sup>②</sup>

① مسند ابی یعلیٰ، مسند عمرو بن حرث رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث ۲- (۱۴۷۳)، ۵۱/۳. حافظ دمشقی  
نے اس کے راویان کو صحیح کے روایت کرنے والے قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد  
۶۴/۱۰) نیز ملاحظہ ہو: هامش مسند ابی یعلیٰ ۵۱/۳.

② صحیح مسلم، کتاب الفتن وأشراف الساعة، باب هلاك هذه الأمة بعضهم ببعض، جزء من  
رقم الحدیث ۱۹- (۲۸۸۹)، ۲۲۱۵/۴.

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا، یہاں تک کہ میں نے اس کے مشرق و مغرب کو دیکھ لیا اور بے شک میری امت کی بادشاہی وہیں تک پہنچے گی، جہاں تک میرے لیے اس (یعنی زمین) کو سمیٹا گیا اور مجھے دو خزانے سرخ اور سفید عطا کئے گئے۔“ [

علامہ قرطبی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

”آنحضرت ﷺ نے جیسے خبر دی، ویسے ہی ہوا اور یہ بات آنحضرت ﷺ کی نبوت (کی صداقت) کے دلائل میں سے ہے، کیونکہ آنحضرت ﷺ کی امت کی بادشاہت انتہائے مغرب بحرِ طنجہ سے لے کر انتہائے مشرق خراسان، ماوراء النہر، ہند، سندھ اور صغد ❶ کے بہت سے ملکوں پر مشتمل تھی۔“ ❷

دو خزانوں: سرخ و سفید سے مراد عراق اور شام کے حکمرانوں کسری اور قیصر کے خزانے تھے۔ ❸

۵: دنیا کے ہر گھر میں دین اسلام کے داخل ہونے کی خوش خبری:

اس بارے میں ذیل میں دو روایات ملاحظہ فرمائیے:

۱: حضرات ائمہ احمد، ابن مندہ، حاکم، بیہقی اور طبرانی نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

”يَبْلُغَنَّ هَذَا الْأَمْرُ مَا بَلَغَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ، وَلَا يَتْرُكُ اللَّهُ

❶ صفحہ ۱۸۷ پر علائقہ دریائے جیحون سے دریائے کھون (سیر دریا) تک پھیلا ہوا تھا۔ (ملاحظہ ہو: اردو دائرہ معارف اسلامیہ ۱/۶۵-۶۶ منقول از اٹلس فتوحات اسلامیہ ص ۱۶۱)۔

❷ المفہم ۷/۲۱۶-۲۱۷؛ نیز ملاحظہ ہو: شرح النووی ۱۳/۱۸۔

❸ ملاحظہ ہو: شرح النووی ۱۳/۱۸۔

بَيْتٍ مَدْرٍ وَلَا وَبَرٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ هَذَا الدِّينَ بِعِزِّ عَزِيزٍ أَوْ بَدَلُ  
ذَلِيلٍ، عِزًّا يُعِزُّ اللَّهُ بِهِ الْإِسْلَامَ وَذُلًّا يَدُلُّ اللَّهُ بِهِ الْكُفْرَ. ❶

[”بلاشبہ یہ بات [یعنی دین اسلام] وہاں تک ضرور پہنچے گا، جہاں  
تک رات اور دن پہنچے ہیں ❶، اللہ تعالیٰ کسی بھی مٹی ❷ اور بالوں ❸ کے  
بنے ہوئے گھر میں اس دین کو داخل کئے بغیر نہ چھوڑیں گے، عزت والے  
کو عزت دے کر اور قابلِ ذلت کو ذلیل کر کے۔ وہ ایسی عزت ہوگی، کہ  
اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اسلام کو بلند و بالا فرمائیں گے اور وہ ایسی ذلت  
ہوگی، کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کفر کو ذلیل کریں گے۔“]

اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”قَدْ عَرَفْتُ ذَلِكَ فِي أَهْلِ بَيْتِي:

لَقَدْ أَصَابَ مَنْ أَسْلَمَ مِنْهُمْ الْخَيْرَ، وَالشَّرَفَ، وَالْعِزَّ،

❶ المسند، رقم الحديث ۱۶۹۵۷، ۱۸/۱۰۴-۱۰۵ و کتاب الإیمان لابن مندہ، ذکر  
وجوب الإیمان بالقیامۃ.....، رقم الحديث ۹- (۱۰۸۵)، ۳/۹۶۱، والسنن الکبری،  
کتاب السیر، باب إظهار دین النبی ﷺ علی الأدیان، رقم الحديث ۱۸۶۱۹، ۹/۳۰۵  
والمستدرک علی الصحیحین، کتاب الفتن والملاحم، ۴/۴۳۰. القاطع حدیث المسند کے  
ہیں۔ امام حاکم نے اس کو صحیحین کی شرط پر [صحیح] کہا ہے؛ حافظ ذہبی نے ان کے ساتھ موافقت کی ہے؛  
حافظ ہیثمی لکھتے ہیں، کہ اس کو احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے راویان صحیح کے روایت کرنے  
والے ہیں؛ شیخ ارنؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کی [سند کو مسلم کی شرط پر صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو:  
المستدرک علی الصحیحین ۴/۴۳۱، والتلخیص ۴/۴۳۱؛ ومجمع الزوائد ۶/۱۶۴  
وہامش المسند ۲۸/۱۵۰)۔

❷ یعنی روئے زمین پر ہر جگہ پہنچے گا۔

❸ شہروں اور قصبوں میں موجود گھر۔

❹ خانہ بدوشوں کے بالوں کے بنے ہوئے گھر یا خیمے۔

وَلَقَدْ أَصَابَ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ كَافِرًا أَلْذَلَّ وَالصَّغَارَ  
وَالْجِزْيَةَ. ❶

”بے شک میں نے (آنحضرت ﷺ کی) اس (پیش گوئی) کو اپنے کنبہ میں (پورے ہوتے) دیکھا۔ بلاشبہ ان میں سے دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے نے خیر، احترام اور عزت کو پایا اور یقیناً ان میں سے کافر کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا اور جزیہ ادا کرنا پڑا۔“

۲: حضرت ائمہ احمد، ابن حبان، ابن مندہ، حاکم، بیہقی اور طبرانی نے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

”لَا يَبْقَى عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ بَيْتٌ مَدْرٍ وَلَا وَبَرٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ  
كَلِمَةَ الْإِسْلَامِ، بَعِزَّ عَزِيزٍ أَوْ ذُلَّ ذَلِيلٍ، إِمَّا يَعْزُهُمُ اللَّهُ، فَيَجْعَلُهُمْ  
مِنْ أَهْلِهَا أَوْ يَدْلُهُمْ فَيَدِينُونَهَا.“ ❷

❶ المسند، جزء من رقم الرواية ۱۶۹۵۷، ۸/۱۵۴، ۱۵۵؛ والمستدرک علی الصحیحین، کتاب الفتن والملاحم، ۴/۴۳۰-۴۳۱.

❷ المسند، رقم الحدیث ۲۳۸۱۴، ۲۳۶/۳۹؛ والإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب إخباره ﷺ عما یکون فی أمته من الفتن والحوادث، ذکر البیان بان المراد من هذا العبیر إدخال الله كلمة الإسلام بیوت المدر والوبر لا الإسلام كله، رقم الحدیث ۶۷۰۱، ۱۵۰۹۳-۹۴؛ وکتاب الإیمان لابن مندہ، ذکر وجوب الإیمان بالقیامة، رقم الحدیث ۸- (۱۰۸۴)، ۳/۹۶۰-۹۶۱؛ والمستدرک علی الصحیحین، کتاب الفتن والملاحم، ۴/۴۳۰؛ والسنن الکبری، کتاب السیر، باب إظهار دین النبی ﷺ علی الأديان، رقم الحدیث ۱۸۶۱۸، ۹/۳۰۵. الفاظ حدیث المسند کے ہیں۔ امام حاکم نے اس کو صحیحین کی شرط پر [صحیح] کہا ہے؛ حافظ ذہبی نے ان کے ساتھ موافقت کی ہے؛ شیخ شعب ارناؤط اور ان کے رفقاء نے [المسند کی سند کو صحیح] اور ڈاکٹر فقیمی نے ابن مندہ کی [سند کو حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرک علی الصحیحین ۴/۴۳۰؛ والتلخیص ۴/۴۳۰؛ وھامش المسند ۲۳۶/۳۹؛ وھامش کتاب الإیمان ۳/۹۶۱).

”اللہ تعالیٰ روئے زمین کے کسی مٹی یا بالوں کے گھر کو اس میں اسلام کی بات (یعنی دعوت) داخل کئے بغیر نہ چھوڑیں گے۔ عزت والے کو عزت دے کر اور ذلیل کو ذلیل کر کے یا تو اللہ تعالیٰ انہیں عزت عطا فرمائیں گے، تو انہیں اہل اسلام میں شامل فرمادیں گے یا انہیں ذلیل کریں گے، تو وہ (جزیہ دے کر) اس کے مطیع ہو جائیں گے۔“

ان دونوں حدیثوں میں آنحضرت ﷺ نے واضح طور پر اس بات کی خبر دی ہے، کہ دعوت اسلام روئے زمین کے تمام گھروں تک پہنچے گی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دنیا میں بسنے والے لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد تک دعوت اسلام پہنچ چکی ہے اور ان شاء اللہ العزیز باقی ماندہ لوگوں تک بھی ضرور پہنچے گی۔

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے متعدد احادیث میں اسلام کے کرہ ارض میں پھیلاؤ کی بشارت دی ہوئی ہے اور یہ بات بلاشک و شبہ اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

و: عیسیٰ علیہ السلام کے آ کر نصرائیت کو مٹانے اور دعوت اسلام دینے کی بشارت:

نبی کریم ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے، نصرائیت کو ختم کرنے اور لوگوں کو دعوت اسلام دینے کی بشارت دی ہے۔ اس بارے میں تین احادیث شریفہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

۱: امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ ﷺ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ.“<sup>①</sup>  
 ”تم کیسے ہو گے جب ابن مریم ﷺ تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم  
 میں سے ہوگا۔“

علامہ قرطبی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

”إِنَّ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَأْتِي لِأَهْلِ الْأَرْضِ بِشَرِيعَةٍ أُخْرَى،  
 وَإِنَّمَا يَأْتِي مُقَرَّرًا لِهَذِهِ الشَّرِيعَةِ، مُجَدِّدًا لَهَا، لِأَنَّ هَذِهِ  
 الشَّرِيعَةَ آخِرُ الشَّرَائِعِ، وَمُحَمَّدٌ ﷺ آخِرُ الرُّسُلِ. وَيَدُلُّ  
 عَلَى هَذَا دَلَالَةٌ وَأَصْحَحَةٌ قَوْلُ الْأُمَّةِ لِعِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ: ”تَعَالَ  
 صَلِّ لَنَا.“

فَيَقُولُ: ”لَا، إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ، تَكْرِمَةَ اللَّهِ  
 هَذِهِ الْأُمَّةَ.“<sup>②</sup>

[بے شک عیسیٰ علیہ السلام اہل زمین کے پاس کوئی اور شریعت لے کر نہیں  
 آئیں گے۔ وہ تو صرف اسی شریعت کی تاکید و تجدید کے لیے تشریف  
 لائیں گے، کیونکہ بلاشبہ یہ شریعت آخری شریعت اور محمد ﷺ آخری  
 رسول ہیں۔ امت کا عیسیٰ علیہ السلام سے کہنا: ”تشریف لائیے اور ہمیں نماز  
 پڑھائیے۔“

اور ان کا جواب میں فرماتا: ”نہیں، بلاشبہ تم (خود ہی) ایک دوسرے کے  
 امیر ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس امت کی تکریم کی خاطر ہے۔“

① متفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبياء، باب نزول عيسى بن مريم عليهما السلام، رقم الحديث ۳۴۴۸، ۶/۴۹۰، وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم الحديث ۲۴۲- (۱۵۵)، ۱/۱۳۵. الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

② ملاحظہ ہو: المرجع السابق، جزء من رقم الحديث ۲۴۷- (۱۵۱)، ۱/۱۳۶۔

اس بات پر واضح طور پر دلالت کرتا ہے۔<sup>①</sup>

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزَلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ ﷺ

حَكَمًا عَدْلًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الْخَنَزِيرَ..... الحديث“<sup>②</sup>

[”اس ذات کی قسم جن کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً قریب ہے،

کہ تم میں ابن مریم ﷺ عادل حاکم کی حیثیت سے نازل ہوں اور صلیب

کو توڑیں اور خنزیر کو قتل کریں..... الحديث]

امام نووی نے صحیح مسلم کی اس حدیث اور سابقہ حدیث کو درج ذیل عنوان کے

میں ذکر کیا ہے:

[بَابُ نَزُولِ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ ﷺ حَاكِمًا بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ

ﷺ]

[عیسیٰ بن مریم ﷺ کا ہمارے نبی ﷺ کی شریعت کے مطابق فیصلہ

کرنے والے کی حیثیت سے نازل ہونے کے متعلق باب]

نظ ابن حجر حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

(فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ): ”أَيُّ يَبْطُلُ دِينَ النَّصْرَانِيَّةِ بِأَنْ يَكْسِرَ

ملاحظہ ہو: المفہم ۱/۳۷۱۔

متفق علیہ، صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہما

السلام، جزء من رقم الحدیث ۳۴۴۸، ۶/۴۹۰، وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، جزء من

رقم الحدیث ۲۴۲- (۱۰۵)، ۱/۱۳۵۔ الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

صحیح مسلم ۱/۱۳۵۔

الصَّلِيبَ حَقِيقَةً، وَيُبْطِلَ مَا تَزَعَّمُهُ النَّصَارَى مِنْ  
تَعْظِيمِهِ. ❶

[”یعنی وہ صلیب کو حقیقی طور پر توڑ کر نصرانی دین کو مٹا دیں گے اور نصاریٰ کے اس کی تعظیم کے عقیدہ کو ختم کر دیں گے۔“]

۳: حضرات ائمہ احمد، ابو داؤد، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”الْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ: أُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ. وَإِنِّي أُولَى  
النَّاسِ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عليه السلام لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ  
نَازِلٌ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَعْرِفُوهُ: رَجُلٌ مَرْبُوعٌ إِلَى الْحُمْرَةِ  
وَالْبَيْضِ، عَلَيْهِ ثُوبَانِ مُمَصَّرَانِ، كَأَنَّ رَأْسَهُ يَقْطُرُ، وَإِنْ لَمْ يُصَبَّهُ  
بَلَلٌ، فَيَدُقُّ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلُ الْخَنْزِيرَ، وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَيَدْعُو  
النَّاسَ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَيَهْلِكُ اللَّهُ فِي زَمَانِهِ الْمِلَّةَ كُلَّهَا إِلَّا  
الْإِسْلَامَ..... الحديث ❷

[”انبیاءِ علاقائی بھائی ہوتے ہیں: ان کی مائیں جدا جدا ہیں اور ان کا دین

❶ فتح الباری ۶/۴۹۱۔

❷ المسند، جزء من رقم الحديث ۹۲۷۰، ۱۰۳/۱۰، ۱۰۴-۱۰۵؛ وسنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال، جزء من رقم الحديث ۴۳۱۴، ۱۱/۳۰۴-۳۰۶؛ والإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، باب إخباره عليه السلام عما يكون في أمته من الفتن والحوادث، جزء من رقم الحديث ۶۸۲۱، ۱۰۳/۲۳۳-۲۳۴؛ والمستدرک علی الصحیحین، کتاب التاریخ، ۲/۵۹۵۔ امام حاکم نے اس کی [سند کو صحیح] کہا ہے: حافظ ذہبی نے ان کے ساتھ موافقت کی ہے اور حافظ ابن حجر نے بھی اس کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرک ۲/۵۹۵؛ والتلخیص ۲/۵۹۵؛ وفتح الباری ۶/۴۹۳)۔

ایک ہے ❶ اور بلاشبہ میں عیسیٰ ابن مریم ﷺ کا تمام لوگوں سے زیادہ قریبی ہوں، کیونکہ بے شک میرے اور ان کے درمیان کوئی (اور) نبی نہیں اور بلاشبہ وہ اترنے والے ہیں، پس جب تم انہیں دیکھو، تو ان کو پہچان لو: وہ درمیانی قامت کے سرخ و سپید ہیں۔ ان پر ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑے ہیں، (ایسے محسوس ہوگا) گویا کہ ان کے سر سے قطرے ٹپک رہے ہیں، اگرچہ انہیں تری نہیں پہنچی ہوگی۔ پس وہ صلیب کو ریزہ ریزہ کریں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کو ختم کر دیں گے ❷ اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں اسلام کے سوا تمام مذہبوں کو ختم کر دیں گے۔..... الحدیث“]

سنن ابی داؤد اور صحیح ابن حبان کی روایت میں ہے:

“فَيُقَاتِلُ النَّاسَ عَلَى الْإِسْلَامِ.”

”پس وہ لوگوں سے اسلام کی خاطر جہاد کریں گے۔“ ❸

امام ابن حبان نے اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[ذِكْرُ الْبَيَانِ بِأَنَّ عَيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ﷺ إِذَا نَزَلَ يُقَاتِلُ النَّاسَ

عَلَى الْإِسْلَامِ] ❹

[اس بات کا ذکر کہ بے شک جب عیسیٰ ابن مریم ﷺ نازل ہوں گے، تو

❶ مقصود یہ ہے، کہ ایمان تو ایک ہے، لیکن شریعتیں جدا جدا ہیں۔ (ملاحظہ ہو: ہامش الاحسان

۲۳۴/۱۵)

❷ (وہ جزیہ کو ختم کر دیں گے) کیونکہ ان کی طرف سے اہل کتاب کو دو باتوں میں سے ایک کو قبول کرنا ہوگا:

یا تو وہ مسلمان ہو جائیں یا جنگ کے لیے تیار ہو جائیں۔ (ملاحظہ ہو: معالم السنن ۳۴۷/۴)

❸ سنن ابی داؤد ۳۰۵/۱۱؛ والإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان ۲۳۳/۱۵

❹ المرجع السابق ۲۳۳/۱۵

لوگوں سے اسلام کی خاطر جہاد کریں گے۔]

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ آنحضرت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تشریف لا کر صلیب کو توڑنے، دعوتِ اسلام دینے، جزیہ کو ختم کرنے اور اسلام کی خاطر جہاد کرنے کی بشارت دی۔

(۱۰)

تورات و انجیل میں بعثتِ مصطفوی ﷺ کے متعلق بشارتیں

قرآن کریم میں اس بات کی خبر دی گئی ہے، کہ اہل کتاب کے پاس تورات و انجیل میں نبی کریم ﷺ کے متعلق تحریری بشارتیں موجود ہیں۔ ارشادِ بانی ہے:

﴿الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ﴾<sup>①</sup>

[وہ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں، جو امی نبی ہیں، جنہیں وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔]

آنحضرت ﷺ کے بارے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بشارت دینے کا ذکر قرآن کریم میں بھی کیا گیا ہے۔ ارشادِ بانی ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾<sup>②</sup>

[اور جب عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے کہا: ”اے بنی اسرائیل! بلاشبہ میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، تصدیق کرنے والا ہوں اپنے سے

① سورة الأعراف / جزء من الآية ۱۵۷.

② سورة الصف / جزء من الآية ۶.

پہلے موجود تورات کی، بشارت دینے والا ہوں، اپنے بعد آنے والے

رسول کی، ان کا نام احمد۔ ﷺ ہے۔“ [

آنحضرت ﷺ نے بھی امت کو اس بارے میں خبر دی ہے۔ امام احمد نے

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! مَا كَانَ أَوَّلُ بَدْءِ أَمْرِكَ؟“

[میں نے عرض کیا: ”اے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ! آپ کے معاملہ کی

ابتدا کیا تھی؟“]

آپ ﷺ نے فرمایا:

”دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ، وَبُشْرَى عِيسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ.“<sup>①</sup>

[”میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت (ہوں)۔“]

اہل کتاب کی تحریف کے باوجود، آج بھی تورات و انجیل میں آنحضرت ﷺ

کی بعثت، ان پر ایمان لانے اور ان کی پیروی کرنے کی تاکید کے متعلق بشارتیں اور

احکام موجود ہیں۔<sup>②</sup>

ذیل میں انہی میں سے چند ایک بشارتیں توفیق الہی سے پیش کی جا رہی ہیں:

۱: تورات میں بیان کردہ بشارتیں:

۱: حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

① المسند ۵/۲۶۲. (ط: المكتب الإسلامی). حافظ ثعلبی لکھتے ہیں: ”اس کو احمد نے [اسنا و حسن]

کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اس کو تقویت دینے والے شواہد (بھی) ہیں اور اس کو طبرانی نے (بھی)

روایت کیا ہے۔“ (مجمع الزوائد ۸/۲۲۲)۔

② مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے ان میں سے اٹھارہ بشارتیں تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب انظہار الحق میں ذکر

کی ہیں۔ (ملاحظہ ہو: انظہار الحق ۲/۳۶۲-۴۴۵)؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر ثنائی (مطبوع مع قرآن

حکیم) ص ۸۹-۹۳؛ وسیرة النبی ﷺ ۳/۳۳۰-۳۵۷۔

”خداوند تیرا خدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ تم اس کی سننا۔

یہ تیری اس درخواست کے مطابق ہوگا، جو تو نے خداوند اپنے خدا سے جمع کے دن حورب میں کی تھی، کہ مجھ کو نہ تو خداوند اپنے خدا کی آواز سننی پڑے اور نہ ہی ایسی بڑی آگ کا نظارہ ہو، تاکہ میں مرنہ جاؤں۔

اور خداوند نے مجھ سے کہا: ”جو کچھ وہ کہتے ہیں، سو ٹھیک کہتے ہیں۔ میں ان کے لیے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔

اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا، وہی وہ ان سے کہے گا۔ اور جو کوئی میری ان باتوں کو، جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا، نہ سنے، تو میں ان کا حساب اس سے لوں گا۔

لیکن جو نبی گستاخ بن کر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے، جس کے کہنے کا، میں نے اس کو حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کچھ کہے، تو وہ نبی قتل کیا جائے۔“<sup>۱</sup>

اس پیشین گوئی کے حوالے سے چھ باتیں:

یہ تورات کی صریح پیش گوئی ہے، جو کہ بلاشک و شبہ نبی کریم ﷺ کے متعلق ہے، اور ان کے سوا کسی اور پر چسپاں نہیں ہوتی۔ اس میں درج ذیل چھ باتیں اس حقیقت کی تائید کرتی ہیں:

۱: اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کا ارشاد سنارہے ہیں، کہ: میں تیرے لیے تیرے ہی بھائیوں سے ایک نبی برپا کر دوں گا۔ ظاہر ہے، کہ ایک قوم کے

① کتاب مقدس، استثناء، باب ۱۸، آیات ۱۵-۱۹، ص ۱۸۴.

”بھائیوں“ سے مراد خود وہ قوم تو نہیں ہو سکتی، بلکہ کوئی دوسری ایسی قوم ہو سکتی ہے، جس کے ساتھ اس کانسلی رشتہ ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنو اسرائیل سے تھے۔ اگر مراد خود بنی اسرائیل سے کسی نبی کی آمد ہوتی، تو الفاظ یہ ہوتے، کہ ”میں تمہارے لیے خود تم ہی میں سے ایک نبی برپا کروں گا۔“ لہذا بنی اسرائیل کے بھائیوں سے مراد لامحالہ بنی اسماعیل ہی ہو سکتے ہیں، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہونے کی بنا پر ان کے نسبی رشتہ دار ہیں۔

علاوہ ازیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے بہت سارے نبی آئے ہیں، جن کے ذکر سے بائبل بھری پڑی ہے، البتہ بنو اسماعیل سے صرف ایک ہی نبی تشریف لائے اور وہ حضرت محمد ﷺ ہیں اور وہ ہی اس پیش گوئی کے مصداق ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اسرائیلی ہونے کی وجہ سے یہ پیش گوئی صادق نہیں آتی۔<sup>①</sup>

ب: اس پیش گوئی میں یہ بات بیان کی گئی ہے، کہ تشریف لانے والے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مانند ہوں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت ﷺ کی مشابہت دونوں کے کاموں اور کارگزاریوں سے واضح ہوتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت تھے، آنحضرت ﷺ بھی مستقل شریعت لے کر تشریف لائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جہاد کئے، آنحضرت ﷺ نے بھی جہاد کئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بتوں کو توڑا، آپ ﷺ نے بھی بتوں کو توڑا، بلکہ بت پرستی کو معدوم کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر معراج ہوا، آنحضرت ﷺ کو بھی ہوا، غرضیکہ اس قسم کی بہت سی باتیں دونوں میں مشترک ہیں۔ اسی لئے یہ پیش

① ملاحظہ ہو: اظہار الحق ۲/۳۶۴-۳۶۵؛ و سیرۃ النبی ﷺ ۳/۴۵۰-۴۵۱؛ و یہودیت و نصرانیت تالیف مولانا سید ابوالاعلیٰ علی مودودی ص ۳۵۲؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر ثنائی (مطبوع مع قرآن حکیم) ص ۷۸۹۔

گوئی آپ ﷺ پر ہی چسپاں ہوتی ہے، کسی اور پر نہیں۔<sup>①</sup>  
 عیسائیوں نے اس بشارت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے،  
 مگر وہ اس کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت نہ تھے، بلکہ  
 شریعت موسیٰ کے پیرو تھے، وہ جنگ جو اور مجاہد نہ تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے  
 ظاہری و معنوی دونوں اعتبار سے بادشاہ تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تھے۔<sup>②</sup>  
 ج: اس پیشین گوئی میں بیان کیا گیا ہے: ”یہ تیری اس درخواست کے مطابق  
 ہوگا..... تاکہ میں مرنے جاؤں۔“<sup>③</sup>

اس عبارت میں حورب سے مراد وہ پہاڑ ہے، جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہلی  
 مرتبہ احکام شریعت دیئے گئے تھے، اور بنی اسرائیل کی درخواست کے مطابق ہونے  
 سے مراد یہ ہے، کہ آئندہ شریعت دیتے وقت وہ خوفناک حالات پیدا نہیں کئے جائیں  
 گے، جو حورب پہاڑ کے دامن میں پیدا کئے گئے تھے، بلکہ اب جس نبی کی بشارت دی  
 جا رہی ہے، بس اس کے منہ میں اللہ تعالیٰ کا کلام ڈال دیا جائے گا اور وہ اس کو لوگوں کو  
 سنائے گا۔

اس تصریح پر غور کرنے کے بعد کیا اس امر میں کسی شبہ کی گنجائش رہ جاتی ہے، کہ  
 اس پیش گوئی کا حضرت محمد ﷺ کے علاوہ اور کوئی مصداق نہیں؟<sup>④</sup>  
 د: اس پیشین گوئی میں تشریف لانے والے نبی کے متعلق بیان کیا گیا:  
 ”اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا، وہی وہ ان سے کہے گا۔“

① ملاحظہ ہو: تفسیر ثنائی ص ۷۸۹۔

② ملاحظہ ہو: سیرۃ النبی ﷺ ۳/۴۵۰-۴۵۱۔ مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام  
 اور آنحضرت ﷺ کے درمیان میں مشترک باتیں ذکر کی ہیں۔ (ملاحظہ ہو: اظہار الحق ۲/۳۶۸)؛  
 علاوہ ازیں شیخ رحمہ اللہ نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان مفارقت کی متعدد وجوہ بھی ذکر کی  
 ہیں۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲/۳۶۳-۳۶۴)۔<sup>③</sup> مکمل عبارت ص ۹۸ میں گزر چکی ہے۔

④ ملاحظہ ہو: یہودیت و نصرانیت ص ۲۵۲-۲۵۳۔

یہ وصف جناب نبی کریم ﷺ پر پورا پورا صادق آتا ہے۔ قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کے اس وصف کا ان الفاظ میں ذکر کیا گیا:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ. إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾<sup>①</sup>

[وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔ وہ نہیں بولتے، مگر جو ان پر وحی کی جاتی ہے۔]

ہ: اس پیشین گوئی میں ہے، کہ جو نبی اللہ تعالیٰ کی طرف ایسی بات منسوب کرے، جس کا حکم انہوں نے نہیں دیا، تو وہ قتل کیا جائے گا۔ قرآن کریم میں اسی بات کے متعلق فرمایا گیا:

﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ. لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ. ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ. فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ﴾<sup>②</sup>

[اور اگر وہ ہم پر کوئی بات بنا کر لگا دیتا، تو ہم اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑتے، پھر اس کی جان کی رگ کاٹ دیتے، پھر تم میں سے کوئی بھی (ہمیں) اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔]

آنحضرت ﷺ تو قتل نہ ہوئے، بلکہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا:

﴿وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾<sup>③</sup>

[اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔]

اور اللہ کریم نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور صد کوششوں کے باوجود کوئی آپ ﷺ کو قتل نہ کر سکا۔ عیسائیوں کے مذہب کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کئے گئے اور سولی پر چڑھائے گئے۔ اگر یہ بشارت ان کے بارے میں تھی، تو کیا وہ معاذ اللہ جھوٹے تھے؟

① سورة النجم / الآيات ۳-۴.

② سورة الحاقة / الآيات ۴۴-۴۷.

③ سورة المائدة / جزء من الآية ۶۷. نیز ملاحظہ ہو: سیرۃ النبی ﷺ ۳/۳۰۱-۳۰۳.

و: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کا یہ حکم پہنچایا، کہ وہ تشریف لانے والے نبی کی اطاعت کریں، اور ان کی بات نہ سننے والوں کو اللہ تعالیٰ کے انتقام لینے کی وعید سنائی۔

تورات ہی سے یہ بات رسول کریم ﷺ کی نبوت و رسالت کی آفاقیت اور عالمگیریت کی روزِ روشن کی طرح واضح دلیل ہے۔ اس میں ایک طرف اہل کتاب کے لیے تنبیہ ہے، کہ وہ اپنے آپ کو عذابِ الہی سے بچانے کے لیے خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ پر ایمان لائیں اور ان کی اطاعت و اتباع کو اپنا دستورِ زندگی بنائیں اور دوسری جانب امتِ اسلامیہ کے لیے یاد دہانی ہے، کہ وہ اپنے نبی محترم ﷺ کے مقام و مرتبہ کو پہچانیں اور ان کے پیغامِ رسالت کو اہل کتاب تک پہنچائیں، شاید کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو اہل کتاب یا ان کے کچھ لوگوں کی ہدایت کا سبب بنا دیں۔

وما ذلک علی اللہ بعزیز۔<sup>①</sup>

۲: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بنی اسرائیل کو آخری وصیت یہ تھی:

”یہ وہ برکت ہے، جو موسیٰ علیہ السلام۔ مرد خدا نے اپنے مرنے سے پہلے بنی اسرائیل کو بخشی اور اس نے کہا، کہ خداوند سینا سے آیا اور سعیر سے ان پر طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا، دس ہزار مقدّسوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ میں ایک آتشیں شریعت ان کے لیے تھی، ہاں وہ اپنے لوگوں سے بڑی محبت رکھتا ہے۔ اس کے سارے مقدّس (ہمراہی) تیرے ہاتھ میں ہیں اور وہ تیرے قدموں کے پاس

① اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ مشکل نہیں۔ مذکورہ بالا بشارت کے آنحضرت ﷺ کے متعلق ہونے کے حوالے سے متعدد دیگر باتیں طوالت کے خوف سے ذکر نہیں کی گئی۔ مولانا کیرانوی نے دس وجوہات ذکر کی ہیں اور اس کے متعلق عیسائیوں کے دو اعتراضوں کا جواب بھی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو:

بیٹھے ہیں اور تیری باتوں کو مانیں گے۔“ ❶

اس پیشین گوئی کے حوالے سے دو باتیں:

یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آخری کلام ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی بشارت دی گئی ہے۔ درج ذیل دو باتیں اس حقیقت کی تائید کرتی ہیں:

ا: اس پیشین گوئی میں کوہِ فاران سے نورِ الہی کے طلوع ہونے کی خوش خبری دی گئی ہے اور فاران مکہ مکرمہ کے ناموں میں سے ایک نام یا اس کے پہاڑوں کا نام ہے۔ ❷ اور مراد یہ ہے کہ، اللہ تعالیٰ نے کوہِ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات عطا فرمائی اور وہ ساعیر پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل اور کوہِ فاران پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم عطا فرمائیں گے۔ ❸

ب: اس پیشین گوئی میں تشریف لانے والے نبی کے مقدس ساتھیوں کی تعداد دس ہزار بیان کی گئی ہے۔ فتح مکہ کے دن بعینہ یہی دس ہزار مقدسین تھے، جو فاران سے آنے والے اس نورانی پیکر کے ساتھ شہرِ خلیل علیہ السلام (مکہ) کے دروازہ میں داخل ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو کہا تھا، وہ پورا ہوا۔ ❹

ب: انجیل میں بیان کردہ بشارتیں:

انجیل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور آپ کے متعلق بشارتیں متعدد آیات میں

❶ استثناء ۲۳، ۲۱، ۳، منقول از سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۳/۳۳۹.

❷ علامہ یاقوت حموی لکھتے ہیں: (فاران) اصل میں عبرانی زبان کا لفظ ہے، جسے عربی بنا لیا گیا ہے اور وہ مکہ کے ناموں میں سے ایک ہے، جس کا ذکر تورات نے کیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے، کہ یہ مکہ کے پہاڑوں کا نام ہے۔ (ملاحظہ ہو: بنجم البلدان، رقم: ۸۹۸۴، فاران، ۲، (۲۵۵): نیز ملاحظہ ہو: اظہار الحق، ۳/۳۷۷).

❸ المرجع السابق ۲/۳۷۷.

❹ ملاحظہ ہو: سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۳/۳۳۹.

موجود ہیں۔ چند ایک ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

۱: انجیل یوحنا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تشریف لانے والے نبی کریم ﷺ کا ذکر

بایں الفاظ کیا ہے:

”اور میں اپنے باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں دوسرا [فارقلیط]

بخشنے گا، کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے۔“<sup>①</sup>

۲: آگے بڑھ کر ہے:

”لیکن وہ [فارقلیط] جو روح القدس ہے، جسے باپ میرے نام سے بھیجے

گا، وہی تمہیں سب چیزیں سکھائے گا اور سب باتیں، جو کچھ کہ میں نے

کہی ہیں، تمہیں یاد دلانے گا۔“<sup>②</sup>

۳: اسی انجیل میں ہے:

”پر جب وہ [فارقلیط] جسے میں تمہارے لیے باپ کی طرف سے بھیجوں

گا، یعنی سچائی کی روح، جو باپ سے نکلتی ہے، تو وہ میرے لیے گواہی

دے گا۔“<sup>③</sup>

۴: اسی انجیل میں یہ بھی ہے:

”لیکن میں تمہیں سچ کہتا ہوں، کہ تمہارے لیے میرا جانا ہی فائدہ ہے،

کیونکہ اگر میں نہ جاؤں، تو [فارقلیط] تمہارے پاس نہ آئے گا، پر اگر

میں جاؤں، تو میں اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور آن کر دنیا کو گناہ

سے اور راستی سے اور عدالت سے قصور وار ٹھہرائے گا۔ گناہ سے اس

لئے، کہ اس جہاں کے سردار پر حکم کیا گیا ہے، کہ میری اور بہت سی باتیں

① باب ۱۴، آیت ۱۶، منقول از سیرۃ النبی ﷺ ۴۳۳/۳.

② باب ۱۴، آیت ۲۶، منقول از سیرۃ النبی ﷺ ۴۳۳/۳.

③ باب ۱۵، آیت ۱۶، منقول از سیرۃ النبی ﷺ ۴۳۳/۳.

ہیں، کہ میں تمہیں کہوں، پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے، لیکن جب وہ سچائی کی روح آئے گی، تو وہ ساری سچائی کی بات بتلائے گی، اس لیے کہ وہ اپنی نہ کہے گی، لیکن جو کچھ وہ سنے، سو کہے گی اور تمہیں آئندہ کی خبر دے گا، وہ میری بزرگی کرے گی، اس لیے کہ وہ میری چیزوں سے پائے گی اور تمہیں دکھائے گی۔“ ❶

مذکورہ بالا آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس آنے والے پیغمبر علیہ السلام کی بشارت بار بار دی ہے، اس کو لفظ [فارقلیط] سے تعبیر کیا ہے، یہ لفظ عبرانی یا سریانی ہے، جس کے لفظی معنی ٹھیک محمد اور احمد کے ہیں۔

عیسائیوں نے [فارقلیط] کے لفظ سے اسلام کی تصدیق ہوتی دیکھ کر اس کی بجائے [تسلی دینے والا] کی تعبیر استعمال کی ہے۔ لیکن اس تبدیلی سے بھی انہیں کچھ حاصل نہیں ہوا، کیونکہ مخلوق میں سے آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر [تسلی دینے والا] کون ہے؟ آپ ﷺ نے ہی گناہوں میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو رب العالمین کا یہ پیغام پہنچایا:

﴿يُعْبُدِي الَّذِينَ اسْرَفُوا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ ❷

[اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی! اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کے سب گناہ بخش دیتے ہیں۔ بلاشبہ وہی تو بے حد بخشنے والے اور نہایت رحم کرنے والے ہیں]۔

❶ باب ۱۶، آیت ۷۔ منقول از سیرۃ النبی ﷺ ۳/۴۳۳-۴۳۴۔

❷ سورة الزمر / جزء من الآية ۵۳۔ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر ثنائی ص ۹۲۔

ان بشارتوں میں آنے والے پیغمبر کے دیگر اوصاف:

مذکورہ بالا آیات میں آنے والے پیغمبر کے ایسے اوصاف بیان کئے گئے ہیں، جو اس بات کی تائید کرتے ہیں، کہ وہ پیغمبر حضرت محمد ﷺ ہی ہیں۔

۱: تعلیماتِ مسیح ﷺ کی عیسائیوں کو یاد دہانی:

ان آیات میں حضرت عیسیٰ ﷺ نے بنی اسرائیل کو خبر دی ہے، کہ آنے والے نبی انہیں وہ سب چیزیں سکھائیں اور یاد دلائیں گے، جو حضرت عیسیٰ ﷺ نے ان سے کہی۔ آنحضرت ﷺ نے یہ کام خوب اچھی طرح سرانجام دیا۔ قرآن کریم کی درج ذیل آیت کریمہ پر غور فرمائیے:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَ  
قَالَ الْمَسِيحُ يَبْنِي إِسْرَائِيلَ عِبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ  
مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَ  
مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصَارٍ﴾ ①

[بلاشبہ وہ لوگ کافر ہو گئے، جنہوں نے کہا، کہ اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم ہی تو ہیں، حالانکہ مسیح ﷺ نے کہا: ”اے بنی اسرائیل! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ بے شک حقیقت یہ ہے، کہ جو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنائے، سو یقیناً اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا (دوزخ کی) آگ ہے اور ظالموں کے لیے کوئی مدد کرنے والا نہیں۔“]

① سورة المائدة/رقم الآية ۷۲۔ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر ثنائی ص ۹۲۔

۲: تصدیقِ مسیح ﷺ:

حضرت مسیح ﷺ نے آنے والے پیغمبر کے متعلق بتلایا، کہ وہ ان کی گواہی دیں گے۔ قرآن کریم اور پیغمبرِ قرآن آنحضرت ﷺ نے یہ کام ایسے سرانجام دیا ہے، کہ عیسائیوں کی گردن تا قیامت اس احسان سے جھکی رہے گی۔ مشرکینِ عرب کی کثرت اور یہودیوں کی شرارت کے باوجود قرآن کریم نے صاف اور واضح کاف الفاظ میں اعلان کیا:

﴿وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ﴾<sup>①</sup>

[ (مسیح ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے) بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا ]۔

﴿وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ﴾<sup>②</sup>

[ (مسیح ﷺ) دنیا اور آخرت میں بڑی عزت والے اور (اللہ تعالیٰ کے)

مقرب لوگوں میں سے تھے ]۔

۳: مسیح ﷺ کی ناتمام باتوں کی تکمیل:

حضرت مسیح ﷺ نے بنی اسرائیل کو بتلایا، کہ وہ بہت سی باتیں انہیں نہیں بتلا رہے، لیکن آنے والے پیغمبر انہیں سچائی کی ساری باتیں بتلا دیں گے۔ یہ خصوصیت بھی خاتمِ نبیین ﷺ کے سوا کسی اور پر صادق نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر دین کو کامل فرمایا۔

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ

رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾<sup>③</sup>

[ آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری

① سورة آل عمران/جزء من الآية ۴۹ .

② سورة آل عمران/جزء من الآية ۴۵ . نیز ملاحظہ ہو: تفسیر ثنائی ص ۷۹۲، وسیرۃ النبی ﷺ ص ۳۳۶ .

③ سورة المائدة/جزء من الآية ۳ .

کردی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

آپ ﷺ نے عقائد، عبادات، اخلاق، احکام، آثارِ قیامت، جنت، دوزخ، سزا، جزا وغیرہ کے متعلق باتوں کو اس تفصیل، تشریح اور تکمیل کے ساتھ بتایا، کہ جس کی مثال دنیا کے کسی پیغمبر کی تعلیم میں نہیں ملتی۔

۳: اپنی طرف سے بات نہ کہنا:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تشریف لانے والے پیغمبر کے متعلق خبر دی، کہ وہ اپنی نہ کہیں گئے، بلکہ جو سُنیں گے، وہی کہیں گے۔ یہ بھی آنحضرت ﷺ کا خاص وصف تھا۔ قرآن کریم نے اس کی تصویر کشی ان الفاظ میں کی ہے:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ. إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ ②

[وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔ وہ نہیں بولتے، مگر جو ان پر وحی کی جاتی ہے]

خلاصہ گفتگو یہ ہے، کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی اپنی امت کو آنحضرت ﷺ کی بحیثیت پیغمبر تشریف آوری کی بشارتیں دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ ﷺ کی اتباع اور پیروی کی شدت سے تاکید بھی کی۔ یہ بشارتیں بلاشبک و شبہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں، کہ آنحضرت ﷺ کی نبوت و رسالت اہل عرب کے ساتھ ساتھ سارے یہود و نصاریٰ کے لیے بھی ہے۔ ان پر لازم ہے، کہ وہ آنحضرت ﷺ پر ایمان لا کر آپ کی امت میں شامل ہو جائیں۔ علاوہ ازیں یہی بات امتِ اسلامیہ سے اس بات کا وحدت سے تقاضا کرتی ہے، کہ وہ یہود و نصاریٰ تک پیغامِ اسلام پہنچانے کے لیے تاحد استطاعت جدوجہد کریں، شاید کہ اللہ کریم ان کے لیے ہدایت کے دروازے کھول دیں اور وہ دعوت دینے والے اجرِ عظیم کے مستحق قرار پائیں۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔ ③

سورة النجم / الآيات ۳-۴۔

① ملاحظہ ہو: سیرۃ النبی ﷺ ص ۲۳۵۔

② اور اللہ تعالیٰ کے لیے ایسا کرنا (کچھ) مشکل نہیں۔

## مبحثِ دوئم

نبی کریم ﷺ کا تمام اقسام کے لوگوں کو دعوتِ دین دینا

تمہید:

دعوتِ اسلامیہ کے مخاطبین کے عموم اور شمولیت کے دلائل میں سے یہ حقیقت بھی ہے، کہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے تمام اقسام کے لوگوں کو دعوتِ دین دی۔ آنحضرت ﷺ نے مشرکوں، یہود و نصاریٰ، منافقوں، مجوسیوں، اپنے اعزہ و قارب، عورتوں، بچوں، بیماروں، مصیبت زدگان، تاجروں، یوریا نشینوں، بددوں، رضیکہ ہر قسم کے لوگوں کو اسلام قبول کرنے اور اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنے کی دعوت دی۔ امام ابن قیم تحریر کرتے ہیں:

”وَلَمَّا نَزَلَ عَلَيْهِ ﷺ (فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ) فَاصْدَعْ بِأَمْرِ اللَّهِ تَعَالَى لَا تَأْخُذْهُ فِيهِ لَوْمَةٌ لَّائِمٌ، فَذَعَا إِلَى اللَّهِ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ، وَالْحُرِّ وَالْعَبْدَ، وَالذَّكَرَ وَالْأُنْثَى، وَالْأَحْمَرَ وَالْأَسْوَدَ، وَالْجِنَّ وَالْإِنْسَ.“<sup>۱</sup>

”اور جب آنحضرت ﷺ پر [یہ آیت کریمہ] نازل ہوئی [ترجمہ: پس اس کا صاف اعلان کر دیجیے، جس کا آپ کو حکم دیا جاتا ہے۔] تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ کسی ملامت کرنے والے کے خوف کے بغیر اپنی آواز کو بلند فرمایا۔ چھوٹے، بڑے، آزاد، غلام، مرد،

۱۔ المعاد ۳/۱۲؛ نیز ملاحظہ ہو: الفصول فی سیرة الرسول ﷺ للحافظ ابن کثیر ص ۹۷؛

والدرر الغالية فی آداب الدعوة والداعية ص ۱۰.

عورت، سرخ، سیاہ، جن اور انسان [غرضیکہ سب] کو اللہ تعالیٰ کی طرف  
دعوت دی۔“

سیرت طیبہ میں ان سب اقسام کے لوگوں میں سے ہر ایک کو دعوتِ دین دینے  
کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ توفیق الہی سے اس بحث میں ان میں سے کچھ مثالیں  
پیش کی جا رہی ہیں۔



(۱)

## مشرکوں کو دعوت دینا

مشرک کو دعوت دین دینے کے متعلق سیرت مطہرہ میں بہت سے شواہد اور مثالیں موجود ہیں۔ اس سلسلے میں دو مثالیں ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔ علاوہ ازیں اس بارے میں بعض شواہد کا ذکر دیگر عنوانوں کے ضمن میں بھی آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اسوق ذوالحجاز میں دعوت دینا:

امام احمد نے بنو مالک بن کنانہ کے ایک شیخ رضی اللہ عنہ ① سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِسُوقِ ذِي الْمَجَازِ يَتَخَلَّلُهَا،  
يَقُولُ: "يَأَيُّهَا النَّاسُ! قُولُوا: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" تَفْلِحُوا."

میں نے رسول اللہ ﷺ کو سوق ذوالحجاز میں دیکھا، کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے: "اے لوگو! تم "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کہو فلاح پا لو گے۔"

انہوں نے بیان کیا:

"وَأَبْجَهْلٍ يُحْتَبِي عَلَيْهِ التُّرَابَ، وَيَقُولُ: "لَا يَغُرَّنْكُمْ هَذَا  
عَنْ دِينِكُمْ، فَإِنَّمَا يُرِيدُ لِتَتْرُكُوا آلِهَتَكُمْ، وَتَتْرُكُوا اللَّاتَ

① (بنو مالک بن کنانہ کے ایک شیخ رضی اللہ عنہ): صحابی کا نام معلوم نہ ہونے کی وجہ سے حدیث کی صحت متاثر نہیں

ہوتی، کیونکہ صحابہ کی عدالت پر امت کا اجماع ہے۔ (ملاحظہ ہو: فتنح المغیث للسحاوی ۱۱۶/۳؛

وقواعد التحدیث للقاسمی ص ۱۱۹)۔

وَالْعَزَىٰ .“

[اور ابو جہل آنحضرت ﷺ پر مٹی ڈالتا، اور کہتا: ”یہ تمہیں تمہارے دین سے بھٹکانے دے، کیونکہ وہ تو چاہتا ہے، کہ تم اپنے معبودوں کو چھوڑ دو اور لات وعزی کو چھوڑ دو“۔]

”وَمَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ .“<sup>۱</sup>

”رسول اللہ ﷺ اس کی طرف توجہ نہ دیتے۔“

اس حدیث شریف میں یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ کی یہ دعوت مشرکوں کے لیے تھی، جو کہ لات وعزی کے پجاری تھے۔

حدیث سے معلوم ہونے والی دیگر چار باتیں:

۱: دعوتِ دین مسجد اور مدرسہ کی چار دیواری میں محدود نہیں۔ یہ بازار میں بھی دی جاتی ہے۔

۲: دعوتِ دین کی اساس دعوتِ توحید ہے، کہ آنحضرت ﷺ سب سے پہلے اسی کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے تھے۔

۳: دعوت دیتے وقت بسا اوقات داعی کو دشمنوں کی اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

۴: دشمنوں کی اذیتیں داعی کی کوششوں کو ختم اور ارادوں کو بدل نہیں سکتیں، بلکہ وہ تو یکسوئی سے اپنے مشن کے لیے اپنی کوششوں کو جاری رکھتا ہے۔

ب: مشرکوں کو دعوتِ اسلام دینے سے ابتدا کرنے کا امراء کو حکم:

امام مسلم اور امام ابو داؤد نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی

ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

① المسند، جزء من رقم الحدیث ۲۳۱۹۲، ۳۸، ۲۴۶-۲۴۷. حافظ ہاشمی لکھتے ہیں: ”اس کو امام نے روایت کیا ہے اور اس کے راویان صحیح کے راویوں میں سے ہیں۔“ (مجمع الزوائد ۶/۲۲).

”كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ أَمِيرًا عَلَى سَرِيَّةٍ أَوْ جَيْشٍ أَوْ صَاهُ يَتَّقُوا اللَّهَ فِي خَاصَّةِ نَفْسِهِ، وَيَمْنُ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا، وَقَالَ:

”إِذَا لَقَيْتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمَشْرِكِينَ فَأَدْعُهُمْ إِلَى إِحْدَى ثَلَاثِ خِصَالٍ. أَوْ خِلَالٍ. فَأَيُّهَا أَجَابُوكَ فَأَقْبَلْ مِنْهُمْ، وَكَفَّ عَنْهُمْ: أَدْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، فَإِنْ أَجَابُوكَ فَأَقْبَلْ مِنْهُمْ وَكَفَّ عَنْهُمْ.....“ الحديث ❶

”جب رسول اللہ ﷺ کسی فوجی دستے یا لشکر کے امیر کو روانہ فرماتے، تو اسے خود اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے اور ساتھی مسلمانوں کے ساتھ خیر کی وصیت فرماتے۔ اور (یہ بھی) فرماتے:

”جب مشرکوں میں سے اپنے دشمنوں سے تمہاری ملاقات ہو، تو تم انہیں تین میں سے ایک بات [اختیار کرنے] کی دعوت دو، وہ ان میں جس کو بھی اختیار کریں، تم اس کو ان کی جانب سے قبول کرو اور ان سے رک جاؤ۔ انہیں [سب سے پہلے] اسلام [قبول کرنے] کی دعوت دو۔ پس اگر وہ تمہاری دعوت قبول کریں، تو تم ان سے قبول کرو اور ان سے [اپنے ہاتھ کو] روک لو۔“

اس حدیث شریف میں یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ فوجی دستوں اور لشکروں کو مشرکوں کی طرف بھیجے وقت ان کے سپہ سالاروں کو اس بات کا حکم دیتے، کہ وہ انہیں سب سے پہلے اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دیں۔ امام ابوداؤد نے اس

❶ صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر، باب تأمیر الإمام الأمراء علی البعث، ..... رقم الحدیث ۱۳۔ (۱۲۱۳)، ۳/۴۱۳۵۷، وسنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، جزء من رقم الحدیث ۲۶۰۹، ۷/۱۹۴۔ الفاظ حدیث سنن ابی داؤد کے ہیں۔

حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ فِي دُعَاءِ الْمُشْرِكِينَ] ①

[مشرکوں کو دعوت دینے کے متعلق باب]

حدیث سے معلوم ہونے والی دیگر تین باتیں:

۱: دعوتِ دین کے لیے جماعت اور نظامِ ضروری ہے، اس کے بغیر کسی شخص کا تنہا دعوت کا کما حقہ کام کرنا مشکل ہے۔

۲: اسلامی جہاد کا اولین مقصد دعوتِ اسلام ہے۔

۳: مشرکوں کے قبولِ اسلام کے بعد ان سے لڑنے کی اجازت نہیں، کیونکہ اسلامی جہاد کا مقصد مال و زر کا حصول اور ملکوں پر قبضہ کرنا نہیں، بلکہ اعلائے کلمۃ الحق ہے۔

(۲)

## یہودیوں کو دعوت دینا

نبی کریم ﷺ نے یہودیوں کو اسلام کی دعوت دینے کا خصوصی اہتمام فرمایا۔

اس بارے میں متعدد مثالوں میں سے چار درج ذیل ہیں:

۱: دعوتِ اسلام دینے کی خاطر یہودیوں کو بلانا:

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے

بیان کیا: ”جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے ②، تو عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کیا:

① سنن أبي داود ۱۹۴/۷.

② یعنی ہجرت کے موقع پر حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباری ۷/۲۵۲).

”میں گواہی دیتا ہوں، کہ یقیناً آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور یقیناً آپ [دین] حق لائے ہیں۔ بلاشبہ یہود جانتے ہیں، کہ میں بے شک ان کا سردار ہوں، ان کے سردار کا بیٹا ہوں، ان کا سب سے بڑا عالم ہوں اور ان کے سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہوں، آپ انہیں [اپنے پاس] بلائیے اور میرے مسلمان ہونے کے متعلق ان کی آگاہی سے پیشتر میرے بارے میں ان سے دریافت کیجیے، کیونکہ انہیں میرے اسلام کی خبر ہوگئی، تو وہ میرے بارے میں ناحق بات کہیں گے۔“

نبی کریم ﷺ نے [انہیں] بلا بھیجا، وہ آنحضرت ﷺ کے ہاں آئے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا:

”يَا مَعْشَرَ يَهُودَ! وَيَلِكُمْ اتَّقُوا اللَّهَ! فَوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ حَقًّا، وَأَنِّي جِئْتُكُمْ بِحَقٍّ، فَاسْلُمُوا.“

[اے گروہ یہود! تمہارا ستیاناس ہو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اس اللہ کی قسم، کہ جن کے سوا کوئی معبود نہیں! بلاشبہ تم یقیناً جانتے ہو، کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول برحق ہوں اور بے شک میں تمہارے پاس [دین] حق لے کر آیا ہوں، سو تم مسلمان ہو جاؤ۔]

انہوں نے کہا: ”ہم اس کو نہیں جانتے۔“

(یعنی) انہوں نے یہ بات نبی ﷺ کے بارے میں کہی۔

آنحضرت ﷺ نے یہی بات ان سے تین مرتبہ فرمائی۔

① ان کے آنے سے پیشتر حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہما چھپ گئے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح البخاری

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”فَأَيُّ رَجُلٍ فِيكُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ؟“  
 ”تم میں عبد اللہ بن سلام کیسے شخص ہیں؟“

انہوں نے کہا: ”ذَاكَ سَيِّدُنَا، وَابْنُ سَيِّدِنَا، وَأَعْلَمَنَا، وَابْنُ  
 أَعْلَمَنَا.“

”وہ ہمارے سردار ہیں، سردار کے بیٹے ہیں، ہمارے سب سے بڑے  
 عالم اور ہمارے سب سے بڑے عالم کے بیٹے ہیں۔“

آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ”أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ؟“  
 [اگر وہ مسلمان ہو جائیں، تو پھر تمہاری کیا رائے ہوگی؟]  
 انہوں نے کہا: ”حَاشَا لِلَّهِ! مَا كَانَ لِيُسْلِمَ.“

”اللہ تعالیٰ کی پناہ! وہ اسلام میں داخل نہیں ہونے والے۔“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اگر وہ مسلمان ہو جائیں، تو پھر تمہاری کیا رائے ہوگی؟“

انہوں نے کہا: ”اللہ تعالیٰ کی پناہ! وہ اسلام میں داخل نہیں ہونے والے۔“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اگر وہ مسلمان ہو جائیں، تو پھر تمہاری کیا  
 رائے ہوگی؟“

انہوں نے کہا: ”اللہ تعالیٰ کی پناہ! وہ اسلام میں داخل نہیں ہونے والے۔“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”يَا ابْنَ سَلَامٍ! أَخْرُجْ عَلَيْهِمْ.“

”اے ابن سلام! ان کے سامنے آؤ“

وہ باہر نکلے اور ان سے کہا:

”يَا مَعْشَرَ يَهُودَ! اتَّقُوا اللَّهَ! فَوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ!

إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ، وَأَنَّهُ جَاءَ بِحَقِّ.“

[اے گروہ یہود! اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اس اللہ تعالیٰ کی قسم، جن کے سوا کوئی

معبود نہیں! بلاشبہ تم یقیناً جانتے ہو، کہ وہ بے شک اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وہ [دین] حق کے ساتھ تشریف لائے ہیں۔]

انہوں نے کہا: ”كَذَّبْتَ .“

”تو جھوٹ کہہ رہا ہے۔“

[اس پر] رسول اللہ ﷺ نے ان کو [اپنے ہاں سے] نکال دیا۔<sup>❶</sup>

اس حدیث شریف میں ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے یہودیوں کو اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی۔ علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں اسی بات کی دعوت دی۔

ب: یہودیوں کے سردار کے گھر جا کر دعوتِ اسلام دینا:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”ہم مسجد میں تھے، تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

”إِنظلقوا إلی یہود.“

[یہودی کی طرف چلو۔]

ہم آنحضرت ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے، یہاں تک کہ یہودیوں کے سردار کے گھر پہنچے، تو نبی کریم ﷺ نے وہاں کھڑے ہو کر انہیں آواز دی:

”يَا مَعْشَرَ يَهُودَ! أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا.“

[اے گروہِ یہود! مسلمان ہو جاؤ نچ جاؤ گے۔]

انہوں نے جواب دیا: ”بَلَّغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ!“

❶ صحیح البخاری، کتاب مناقب الأنصار، باب ہجرة النبي ﷺ وأصحابه إلى المدينة،

جزء من رقم الحديث ۳۹۱۱، ۷/۲۵۰.

[اے ابوالقاسم رضی اللہ عنہ! آپ نے [پیغام] پہنچا دیا ہے۔]  
 آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ذَلِكَ أُرِيدُ“۔  
 [میں یہی چاہتا ہوں]۔

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے دوسری مرتبہ فرمایا، تو انہوں نے کہا: ”اے ابوالقاسم رضی اللہ عنہ آپ نے [پیغام] پہنچا دیا ہے“

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے تیسری دفعہ یہی بات دہرائی اور [ساتھ ہی یہ بھی] فرمایا:  
 ”إِعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ، وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِبِكُمْ. فَمَنْ  
 وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيِعْهُ، وَإِلَّا فَاعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ  
 وَرَسُولِهِ.“<sup>①</sup>

[جان لو کہ بے شک زمین اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول رضی اللہ عنہ کے لیے  
 ہے اور بلاشبہ میں تمہیں [یہاں سے] نکالنے کا ارادہ رکھتا ہوں، سو تم میں  
 سے جس کو اپنی مملوکہ چیزوں کے بدلے میں کچھ ملے، وہ اس کو فروخت  
 کرے، وگرنہ جان لو، کہ یقیناً زمین اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول رضی اللہ عنہ  
 کے لیے ہے]۔

اس حدیث میں یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو اسلام  
 میں داخل ہونے کی دعوت دی اور اس دعوت کو تین مرتبہ دہرایا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے  
 [أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا] کے الفاظ مبارکہ کے ساتھ دعوت دی۔ ان کی شرح میں علامہ  
 قرطبی نے لکھا ہے:

① متفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب الإکراه، باب فی بیع المکره ونحوه فی الحق وغیره،  
 رقم الحدیث ۶۹۴۴، ۳۱۷/۱۲، وصحیح مسلم، کتاب الجهاد والسمیر، باب إجلاء الیہود  
 من الحجاز، رقم الحدیث ۶۱- (۱۷۶۵)، ۱۳۸۷/۳، الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

”أَدْخُلُوا فِي الْإِسْلَامِ طَائِعِينَ تَسْلَمُوا مِنَ الْقَتْلِ وَالسَّبَاءِ مَا جُورِينَ.“<sup>①</sup>

[خوشی خوشی اسلام میں داخل ہو جاؤ، قتل اور قید سے بچنے کے ساتھ ساتھ اجر و ثواب پاؤ گے]۔

حدیث سے معلوم ہونے والی دیگر دو باتیں:

- ۱: دعوت دین صرف مسجد کی چار دیواری میں محدود نہیں۔ مسجد سے نکل کر لوگوں کے گھروں میں جا کر دعوت دینا بھی آنحضرت ﷺ کا ثابت شدہ طریقہ ہے۔
- ۲: دعوت کے لیے اجتماعی طور پر نکلنا، کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اپنے ہمراہ حضرات صحابہ کو بھی چلنے کا حکم دیا۔
- ج: خیبر کے یہودیوں کو لڑائی سے پہلے دعوت اسلام:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیتے ہوئے فرمایا:

”أَنْفُذْ عَلَيَّ رِسَالِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللَّهِ فِيهِ. فَوَاللَّهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللَّهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ.“<sup>②</sup>

”سیدھے جاؤ، یہاں تک کہ ان کے صحن میں [یعنی ان کے ہاں] پہنچ

① المفہم ۵۸۷/۳۔

② متفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة خیبر، جزء من رقم الحدیث ۴۶۶۶/۷؛ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، جزء من رقم الحدیث ۳۴- (۲۴۰۶)، ۱۸۷۲/۴۔

جاؤ، پھر انہیں اسلام کی دعوت دینا اور اسلام کے مطابق ان کے ذمہ اللہ تعالیٰ کے جو حقوق ہیں، ان سے انہیں آگاہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ تمہاری وساطت سے ایک شخص کو ہدایت دے دیں، تو وہ بلاشبہ تمہارے لیے سرخ رنگ کے اونٹوں سے بہتر ہے۔“

اس حدیث شریف میں یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بات کا حکم دیا، کہ وہ خیر کے یہودیوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیں۔

حدیث سے معلوم ہونے والی دیگر پانچ باتیں:

- ۱: دعوتِ دین کے لیے ساتھیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ تنہا ایک شخص کے لیے دعوت کے تقاضوں کو پورا کرنا بہت دشوار ہے۔
- ۲: اسلام میں لڑائی سے پہلے دعوتِ اسلام ہے۔
- ۳: دعوتِ دین کی شان و عظمت کس قدر بلند ہے، کہ کسی کے ہاتھ پر ایک شخص کا مسلمان ہونا سرخ اونٹوں سے، جو کہ اس وقت عربوں کا ایک بہترین مال تھا، بہتر ہے۔ امام بخاری نے کتاب الجہاد میں اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے۔

[بَابُ فَضْلِ مَنْ أَسْلَمَ عَلَى يَدَيْهِ شَخْصًا] ①

[اس آدمی کی فضیلت کے متعلق باب، جس کے ہاتھوں پر کوئی شخص مسلمان ہو]

- ۴: آنحضرت ﷺ کا دعوتِ دین کے ثواب کے بیان کی خاطر مثال پیش فرمانا، کہ اس سے سامع کے لیے بات خوب واضح ہو جاتی ہے۔

- ۵: آنحضرت ﷺ کا مثال کا انتخاب فرماتے وقت سامع کے حالات کو پیش نظر رکھنا۔

① صحیح البخاری ۱/۶۱۴۴۔

د: تیماء ① کے یہودی عالم کے نام دعوتِ اسلام کی خاطر گرامی نامہ:

امام ابن حبان نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً

نبی کریم ﷺ نے تیماء کے یہودی عالم کے نام گرامی نامہ ارسال فرمایا۔۔۔۔۔ الحدیث ②

امام ابن حبان نے اس حدیث پر سراج ذیل میں حوالہ دیا ہے:

[ذِكْرُ كَسْبَةِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى جَبْرِ تَيْمَاءِ ③]

[نبی کریم ﷺ کا تیماء کے یہودی عالم کو لکھنا کہہ کر]

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ نبی کریم ﷺ سے یہودیوں نے دعوتِ اسلام دینے کا

ہمت اہتمام فرمایا۔ اسی غرض کی خاطر آپ ﷺ نے انہیں اپنے گنہگار بنا دیا، اپنے صحابہ کے

سمراہ ان کے سردار کے گھر تشریف لے گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہودی خیمہ کی طرف دعوتِ

اسلام کے ساتھ آغاز کرنے کے حکم کے ساتھ روانہ فرمایا اور ان بات کی خاطر تیماء کے

یہودی عالم کی طرف اپنا گرامی نامہ ارسال فرمایا۔ فصلوات ربیہ۔ سلامہ علیہ.

(۳)

## نصارئ کی دعوتِ اسلام

آنحضرت ﷺ نے نصارئ کو بھی دعوتِ اسلام دینے کی طرف خصوصی توجہ

① (تیماء): شام کا ایک مضافاتی قصبہ، جو کہ شام اور دمشق سے آنے والے حجاج کے راستے میں، شام اور وادی

قری کے درمیان واقع ہے۔ وہاں یہودی رہائش پذیر تھے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب یہودیوں کو جزیرہ عرب

سے جلا وطن کیا، تو انہیں بھی جلا وطن کر دیا۔ (ملاحظہ ہو: معجم البلدان، ۶/۲۷۳۶، ۷۸)؛ شیخ شعیب

ارناؤڈ لکھتے ہیں۔ یہ قصبہ مدینہ منورہ کی شمالی جانب تبوک سے ۱۵۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ (ملاحظہ

ہو: ہامش الإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان ۱۴/۴۹۷).

② الإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، کتاب التاريخ، جزء من رقم الحدیث ۶۵۵۶، ۱۴/۴۹۷.

شیخ ارناؤڈ نے اس کی [سند کو بخاری کی شرط] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ہامش الإحسان ۱۴/۴۹۷).

③ المرجع السابق ۱۴/۴۹۷.

فرمائی۔ اس کے متعلق ذیل میں تین شواہد ملاحظہ فرمائیے:

### ۱: عدی بن حاتم کو دعوتِ اسلام:

امام احمد نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ

انہوں نے بیان کیا:

”جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، تو میں ان سے دور بھاگا، یہاں تک کہ میں رومی سلطنت سے متصل اسلامی علاقے کے آخری حصے میں پہنچ گیا۔“

انہوں نے بیان کیا: ”میں نے اس جگہ کو (بھی) ناپسند کیا، جہاں میں پہنچا تھا، یہاں تک کہ میری اس کے لیے ناپسندیدگی اس جگہ سے [بھی] زیادہ ہوگئی، جہاں سے میں آیا تھا۔“

انہوں نے بیان کیا: ”میں نے [اپنے آپ سے] کہا: ”میں اس شخص [یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم] کے پاس ضرور جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر وہ سچا ہوا، تو میں [اس کی بات] کو ضرور سنوں گا، اور اگر وہ معاذ اللہ جھوٹا ہوا، تو مجھے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔“

انہوں نے بیان کیا: ”میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، تو لوگوں نے مجھے سراٹھا کر دیکھا، اور کہنے لگے: ”عدی بن حاتم، عدی بن حاتم“

راوی نے کہا: ❶ میرا گمان ہے، کہ انہوں نے تین مرتبہ کہا۔ ❷

انہوں نے بیان کیا: ”انہوں..... یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم..... نے مجھ سے فرمایا:

❶ یہ کہنے والے عدی رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے شخص ابن حذیفہ ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

❷ یعنی عدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ لوگوں نے تین مرتبہ [عدی بن حاتم] کہا۔

”يَا عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ اَسْلِمْتَ تَسْلَمَ.“

[اے عدی بن حاتم! مسلمان ہو جاؤ، بچ جاؤ گے]

انہوں نے بیان کیا: میں نے جواب دیا:

”لِإِنِّي مِنْ أَهْلِ دِينٍ.“

”بلاشبہ میں تو اہل دین میں سے ہوں۔“ [یعنی میرا اپنا مستقل مذہب

ہے، جس کا میں پیروکار ہوں]

انہوں نے یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”يَا عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ اَسْلِمْتَ تَسْلَمَ.“

[اے عدی بن حاتم! مسلمان ہو جاؤ، بچ جاؤ گے]

انہوں نے بیان کیا: ”میں نے کہا: ”بلاشبہ میں تو اہل دین میں سے ہوں۔“

انہوں نے [یعنی آنحضرت ﷺ] نے وہی بات تین مرتبہ فرمائی:

[پھر] آپ ﷺ نے فرمایا: ”أَنَا أَعْلَمُ بِدِينِكَ مِنْكَ.“

[میں تمہارے دین کو تم سے زیادہ جانتا ہوں]۔

انہوں نے بیان کیا: میں نے کہا: ”أَنْتَ أَعْلَمُ بِدِينِي مِنِّي؟“

”آپ میرے دین کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں؟“

آپ ﷺ نے فرمایا: ”نَعَمْ.“

[ہاں]

آپ ﷺ نے فرمایا: ”أَلَيْسَ تَرَأْسُ قَوْمِكَ؟“

[کیا تم اپنی قوم کے سردار نہیں؟]

انہوں نے بیان کیا: میں نے کہا: ”بَلَى“

[کیوں نہیں]

آپ ﷺ نے فرمایا:

”فَإِنَّهُ لَا يَجِلُّ فِي دِينِكَ الْمَرْبَاعُ.“

[پس بلاشک تمہارے دین میں سرداری کی بنا پر لوگوں کے مال کا چوتھا حصہ لیتا حلال نہیں]۔

انہوں نے بیان کیا: ”آپ ﷺ نے فرمایا:

”إِنِّي قَدْ أَرَىٰ أَنَّ مِمَّا يَمْنَعُكَ خِصَاصَةً تَرَاهَا بِمَنْ حَوْلِي، وَأَنَّ النَّاسَ عَلَيْنَا أَلْبٌ وَاحِدٌ. هَلْ تَعْلَمُ مَكَانَ الْحِجْرَةِ؟“

”بلاشبہ میں دیکھ رہا ہوں، کہ [اسلام قبول کرنے سے] تمہیں روکنے والی باتوں میں سے میرے گرد و پیش کے لوگوں کا فقر و افلاس اور لوگوں کا ہماری دشمنی پر ایکا ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے، کہ حیرہ کہاں ہے؟ انہوں نے بیان کیا: ”میں نے کہا: ”قَدْ سَمِعْتُ بِهَا، وَلَمْ آتِهَا.“ [یقیناً میں نے اس کا [ذکر] سنا ہے، لیکن وہاں گیا نہیں]۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

”لَتَوْشِكَنَّ الظَّعِينَةُ أَنْ تَخْرُجَ مِنْهَا بِغَيْرِ جَوَارِحٍ حَتَّى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ، وَلَتَوْشِكَنَّ كُنُوزُ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزٍ أَنْ تُفْتَحَ.“

”قریب ہے، کہ ہودج سوار عورت تنہا وہاں سے روانہ ہو، یہاں تک کہ کعبہ کا طواف کرے، اور قریب ہے کہ کسری بن ہرمز کے خزانے فتح کئے جائیں۔“

انہوں نے بیان کیا: ”میں نے کہا: ”کسری بن ہرمز کے۔“

آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: ہاں، کسری بن ہرمز کے۔“

[آپ ﷺ نے مزید فرمایا: ”ایسا عنقریب ضرور ہوگا، کہ (آدمی) چاہے گا، کہ کوئی

اس سے اس کا مال بطور صدقہ قبول کرے، لیکن اس کو کوئی [صدقہ لینے والا] میسر نہ آئے۔“

انہوں نے بیان کیا: ”یقیناً میں دونوں باتیں دیکھ چکا ہوں: بلاشبہ میں نے ہودج سوار عورت کو حیرہ سے تنہا نکلنے ہوئے دیکھا، یہاں تک کہ اس نے کعبہ کا طواف کیا، اور میں ان گھوڑ سواروں میں شامل تھا، جنہوں نے مدائن پر حملہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی قسم! یقیناً تیسری بات بھی ضرور ہوگی۔ بلاشبہ وہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے، جو کہ آپ ﷺ نے مجھ سے بیان فرمائی۔“<sup>۱</sup>

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک دوسری روایت میں ہے، کہ ان کی پھوپھی نے انہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا، تو وہ آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئے، تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

”يَا عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ! مَا أَفْرَكَ أَنْ تَقُولَ: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ؟ فَهَلْ مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ مَا أَفْرَكَ أَنْ تَقُولَ: ”اللَّهُ أَكْبَرُ؟ فَهَلْ مِنْ شَيْءٍ أَكْبَرُ مِنَ اللَّهِ؟“

[”اے عدی بن حاتم! تمہیں [لا الہ الا اللہ] کہنے سے کون سی چیز بدکنے پر اکسارہی ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود ہے؟ تمہیں کون سی چیز [اللہ اکبر] کہنے سے روک رہی ہے؟ کیا کوئی چیز اللہ تعالیٰ سے بڑی ہے؟“]

انہوں نے بیان کیا:

”فَأَسْلَمْتُ، وَرَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَدْ اسْتَبَشَرَ.“

”میں نے اسلام قبول کر لیا اور میں نے دیکھا، کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ کھل اٹھا۔“

۱ ملاحظہ ہو: المسند، جزء من رقم الحدیث ۱۹۳۷۸، ۱۱۹/۳۲، ۱۲۲۔ شیخ شعیب ارنؤوط اور ان کے رفقاء نے لکھا ہے: ”اس کا کچھ تصحیح ہے اور یہ [سند حسن] ہے۔“ (مجلس المسند ۱۲۲/۳۲)۔

اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّ (الْمَغْضُوبَ عَلَيْهِمْ) الْيَهُودَ، وَالضَّالِّينَ النَّصَارَى.“

[یقیناً جن پر غضب ہوا] وہ یہود ہیں، اور [گم راہ] نصاریٰ ہیں۔<sup>①</sup>

پہلی روایت میں ہم دیکھتے ہیں، کہ نبی کریم ﷺ نے تین دفعہ عدی بنی النضر کو جو کہ نصرانی تھے، دعوتِ اسلام دی۔

دوسری روایت میں ہم دیکھتے ہیں، کہ آنحضرت ﷺ نے عدی بنی النضر کو انتہائی حکمت سے اس بات کا قائل کیا، کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بڑے ہیں۔ توفیقِ الہی سے اس کا ثمرہ عدی بن حاتم کا دائرہ اسلام میں داخل ہونا تھا۔ رضی اللہ عنہ وأرضاه وصلوات ربی وسلامہ علی نبینا الکریم۔

واقعہ سے معلوم ہونے والی دیگر چار باتیں:

۱: جس کو دعوت دی جا رہی ہو، اس کے دین کا علم، داعی کی گفتگو میں توفیقِ الہی سے قوت کا سبب بنتا ہے۔

۲: مخاطب کی اپنے ہی دین کی خلاف ورزی کی نشان دہی، اس کے زور کو توڑنے اور حق کو ثابت کرنے میں مددگار ہوتی ہے۔

① المسند، جزء من رقم الحدیث ۱۹۳۸۱، ۳۲/۱۲۴؛ وجامع الترمذی، أبواب تفسیر القرآن، ومن سورة الفاتحة، جزء من رقم الحدیث ۳۱۲۹، ۸/۲۳۱؛ والإحسان فی تفسیر صحیح ابن حبان، کتاب إخباره رضی اللہ عنہ عن مناقب الصحابة، ذکر عدی بن حاتم الطائمی رضی اللہ عنہ، جزء من رقم الحدیث ۷۲۰۶، ۱۶/۱۸۴؛ الفاظ حدیث صحیح ابن حبان کے ہیں۔ حافظ یثربی نے المسند کی روایت کے متعلق لکھا ہے: اس کو احمد نے روایت کیا ہے، اور عباد بن حمیش کے علاوہ اس کے راویان صحیح کے روایت کرنے والے ہیں، اور وہ [بھی] ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد ۵/۳۳۵)؛ نیز ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۶/۲۰۸؛ اور امام ترمذی اور شیخ البانی نے اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذی ۸/۲۳۲؛ و صحیح سنن الترمذی ۳/۲۰)۔

۳: مخاطب کی نفسیات سمجھنا اور اس کے مطابق گفتگو کرنا ایک کامیاب داعی کے لیے بہت ضروری ہے۔ آنحضرت ﷺ نے قبولِ اسلام کی راہ میں عدی بن حاتم کی نفسیاتی رکاوٹ مسلمانوں کی خستہ حالی کو سمجھا، اور اس کا ازالہ یہ بیان فرما کر کیا، کہ مستقبلِ اسلام کا ہے۔

۴: لوگوں کے قبولِ اسلام کے لیے آنحضرت ﷺ کے سینہ اطہر میں شدید تڑپ تھی اور ان کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے آپ ﷺ کو بے پناہ خوشی ہوتی تھی۔ عدی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے آنحضرت ﷺ کا چہرہ کھل اٹھا۔

### ب: ہرقل کو دعوتِ اسلام:

نبی کریم ﷺ نے رومیوں کے قائد ہرقل کو دعوتِ اسلام کی غرض سے گرامی نامہ ارسال فرمایا۔ امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ہرقل کو مکتوب گرامی ارسال فرمایا۔ ❶

آنحضرت ﷺ کے گرامی نامہ کا متن صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے انہیں خود خبر دی۔

انہوں [ابوسفیان رضی اللہ عنہ] نے بیان کیا: ”پھر اس [ہرقل] نے رسول اللہ ﷺ کا مکتوب منگوا کر پڑھا۔ اس میں تھا:

”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . مِنْ مُحَمَّدٍ ﷺ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰی  
هَرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ . سَلَامٌ عَلٰی مَنْ اَتَّبَعَ الْهُدٰی . اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ  
اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْتَ تَسَلَّمَ ، وَاَسْلِمْتَ يُؤْتِكَ

❶ ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب هل یرشد المسلم اهل الكتاب أو یعلمهم

الكتاب، جزء من رقم الحدیث ۲۹۳۶، ۶/۱۰۷.

اللَّهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ، وَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيْسِينَ  
وَقُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ  
أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا  
أَرْبَابًا مِمَّنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا  
مُسْلِمُونَ ﴿١﴾ ﴿٢﴾

[شروع کرتا ہوں) اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جو نہایت رحم کرنے والے بہت مہربان ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے رومیوں کے قائد ہرقل کے نام۔ ہدایت کی پیروی کرنے والے پر سلام۔ اما بعد بلاشبہ میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اسلام قبول کر لو، بچ جاؤ گے۔ مسلمان ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں دہرا اجر دے گا۔ اور اگر تم نے اعراض کیا، تو تمہارے ذمہ کسانوں کا گناہ (بھی) ہوگا۔ اور (اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے، کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور ان کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ تعالیٰ کے سوا رب نہ بنائے۔ پس وہ اگر پھر جائیں، تو کہہ دیجیے گواہ رہو بے شک ہم فرماں بردار ہیں۔“

اس حدیث شریف میں ہم دیکھتے ہیں، کہ نبی کریم ﷺ نے اسلام قبول کرنے

① سورة آل عمران / الآية ۶۴ .

② متفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب بدء الوحي، جزء من رقم الحدیث ۷، ۳۲/۱

وصحیح مسلم، کتاب الجهاد والسير، جزء من رقم الحدیث ۷۴- (۱۷۷۳)، ۱۳۹۳/۳- ۱۳۹۶. الفاظ حدیث صحیح مسلم کے ہیں۔

کے ثمرات بیان فرما کر ہر قل کو دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی ترغیب دی۔ حدیث کی شرح میں علامہ قرطبی نے تحریر کیا ہے:

”يَعْنِي تَدْخُلُ فِي دِينِ الْإِسْلَامِ تَسَلَّمُ فِي الدُّنْيَا مِنَ الْخِزْيِ، وَفِي الْآخِرَةِ مِنَ الْعَذَابِ.“<sup>①</sup>

[یعنی دین اسلام میں داخل ہو جاؤ، دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذاب سے محفوظ ہو جاؤ گے]۔

علاوہ ازیں آنحضرت ﷺ نے اس کو اسلام سے منہ موڑنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا: [پس اگر تم نے (دعوت اسلام سے) منہ موڑا، تو تمہارے ذمہ کسانوں کا گناہ (بھی) ہے]

اور اس سے مراد یہ ہے، کہ اگر تم نے دعوت اسلام کے قبول کرنے سے اعراض کیا، تو تم پر تمہاری پیروکار رعیت کا بھی گناہ ہوگا، جو کہ تمہارے اطاعت قبول کرنے پر (ہی) اطاعت کرتے ہیں۔<sup>②</sup>

صحیح بخاری میں ایک مقام پر امام بخاری نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ دَعْوَةِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، وَعَلَى مَا يَقَاتُلُونَ عَلَيْهِ، وَمَا كَتَبَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى كِسْرَى وَقَيْصَرَ، وَالِدَعْوَةَ قَبْلَ الْقِتَالِ]<sup>③</sup>

[یہود و نصاریٰ کو دعوت دینے اور ان سے لڑائی کی جانے والی بات کے متعلق باب، نیز نبی کریم ﷺ کا ایران اور روم کے بادشاہوں کو خطوط

① المفہم ۶۰۸/۳۔

② ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۶۰۹/۳۔

③ صحیح البخاری، کتاب الجہاد، ۱۰۸/۶۔

لکھنا اور لڑائی سے پہلے دعوتِ (اسلام) دینا]

ایک دوسرے مقام پر حضرت امام ربیعؓ نے درج ذیل عنوان لکھا ہے:

[بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْإِسْلَامِ وَالنُّبُوَّةِ، وَأَنْ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ] ❶

[نبی کریم ﷺ کے (غیر مسلموں کو) اسلام، نبوت اور اس بات کی دعوت دینے کے متعلق باب، کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں]۔

واقعہ سے معلوم ہونے والی دیگر چار باتیں:

۱: دعوتِ دین دیتے ہوئے مخاطب کے احترام کو شرعی حدود میں رہتے ہوئے ملحوظ رکھنا۔ آنحضرت ﷺ نے ہرقل کو [عظیم الروم] [رومیوں کا قائد] کے لقب سے مخاطب کیا۔

۲: دعوت دیتے ہوئے اختصار کا اہتمام کرنا۔

۳: دعوتِ دین میں قرآنی آیات سے استفادہ کرنا۔

۴: دعوتِ دین کے لیے [ذریعہ تحریر] سے استفادہ کرنا۔

امام نووی نے مسلم شریف کی حدیث پر درج ذیل عنوان لکھا ہے:

[بَابُ كِتَابِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى هِرَقْلَ يَدْعُوهُ إِلَى الْإِسْلَامِ] ❷

[نبی کریم ﷺ کے ہرقل کو دعوتِ اسلام دینے کی خاطر مکتوب ارسال کرنے کے متعلق باب]

❶ صحیح البخاری، کتاب الجہاد، ۴۰۹/۶۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسير، ۱۳۹۳/۳۔

## ج: اکیدر ① دومہ ② کو دعوتِ اسلام:

امام ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے:

”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَتَبَ إِلَيَّ كِسْرَى وَقَيْصَرَ وَأَكِيدَرَ  
دُومَةَ يَدْعُوهُمْ إِلَيَّ اللَّهُ تَعَالَى.“

”بے شک رسول اللہ ﷺ نے دعوتِ الی اللہ تعالیٰ کی غرض سے کسری،

قیصر اور اکیدر دومہ کو خطوط ارسال فرمائے۔“ ③

اس حدیث شریف سے یہ بات واضح ہوتی ہے، کہ اکیدر دومہ ان لوگوں میں سے تھا، جن کے نام آنحضرت ﷺ نے دعوتِ دین کی خاطر گرامی نامے ارسال فرمائے اور اکیدر..... جیسا کہ امام نووی نے تحریر کیا ہے..... نصرانی تھا۔

علاوہ ازیں..... امام مسلم کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کردہ حدیث کے مطابق..... اکیدر نے آنحضرت کو ریشمی کپڑا بطور تحفہ ارسال کیا تھا۔ ④

① (أكيدر): همزة کی پیش اور کاف کی زیر کے ساتھ اور وہ نصرانی تھا۔ (ملاحظہ ہو: شرح النووي ۵۰/۱۴)۔

② (دومة): دال کی پیش اور زیر کے ساتھ، دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ مدینہ طیبہ سے تیرہ مراحل، دمشق سے قریب اسی مراحل اور کوفہ سے بھی کم و بیش اتنے ہی فاصلہ پر واقع ایک جگہ۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۵۰/۱۴)؛ نیز ملاحظہ ہو: معجم ما استعجم من أسماء البلاد والمواضع، ”دومة“، ۵۶۳/۲-۵۶۵۔

③ الإحسان فی تفریب صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب کتب النبی ﷺ، رقم الحدیث ۶۵۵۳، ۴۹۱/۱۴۔ شیخ شعیب ارنؤوط نے اس کی [سند صحیح مسلم کی شرط] پر قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش الإحسان ۴۹۱/۱۴)۔

④ ملاحظہ ہو: صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم إناء الذهب والفضة علی الرجال والنساء، وخاتم الذهب والحریر علی الرجل، رقم الحدیث ۱۸- (۲۰۷۱)، ۱۶۴۵/۳۔

(۴)

## یہود و نصاریٰ کو دعوتِ اسلام

نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا اور انہیں اس بات کا حکم دیا، کہ وہ وہاں موجود یہود و نصاریٰ کو توحید و رسالت کے اقرار اور پھر اسلامی شریعت کے احکام کی پابندی کرنے کی دعوت دیں۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجتے وقت فرمایا:

”إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ كِتَابٍ، فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا - ﷺ - رَسُولُ اللَّهِ. فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ.

فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً، تُؤْخَذُ مِنْ أَعْيَانِهِمْ، وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ..... الحديث ①

”بے شک تم ایک ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو، جو اہل کتاب ہیں، اس لیے جب تم ان کے ہاں پہنچو، تو انہیں دعوت دو، کہ وہ گواہی دیں، کہ

① متفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب الزکاة، باب أخذ الصدقة من الأغنياء وترد في الفقراء حيث كانوا، جزء من رقم الحديث ۱۴۹۶، ۳/۳۵۷؛ وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، جزء من رقم الحديث ۲۹ - (۱۹)، ۱/۵۰. الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ پس اگر وہ تمہاری اس بات کو مان لیں، تو انہیں بتلانا، کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دن رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔

پس اگر وہ تمہاری اس بات کو (بھی) مان لیں، تو انہیں خبر دینا، کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ (کی ادائیگی) فرض کی ہے، وہ ان کے مال داروں سے لی جائے گی اور ان کے غریبوں پر خرچ کی جائے گی۔ الحدیث

حدیث شریف میں مذکور [أَهْلِي كِتَاب] سے مراد..... جیسا کہ علامہ قرطبی نے بیان کیا ہے..... ❶ یہود و نصاریٰ ہیں اور ان کی یمن میں تعداد مشرکین عرب سے زیادہ تھی۔ حدیث سے معلوم ہونے والی دیگر تین باتیں:

۱: دعوتِ دین کے لیے مبلغ ارسال کرنا۔

۲: داعی کے لیے اپنے مخاطبین کے متعلق ضروری معلومات کا جاننا۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو ان کے مخاطبین کے متعلق معلومات مہیا فرمائیں۔ علامہ قرطبی شرح حدیث میں لکھتے ہیں، کہ آنحضرت ﷺ نے [اہل کتاب] کا خصوصی طور پر معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے اس لیے ذکر فرمایا، کیونکہ وہ مشرکین عرب کے برعکس اہل علم تھے اور تاکہ وہ ان کے ساتھ مجادلہ و مناظرہ کے لیے ذہنی طور پر تیار ہو جائیں اور ان کی تسلی و اطمینان کے لیے دلائل و شواہد کو قبل از وقت ترتیب دے لیں۔ ❷

۳: دعوتِ دین کی اساس توحید و رسالت کی دعوت دینا ہے اور اسی سے دعوت کا آغاز ہوگا اور اس کے بعد نماز و زکوٰۃ کی دعوت دینا ہے۔ امام نووی نے اس

❶ ملاحظہ ہو: المفہم ۱/۱۸۱۔

❷ ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱/۱۸۱۔

حدیث پر درج بالا عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ الدُّعَاءِ إِلَى الشَّهَادَتَيْنِ وَشَرَائِعِ الْإِسْلَامِ]•

[توحید و رسالت کی گواہی اور اسلامی شریعت کی پابندی کی دعوت دینے کے متعلق باب]

(۵)

## منافقوں کو دعوت دین

نبی کریم ﷺ منافقوں کو بھی دعوت دین دیا کرتے تھے۔ اس بارے میں ذیل میں دو مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

ابو عبد اللہ بن ابی کے ہاں تشریف لے جانا:

امام بخاری اور امام مسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ انہوں نے بیان کیا:

”نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا: اگر آپ عبد اللہ بن ابی کے پاس تشریف لے جاتے (تو بہتر ہوتا)۔“

نبی ﷺ ایک گدھے پر سوار ہو کر اس کی طرف روانہ ہوئے۔ مسلمان (بھی) پیدل آپ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ (جہاں سے وہ گزر رہے تھے) وہ شور زمین تھی۔ جب نبی کریم ﷺ اس کے پاس پہنچے، تو وہ کہنے لگا: ”مجھ سے دور رہیے، بے شک آپ کے گدھے کی بونے مجھے اذیت پہنچائی ہے۔“

اس پر ان میں سے ایک انصاری شخص نے کہا: ”اللہ تعالیٰ کی قسم! یقیناً رسول اللہ ﷺ کا گدھا تجھ سے زیادہ خوشبودار ہے۔“

① صحیح مسلم، کتاب الایمان ۵۰/۱۰۔

عبداللہ (ابن ابی) کی طرف سے اس کی قوم کا ایک شخص (یہ بات سن کر) غصہ میں آ گیا اور ان دونوں نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا۔ پھر دونوں طرف سے دونوں کے حمایتی مشغول ہو گئے اور چھڑی، ہاتھ پائی اور جوتے تک نوبت پہنچ گئی۔

ہمیں معلوم ہوا ہے، کہ یقیناً (اس موقع پر) یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا﴾ ①

[اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں، تو ان میں صلح کرادو]

امام نووی نے صحیح مسلم کی روایت پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ وَصَبْرِهِ عَلَى أذى الْمُتَنَافِقِينَ] ②

[نبی کریم ﷺ کے دعوت (دین) دینے اور منافقوں کی اذیت پر صبر

کرنے کے متعلق باب]

حدیث سے معلوم ہونے والی دیگر تین باتیں:

۱: دعوتِ دین کے لیے مخاطب کے ہاں داعی کا خود جانا۔

۲: دعوتِ دین کی غرض سے اجتماعی طور پر جانا۔

۳: مخاطب کی طرف سے بدسلوکی کا معاملہ پیش آنے کے لیے داعی کا ذہنی طور پر قبل

از وقت تیار رہنا۔

① سورة الحجرات / جزء من الآية ۹.

② متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب ما جاء في الإصلاح بين الناس، رقم

الحديث ۲۶۹۱، ۵/۴۲۹۷، وصحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، رقم الحديث ۱۷-

(۱۷۹۹)، ۳/۱۴۲۴. الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

③ صحيح مسلم ۳/۱۴۲۴.

## ب: منافقوں کو اہل اسلام کو اذیت دینے سے منع کرنا:

امام ترمذی اور امام ابن حبان نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور بلند آواز سے بلا تے ہوئے فرمایا:

”يَا مَعْشَرَ مَنْ أَسْلَمَ بِلِسَانِهِ وَلَمْ يُفِضِ الْإِيمَانَ إِلَى قَلْبِهِ! لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِينَ، وَلَا تُعَيِّرُوهُمْ، وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ، فَإِنَّهُ مَنْ يَتَّبِعْ عَوْرَةَ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ تَتَّبِعْ اللَّهُ عَوْرَتَهُ. وَمَنْ يَتَّبِعِ اللَّهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ، وَلَوْ فِي جَوْفِ رَحْلِهِ.“<sup>①</sup>

[”اے وہ لوگو جو اپنی زبان کے ساتھ مسلمان ہوئے اور ایمان ان کے دل تک نہیں پہنچا! مسلمانوں کو اذیت نہ دو اور نہ ان پر طعن زنی کرو اور نہ (ہی) ان کے عیوب ڈھونڈنے کے درپے رہو، کیونکہ بے شک جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی کوتاہی کی ٹوہ میں رہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی خامی تلاش کرتے ہیں اور جس کی خامی اللہ تعالیٰ تلاش کریں، تو وہ اس کو رسوا کر دیتے ہیں، اگرچہ وہ اپنے گھر کے درمیان میں (لوگوں سے چھپا ہوا بھی) ہو۔“]

اس حدیث شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کو خطاب کر کے انہیں

① جامع الترمذی، أبواب البر والصلة، رقم الحدیث ۲۱۰۱، ۶/۱۵۲، والإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، کتاب الحظر والإباحة، باب الغيبة، ذکر الزجر عن طلب عشرات المسلمين وتعيرهم، رقم الحدیث ۵۷۶۳، ۱۳/۷۵-۷۶. امام ترمذی نے اس کو [حسن غریب] اور شیخ البانی نے [حسن صحیح] قرار دیا ہے۔ شیخ شعیب ارنؤوط نے ابن حبان کی [سند کو قوی] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذی ۶/۱۵۳، وصحیح الترغیب والترہیب ۲/۵۸۸، وھامش الإحسان ۱۳/۷۶).

اہل اسلام کو اذیت دینے، ان پر طعن زنی کرنے اور ان کی خامیوں کی ٹوہ میں رہنے سے منع فرمایا۔

علامہ طیبی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: ”آنحضرت ﷺ کے الفاظ مبارکہ [لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِينَ] ❶ اس بات پر صراحت کے ساتھ دلالت کرتے ہیں، کہ اسلام (دل کی) تصدیق اور اعمال صالحہ دونوں کے مجموعہ کا نام ہے، تو گویا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”اے وہ لوگو جن کے پاس (دلی) تصدیق کے بغیر (صرف زبان سے)

اسلام (کا دعویٰ) ہے! ان لوگوں کو اذیت نہ دو، جنہوں نے ان دونوں

چیزوں کو اپنے پاس جمع کیا ہے۔“

### ایک سوال اور اس کا جواب:

اس مقام پر شاید کوئی یہ سوال کرے، کہ منافق کو یہ کس طرح کہا گیا ہے، کہ [وہ اپنے مسلمان بھائی کے عیب ڈھونڈنے کے درپے نہ رہے] حالانکہ منافق تو مسلمان کا بھائی ہوتا ہی نہیں؟ علامہ طیبی نے اس سوال کو خود ہی ذکر کر کے اس کا جواب دیا ہے۔ چنانچہ وہ تحریر کرتے ہیں:

”اگر تم کہو: آنحضرت ﷺ کے فرمان [اپنے مسلمان بھائی کا عیب.....]

میں [اپنے بھائی] کے الفاظ کہنے میں کیا حکمت ہے، کیونکہ گفتگو تو

منافقوں کے ساتھ ہو رہی ہے اور وہ مسلمانوں کے بھائی نہیں ہیں؟“

میں کہتا ہوں: یہ الفاظ [جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کے عیوب کی ٹوہ میں رہتا ہے]

سابقہ گفتگو کا تتمہ اور ان میں زور پیدا کرنے کے لیے ہے۔ گویا کہ یوں کہا گیا ہے:

❶ شرح الطیبی ۱۰/۲۶۱۶۔

اگر کوئی مسلمان بھی اپنے مسلمان بھائی کے عیوب ڈھونڈنے کے درپے رہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کو تلاش کر کے، اس کو رسوا کر دیں گے، اگرچہ وہ اپنے گھر کے درمیان میں (لوگوں سے چھپا ہوا بھی) ہو اور جب اللہ تعالیٰ یہ سزا مسلمان کو دیتے ہیں، تو پھر اس شخص کو اس جرم کی کس قدر سنگین سزا ملے گی، جو پہلے ہی سے منافق ہو۔“

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے منافقوں کو بھی دعوتِ دین دی۔

(۶)

### اہل اسلام، مشرکوں، یہودیوں اور منافقوں کو دعوت

مشرکوں، یہودیوں اور منافقوں کو جدا جدا دعوتِ دین دینے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ثابت ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے ان سب اقسام کے لوگوں کو مسلمانوں سمیت ایک ہی مقام پر دعوتِ دین دی۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عروہ سے روایت نقل کی ہے، کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی، کہ:

”بے شک نبی کریم ﷺ ایک گدھے پر سوار ہوئے، اس پر ایک پالان تھی اور اس کے نیچے فدک (شہر) کی بنی ہوئی چادر تھی۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے پیچھے اسامہ رضی اللہ عنہ کو بٹھایا۔ آپ ﷺ بنو حارث بن خزرج کے محلہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کی غرض سے تشریف لے جا رہے تھے۔ یہ واقعہ غزوہ بدر سے پہلے کا ہے۔ آپ ﷺ کا گزر ایک مجلس کے پاس سے ہوا، جس میں مسلمان، بتوں کے پجاری مشرک اور یہود سب ملے جلے لوگ تھے۔ انہی لوگوں میں عبد اللہ بن ابی اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

جب سواری کی وجہ سے اٹھنے والی گرد مجلس میں پہنچی، تو عبد اللہ بن ابی نے

اپنی چادر سے اپنی ناک ڈھانپ لی، پھر کہنے لگا: ”گرد نہ اڑاؤ۔“  
 ”فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ، ثُمَّ وَقَفَ، فَنَزَلَ، فَدَعَاهُمْ  
 إِلَى اللَّهِ، وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ.“

نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کو سلام کہا، پھر رک کر (سواری) سے نیچے  
 اترے، پھر ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی اور انہیں قرآن سنایا۔

عبداللہ بن ابی نے کہا: ”اے شخص! اس سے اچھا کچھ نہیں۔ اگر تمہاری بات حق  
 ہے، تو تم ہماری مجلسوں میں (آ کر) ہمیں تنگ نہ کرو۔ اپنے گھر والوں کی طرف پلٹ  
 جاؤ۔ پس جو ہم میں سے (وہاں) تمہارے پاس آئے اس کو یہ قصہ سنانا۔“

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ”آپ ہماری مجلسوں میں تشریف لائے، کیونکہ  
 یقیناً ہم اس کو پسند کرتے ہیں۔“

پھر مسلمان، مشرک اور یہود آپس میں ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے، یہاں  
 تک کہ انہوں نے ایک دوسرے پر حملہ آور ہونے کا قصد کیا۔ نبی کریم ﷺ انہیں  
 خاموش کرواتے رہے، یہاں تک کہ وہ چپ ہو گئے، پھر آنحضرت ﷺ اپنے جانور  
 پر سوار ہو کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے۔<sup>①</sup>

اس حدیث شریف میں یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے اہل مجلس کو  
 دعوت الی اللہ دی اور انہیں قرآن کریم سنایا اور اس مجلس میں اہل اسلام، بت پرست  
 مشرک، یہودی اور منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی موجود تھا۔

① متفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب (وَلْتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ  
 مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا)، جزء من رقم الحدیث ۴۵۶۶،  
 ۲۳۰/۸-۲۳۱؛ و صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب فی دعاء النبی ﷺ  
 وصبرہ علی أذى المنافقين، جزء من رقم الحدیث ۱۱۶- (۱۷۹۸)، ۱۴۲۲/۳-  
 ۱۴۲۳. الفاظ حدیث صحیح مسلم کے ہیں۔

حدیث سے معلوم ہونے والی دیگر دو باتیں:

۱: دعوتِ دین کا دینا کسی جگہ میں محصور نہ ہونا، جہاں بھی موقع میسر ہو، دعوتِ دین دی جائے گی۔

۲: مخاطب لوگوں کی طرف سے بدسلوکی کا سامنا کرنے کے لیے داعی کو ذہنی طور پر قبل از وقت تیار رہنا چاہیے۔

(۷)

## مجوسیوں کو دعوتِ دین

نبی کریم ﷺ نے مجوسیوں کو بھی دعوتِ اسلام دی۔ امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ:

”یقیناً رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن حذافہ السہمی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ ایک مکتوب کسری<sup>۱</sup> کے نام بھیجا اور انہیں حکم دیا، کہ وہ اسے بحرین کے گورنر کو دے دیں۔

بحرین کے گورنر نے وہ مکتوب کسری کو دیا۔

جب کسری نے اس کو پڑھا، تو اس کے گلڑے گلڑے کر دیے۔

میرا خیال ہے<sup>۲</sup>، کہ ابن المسیب نے بیان کیا: ”رسول اللہ ﷺ نے

ان<sup>۳</sup> کے لیے بدعا کی، کہ ان کے گلڑے گلڑے ہو جائیں۔<sup>۴</sup>

① (کسری): کاف کی زیر اور زبردوں طرح پڑھا جاتا ہے اور یہ ایران کے بادشاہ کا لقب تھا۔ اس کا عربی میں معنی [مظفر] [کامیاب] ہے۔ آنحضرت ﷺ نے جس کسری کو گرامی نامہ ارسال فرمایا تھا، وہ کسری پرویز بن ہرمز بن اوشروان تھا۔ (ملاحظہ ہو: عمدة القاري ۱۸/۱۵۷)۔

② اس بات کے کہنے والے ابن شہاب الزہری ہیں۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباري ۸/۱۲۷)۔

③ ان سے مراد کسری اور اس کے لشکر ہیں۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۸/۱۲۷)۔

④ صحيح البخاري، كتاب المغازي، رقم الحديث ۴۴۲۴، ۸/۱۲۶۔

حدیث سے معلوم ہونے والی تین باتیں:

۱: دعوتِ دین بذریعہ تحریر۔ امام بخاری نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ كِتَابِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى كِسْرَى وَقَيْصَرَ] ①  
[نبی کریم ﷺ کی کسری و قیصر کے نام چٹھی کے متعلق باب]

۲: مخاطب کا دعوتِ دین کے جواب میں براطرز عمل۔

۳: بعض اوقات داعی کا لوگوں کے برے سلوک پر بددعا کرنا۔

(۸)

## ہر جاہر کو دعوتِ اسلام

نبی کریم ﷺ نے صرف مذکورہ بالا لوگوں ہی کے نام دعوتِ دین کے لیے مکاتیب ارسال نہ فرمائے، بلکہ ہر جاہر کو اسلام کی دعوت دینے کی غرض سے لکھا۔

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے:

”أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَتَبَ إِلَى كِسْرَى، وَإِلَى قَيْصَرَ، وَإِلَى النَّجَاشِيِّ، وَإِلَى كُلِّ جَبَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَلَيْسَ بِالنَّجَاشِيِّ الَّذِي صَلَّى عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ.“ ②

[بے شک نبی کریم ﷺ نے اسلام کی دعوت دینے کی خاطر کسری، قیصر،

نجاشی اور ہر جاہر کی طرف لکھا اور یہ وہ نجاشی نہ تھا، جس پر نبی کریم ﷺ

نے نماز جنازہ پڑھی تھی]۔

① صحیح البخاری ۱۲۶/۸۔

② صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسير، رقم الحدیث (۱۲۲۳)، ۱۳۹۷/۳۔

امام نووی نے اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ كُتُبِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى مُلُوكِ الْكُفَّارِ يَدْعُوهُمْ إِلَى

اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ] ❶

[نبی کریم ﷺ کے دعوتِ اسلام کے لیے کافر بادشاہوں کے نام خطوط

کے متعلق باب]

بعض کتابوں میں ان حکمرانوں اور ان کی طرف مکاتیب لے جانے والے

حضرات صحابہ کے نام ذکر کئے گئے ہیں۔ ❷ مثال کے طور پر امام ابن سعد نے اپنی

کتاب [الطبقات الکبری] میں درج ذیل عنوان لکھا ہے۔

[ذِكْرُ بَعْثَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الرَّسُلِ بِكُتُبِهِ إِلَى الْمُلُوكِ

يَدْعُوهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَمَا كَتَبَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

لِنَاسٍ مِنَ الْعَرَبِ وَغَيْرِهِمْ] ❸

[رسول اللہ ﷺ کا بادشاہوں کے نام دعوتِ اسلام کے لیے خطوط

ارسال کرنے کا ذکر اور [اس کا ذکر] جو کہ رسول اللہ ﷺ نے عرب

اور دیگر لوگوں کو لکھا]

امام ابن سعد نے اس عنوان کے تحت آنحضرت ﷺ کے مکاتیب گرامی کا

❶ صحیح مسلم ۳/۱۳۹۷.

❷ ملاحظہ ہو: فتح الباری ۸/۱۲۸؛ وسیرة ابن ہشام ۴/۱۸۸؛ وکتاب الأموال لأبی عبید القاسم

بن سلام ص ۲۵-۲۸؛ وتاریخ الطبری ۲/۶۴۴-۶۴۵؛ وتاریخ الإسلام (المغازی)

للذهبی ۵۰۱-۵۱۲؛ والفصول فی سیرة الرسول ﷺ ص ۲۶۱-۲۶۲؛ والسیرة

النبویة لابن خلدون ص ۱۵۳-۱۵۸؛ والسیرة النبویة الصحیحة للدکتور العمری ص

۴۵۴-۴۶۰؛ والسیرة النبویة فی ضوء المصادر الأصلیة ص ۵۱۳-۵۲۴.

❸ الطبقات الکبری ۱/۲۵۸.

ذکر کیا ہے اور ان میں سے بیس سے زیادہ ایسے ہیں، جو بادشاہوں اور دوسرے لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے ارسال کئے گئے تھے۔<sup>①</sup>

(۹)

## اقرباء کو دعوتِ دین

نبی کریم ﷺ نے دعوتِ دین دیتے ہوئے اپنے قرابت داروں کو نظر انداز نہ کیا، بلکہ ان کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔ اس بارے میں سات مثالیں ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

### ۱: قریش کو دعوتِ دین:

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ ② دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوا، فَعَمَّ وَحَصَّ.“  
[جب یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ: اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے)، تو رسول اللہ ﷺ نے قریش کو بلایا اور وہ جمع ہو گئے، پھر آنحضرت ﷺ نے (دعوت) عامہ ③ اور (دعوت) خاصہ ④ دی۔

① ملاحظہ ہو: الطبقات الكبرى ۱/۲۵۸-۲۹۱ نیز ملاحظہ ہو: مجموعة الوثائق السياسية للدكتور محمد حميد الله؛ وسفراء النبي ﷺ للواء الركن محمود شيت خطاب.

② سورة الشعراء / الآية ۲۱۴.

③ سب جمع ہونے والے لوگوں کو خطاب فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

④ مخصوص لوگوں کو نام لے کر خطاب فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

يَا بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ! انْقِدُوا انْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ.

يَا بَنِي مِرَّةَ بْنِ كَعْبٍ! انْقِدُوا انْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ.

يَا بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ! انْقِدُوا انْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ.

يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! انْقِدُوا انْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ.

يَا بَنِي هَاشِمٍ! انْقِدُوا انْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ.

يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! انْقِدُوا انْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ.

يَا فَاطِمَةَ! انْقِدِي نَفْسَكَ مِنَ النَّارِ،

فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا، غَيْرَ أَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَبْلُهَا

بِبِلَالِهَا. ❶

[’اے بنی کعب بن لوی! اپنی جانوں کو (دوزخ کی) آگ سے بچاؤ۔

اے بنی مرہ بن کعب! اپنی جانوں کو (دوزخ کی) آگ سے بچاؤ۔

اے بنی عبد شمس! اپنی جانوں کو (دوزخ کی) آگ سے بچاؤ۔

اے بنی عبد مناف! اپنی جانوں کو (دوزخ کی) آگ سے بچاؤ۔

اے بنی ہاشم! اپنی جانوں کو (دوزخ کی) آگ سے بچاؤ۔

اے بنی عبد المطلب! اپنی جانوں کو (دوزخ کی) آگ سے بچاؤ۔

اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! اپنی جان کو (دوزخ کی) آگ سے بچاؤ۔

کیونکہ بے شک میں اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تمہارے لیے کچھ بھی کرنے

کی قدرت نہیں رکھتا، ہاں تمہارے ساتھ قرابت ہے اور میں صلہ رحمی کرتا

رہوں گا۔“]

❶ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، جزء من رقم الحدیث ۳۴۸۔ (۲۰۴)، ۱/۱۹۲۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے:

”يَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا.

يَا صَفِيَّةَ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ! لَا أُغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا.

يَا فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ ﷺ! سَلِّنِي مَا شِئْتَ مِنْ مَالِي، لَا أُغْنِي

عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا.“<sup>①</sup>

”اے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ! میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں آپ کے کچھ بھی کام نہ آسکوں گا۔

اے صفیہ! رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی! میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں آپ کے کچھ بھی کام نہ آسکوں گا۔

اے فاطمہ بنت محمد ﷺ! میرے مال میں سے جو چاہو، مجھ سے مانگ لو (لیکن) اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہارے کسی بھی کام نہ آسکوں گا۔“

امام بخاری نے اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ (وَإِنْدِرُ عَشِيرَتِكَ الْأَقْرَبِينَ)]<sup>②</sup>

[اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈرائیے] کے متعلق باب

امام نووی نے صحیح مسلم کی روایت پر درج ذیل عنوان لکھا ہے:

[بَابُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَإِنْدِرُ عَشِيرَتِكَ الْأَقْرَبِينَ﴾]<sup>③</sup>

[اللہ تعالیٰ کے ارشاد: (ترجمہ: اور اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈرائیے)]

① متفق علیہ: صحیح البخاری: کتاب التفسیر، جزء من رقم الحدیث ۴۷۷۱، ۵۰۱/۸، ۱۹۳/۱.

② صحیح مسلم، کتاب الإیمان، جزء من رقم الحدیث ۳۵۱- (۲۰۶)، ۱۹۳/۱.

③ صحیح البخاری ۵۰۱/۸.

④ صحیح مسلم ۱۹۲/۱.

## کے متعلق باب ]

امام ابن حبان نے اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ تَبْلِيغِهِ الرِّسَالَةَ وَمَا لَقِيَ مِنْ قَوْمِهِ] ❶

[آنحضرت ﷺ کے پیغام کو پہنچانے اور اپنی قوم سے جو اذیت پہنچی

اس کے متعلق باب ]

مذکورہ بالا روایتوں میں یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے قریش کی مختلف شاخوں کو دعوتِ عام دی اور پھر خصوصی طور پر اپنے چچا حضرت عباس، پھوپھی حضرت صفیہ اور صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم کو دعوت دی۔

ب: بنو عبدالمطلب کو دعوتِ دین دینے کی خاطر جمع کرنا:

امام احمد اور امام ضیاء مقدسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی

ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَوْ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَفِيهِمْ رَهْطٌ كُلُّهُمْ يَأْكُلُ الْجَذْعَةَ وَيَشْرَبُ الْفَرْقَ.“

”رسول اللہ ﷺ نے بنو عبدالمطلب کو جمع کیا یا انہیں بلایا اور ان میں سے کچھ لوگ ایسے تھے، کہ ان میں ہر ایک (پورا) جذعہ ❷ کھا لیتا اور

❶ الإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، کتاب التاريخ، ۴۸۵/۱۴.

❷ (جذعة): پانچویں سال میں داخل ہونے والے اونٹ، دوسرے سال میں داخل ہونے والی گائے اور

بکری اور ایک سال کی بھیڑ کو [جذعة] کہتے ہیں اور یہاں جذعہ سے مراد دوسرے سال میں داخل ہونے والی بکری یا ایک سالہ بھیڑ ہے۔ (ملاحظہ ہو: بلوغ الأمانی، ۲۰/۲۲۳).

## فرق • (پانی) پی لیتا تھا۔“

انہوں نے بیان کیا: ”آ نحضرت ﷺ نے ان کے لیے ایک مد • کھانا تیار کروایا۔ انہوں نے سیر ہو کر کھایا۔“

انہوں نے بیان کیا: ”پھر بھی کھانا اسی قدر رہا، جتنا پہلے تھا۔ (ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ) گویا کہ اس کو چھو ہی نہیں گیا۔ پھر آ نحضرت ﷺ نے ایک چھوٹا پیالہ (پانی) کا منگوایا۔ انہوں نے سیر ہو کر پیا۔ پھر بھی پانی اس قدر باقی رہا، کہ گویا کہ اس کو چھو ہی نہیں گیا یا انہوں نے پیا ہی نہیں۔ پھر آ نحضرت ﷺ نے فرمایا:

”يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! إِنِّي بُعِثْتُ إِلَيْكُمْ خَاصَّةً، وَإِلَى النَّاسِ عَامَّةً، وَقَدْ رَأَيْتُمْ مِنْ هَذِهِ آيَةِ مَا رَأَيْتُمْ، فَأَيُّكُمْ يَأْيِينُنِي عَلَى أَنْ يَكُونَ أَخِي وَصَاحِبِي؟“

”اے بنو عبدالمطلب! بے شک مجھے خصوصی طور پر تمہاری طرف اور عمومی طور پر سب لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے۔ اور اس بارے میں تم نشانی دیکھ چکے ہو۔ پس تم میں سے کون میرا بھائی اور ساتھی بننے کے لیے میری بیعت کرتا ہے؟“

انہوں نے بیان کیا: ”آ نحضرت ﷺ کی جانب کوئی ایک بھی نہ اٹھا۔“  
انہوں نے بیان کیا: ”میں آپ ﷺ کی جانب اٹھا، اور میں (وہاں موجود) لوگوں میں سے سب سے چھوٹا تھا۔“

انہوں نے بیان کیا: ”آ نحضرت ﷺ نے فرمایا: ”بیٹھ جاؤ۔“

- ① (الفرق): اہل حجاز کا ایک پیمانہ جو کہ بارہ مد یا تین صاع کے برابر ہوتا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ہامش المسند للشيخ احمد شاكر ۳۵۲/۲) اور صاع کم و بیش اڑھائی کلو کے برابر ہوتا ہے۔ اس طرح الفرق کم و بیش ساڑھے سات کلو ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- ② (مد): صاع کا ایک چوتھائی۔

آنحضرت ﷺ نے تین مرتبہ (اپنی بات) دہرائی۔ میں ہر دفعہ آپ ﷺ کی جانب اٹھ کر جاتا اور آنحضور ﷺ فرماتے: ”بیٹھ جاؤ۔“ جب میں تیسری مرتبہ اٹھا، تو آنحضرت ﷺ نے اپنا دست (مبارک) میرے ہاتھ پر مارا۔“<sup>۱</sup>

حدیث سے معلوم ہونے والی تین باتیں:

- ۱: دعوتِ دین دینے کے لیے لوگوں کو کھانے پر جمع کرنا۔
- ۲: نبی کریم ﷺ کا اپنے خاندان بنو عبدالمطلب کو دعوتِ دین دینے کا اہتمام فرمانا۔
- ۳: واضح نشانیاں دیکھنے کے باوجود ضروری نہیں، کہ لوگ دعوتِ حق قبول کر لیں۔

### ج: چچا ابوطالب کو دعوتِ دین:

امام بخاری اور امام مسلم نے سعید بن المسیب کے حوالے سے ان کے باپ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے انہیں بتلایا:

”جب ابوطالب کی وفات کا وقت آیا، تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے۔ وہاں آپ ﷺ نے ابو جہل بن ہشام اور عبد اللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو پایا۔

رسول اللہ ﷺ نے ابوطالب سے کہا:

① المسند، رقم الحدیث ۱۳۷۱، ۲/۳۵۲-۳۵۳۔ (ط: دارالمعارف مصر)؛ والأحادیث المختارة، مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث ۴۴۸، ۲/۷۱-۷۲۔ حافظ بیہقی لکھتے ہیں، کہ اس کو احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے راویاں [ثقفہ] ہیں؛ شیخ احمد شاکر اور شیخ عبد الملک دہیش نے اس کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ۳۰۲/۸؛ وھامش المسند ۳۵۲/۲؛ وھامش الأحادیث المختارة ۷۱/۲)۔ نیز ملاحظہ ہو: المسند، رقم الحدیث ۸۸۳، ۲/۱۶۵۔ (ط: دارالمعارف بمصر)۔

”يَا عَمَّ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ.“

”اے چچا (جان)! آپ ایک کلمہ [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] [اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں] کہیے، تاکہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس (کلمہ) کی وجہ سے آپ کے حق میں گواہی دے سکوں۔“

(اس پر) ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ نے کہا:

”أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟“

[کیا آپ عبدالمطلب کے دین سے پھر جائیں گے؟]

فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعْرِضُهَا عَلَيْهِ، وَيَعُودَانِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتَّى قَالَ أَبُو طَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ: ”هُوَ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ.“

وَأَبَى أَنْ يَقُولَ: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.“

رسول اللہ ﷺ مسلسل ان پر اس (یعنی کلمہ اسلام) کو پیش کرتے رہے، اور وہ دونوں اپنی بات دہراتے رہے، یہاں تک کہ ابوطالب کے آخری الفاظ یہ تھے:

”وہ عبدالمطلب کے دین پر ہیں۔“

اور انہوں نے [لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] کہنے سے انکار کر دیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”أَمَّا وَاللَّهِ! لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أَنُكِرْهُ.“

”جب تک مجھے آپ کے بارے میں روکا نہیں جاتا، میں اللہ تعالیٰ کی قسم!

آپ کے لیے ضرور استغفار کرتا رہوں گا۔“

اس پر اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں (وحی) نازل فرمائی: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ

..... الآیة ① ﴿﴾ ②

اس حدیث شریف میں یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب کو دعوتِ اسلام دی۔ اور ان کے قبول نہ کرنے کی بنا پر بار بار یہی دعوت دہراتے رہے، جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں ہے: ”فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعْرِضُهَا عَلَيْهِ“ علامہ قرطبی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے، کہ نبی کریم ﷺ بار بار (اللہ تعالیٰ کی توحید کی) گواہی دینے کی دعوت دیتے رہے۔ ①

ایک اور روایت میں ہے:

”فَقَالَ لَهُ مِرَارًا.“ ④

”آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے یہ بات متعدد دفعہ دہرائی۔“

حدیث سے معلوم ہونے والی دو باتیں:

۱: دعوت دین مخاطب شخص کی وفات تک جاری رہتی ہے۔

۲: ہدایت دینا، مخلوق میں سے کسی کے بھی ہاتھ میں نہیں۔ آنحضرت ﷺ باوجود

شدید تڑپ اور محنت کے اپنے چچا کو ہدایت نہ دے سکے۔ اللہ کریم نے فرمایا:

﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ﴾ ⑤

① سورة التوبة / الآیة ۱۱۳۔ آیت شریفہ کا مفہوم یہ ہے، کہ نبی کریم ﷺ اور اہل ایمان کے لیے مشرکوں کے لیے استغفار کرنا مناسب نہیں۔

② متفق علیہ: صحیح البخاری: کتاب الحائز، باب إذا قال المشرك عند الموت: ”لا إله إلا الله“، رقم الحديث ۱۳۶۰، ۲/۲۲۲؛ وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی صحة إسلام من حضره الموت ما لم يشرع في النزع، ..... رقم الحديث ۳۹ (۲۴)، ۵۴/۱۔ الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

③ ملاحظہ ہو: المفہم ۱/۹۳۔

④ منقول از: فتح الباری ۸/۵۰۷۔

⑤ سورة القصص / جزء من الآیة ۵۶۔

(بے شک آپ جس کو پسند کریں ہدایت نہیں دیتے، بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں)۔

د: چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو نماز تسبیح کی ترغیب:

حضرات امہ ابوداؤد، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”يَا عَبَّاسُ! يَا عَمَّاهُ! أَلَا أُعْطِيكَ؟ أَلَا أَمْنُحُكَ؟ أَلَا أَحْبُوكَ؟  
أَلَا أَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ؟ إِذَا أَنْتَ فَعَلْتَ ذَلِكَ غَفَرَ اللَّهُ  
لَكَ ذَنْبَكَ أَوْلَاهُ وَآخِرَهُ، قَدِيمَهُ وَحَدِيثَهُ، خَطَاةً وَعَمْدَةً،  
صَغِيرَةً وَكَبِيرَةً، سِرَّةً وَعَلَانِيَةً، عَشْرَ خِصَالٍ: أَنْ تُصَلِّيَ أَرْبَعَ  
رَكَعَاتٍ، تَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُورَةً. فَإِذَا فَرَغْتَ  
مِنَ الْقِرَاءَةِ فِي أَوَّلِ رَكَعَةٍ، وَأَنْتَ قَائِمٌ، قُلْتَ:

”سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ.“

خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً، ثُمَّ تَرَكَّعُ فَتَقُولُهَا، وَأَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا (عَشْرَ  
مَرَّاتٍ)، ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ الرُّكُوعِ فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَهْوِي  
سَاجِدًا، فَتَقُولُهَا، وَأَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا. ثُمَّ تَرْفَعُ رَأْسَكَ مِنَ  
السُّجُودِ، فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُولُهَا عَشْرًا، ثُمَّ تَرْفَعُ  
رَأْسَكَ فَتَقُولُهَا عَشْرًا، فَذَلِكَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ،  
تَفْعَلُ ذَلِكَ فِي أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ. إِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تُصَلِّيَهَا فِي كُلِّ  
يَوْمٍ مَرَّةً فَافْعَلْ، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فِي

كُلَّ شَهْرٍ مَرَّةً. فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فِيهِ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فِيهِ  
عُمْرِكَ مَرَّةً.“<sup>①</sup>

”اے عباس رضی اللہ عنہما! اے میرے چچا! کیا میں آپ کو نہ دوں؟ کیا میں آپ کو عطمانہ کروں؟ کیا میں آپ کو ہدیہ نہ دوں؟ کیا میں آپ کو نہ بتلاؤں؟ کیا میں آپ کو دس خصلتوں [یعنی دس فوائد] والا کام نہ دوں؟ جب آپ اس کو کریں، تو اللہ تعالیٰ آپ کے پہلے پچھلے، پرانے نئے، بھول کر کئے ہوئے، جان بوجھ کر کئے ہوئے، چھوٹے بڑے، پوشیدہ علانیہ دس قسم کے گناہوں کو معاف فرمادیں۔

آپ چار رکعت نماز ادا کیجیے۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور (ایک دوسری) سورت پڑھیے۔ ان کے پڑھنے سے فارغ ہو کر حالت قیام ہی میں پندرہ

① سنن أبی داود، کتاب الصلاة، تفریع أبواب التطوع، باب صلاة التسيب، رقم الحديث ۱۲۹۳، ۱۲۴/۴-۱۲۶؛ و سنن ابن ماجه، أبواب إقامة الصلاة، باب في صلاة التسيب، رقم الحديث ۱۳۸۳، ۱/۲۵۳؛ والمستدرک علی الصحیحین، کتاب صلاة التطوع، ۱/۳۱۸؛ والسنن الكبرى، کتاب الصلاة، باب ما جاء في صلاة التطوع، رقم الحديث ۴۹۱۶، ۳/۷۳. حافظ صلاح الدین العلائی نے اس کو [حسن صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: السنن الصحیح لما اعترض علیه من أحادیث المصابیح ص ۳۰)؛ حافظ ابن حجر اس کے بارے میں اپنی تحقیق کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں: حق یہ ہے کہ، کثرت طرق کی بنا پر یہ حدیث [حسن] درج کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: أحویة الحافظ ابن حجر العسقلانی عن أحادیث المصابیح (المطبوع مع شرح الطیبی ۱/۳۴۶-۳۴۹). علامہ ابوالطیب عظیم آبادی لکھتے ہیں، کہ اس حدیث کو صحیح اور حسن کہنے والوں میں ابن مندہ، الآجری، الخطیب، ابوسعید اسمعانی، ابوسوی المدینی ابوالحسن بن الفضل، منذری، ابن الصلاح، نووی اور دوسرے (اہل علم) ہیں۔ (ملاحظہ ہو: عون السعبد ۴/۱۲۴). شیخ البانی نے بھی اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبی داود ۱/۲۴۱؛ و صحیح سنن ابن ماجه ۱/۳۲۳؛ و صحیح الترغیب والترہیب ۱/۳۵۴)؛ نیز ملاحظہ ہو: إنجاز الحاجة شرح سنن ابن ماجه للشیخ محمد علی جانباز ۵/۱۹۲-۱۹۳.

مرتبہ [سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ] پڑھے۔

پھر رکوع کیجیے اور حالت رکوع میں انہی [کلمات] کو دس مرتبہ کہیے۔ پھر رکوع سے سر اٹھائیے اور انہیں دس دفعہ کہیے۔ پھر سجدہ کیجیے اور انہیں حالت سجدہ میں دس مرتبہ پڑھیے۔ پھر سجدہ سے سر اٹھائیے اور انہیں دس دفعہ پڑھیے۔ پھر سجدہ کیجیے اور انہیں دس مرتبہ پڑھیے۔ پھر سجدہ سے سر اٹھائیے اور انہیں دس مرتبہ پڑھیے۔ یہ اس طرح ہر رکعت میں پچتر مرتبہ ہوں گے۔ اسی طرح چاروں رکعتوں میں کیجیے۔

اگر استطاعت ہو، تو ہر روز (ایسی) نماز پڑھیے، اگر ایسا نہ کرو تو ہر جمعہ ① میں ایک مرتبہ، اور اگر ایسا نہ کرو، تو ہر ماہ میں ایک دفعہ، اور اگر ایسا نہ کرو، تو ہر سال میں ایک دفعہ، اور اگر ایسا نہ کرو، تو زندگی میں ایک دفعہ۔“

اس حدیث شریف سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے بچا محترم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو نماز تسبیح پڑھنے کی پر زور ترغیب دی۔ آنحضرت ﷺ نے اصل عمل بتلانے سے پہلے [یا عباس] [یا نعمان] رضی اللہ عنہ کے ساتھ ندا دے کر ان کی توجہ اپنی طرف مبذول کروائی پھر [أَلَا أُعْطِيكَ؟ أَلَا أَمْنُحُكَ؟ أَلَا أَحْبُبُوكَ؟ أَلَا أَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ؟] کے الفاظ فرما کر بتلائے جانے والے عمل کے سننے، سمجھنے اور کرنے کے لیے ان کے شوق کو ابھارا۔

ہ: عم ز ا د ک و ن ظ ر کے پیچھے نظر لگانے سے روکنا:

امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی

① یعنی ہر ہفتہ میں۔

ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

”يَا عَلِيُّ لَا تَتَّبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ، فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى، وَلَيْسَتْ لَكَ  
الْآخِرَةَ“<sup>①</sup>

”اے علی! نظر کے پیچھے نظر نہ لگانا، کیونکہ پہلی تو تیرے لیے ہے، لیکن  
دوسری تیرے لیے نہیں۔“

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اپنے چچا زاد بھائی علی رضی اللہ عنہ کو غیر محرم  
عورت کو پہلی مرتبہ بلا قصد دیکھنے کے بعد دوسری دفعہ قصد کر کے دیکھنے سے منع فرمایا،  
کیونکہ بغیر ارادے کے نظر پڑ جانے کی معافی ہے، لیکن قصداً دیکھنے کا معاملہ اس سے  
مختلف ہوتا ہے۔<sup>②</sup>

و: ازواجِ مطہرات کو تہجد کی ترغیب:

امام بخاری نے نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا  
سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”أَيُّ رَاتِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نِيَّتِ فِي خَوْفِ زَوْجِهِ فِي حَالَتِهِ فِي بَيْتِهِ يَبْدَأُ بِهَا  
”سُبْحَانَ اللَّهِ! مَاذَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْخَزَائِنِ! وَمَاذَا أَنْزَلَ مِنَ  
الْفِتَنِ! مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ - يُرِيدُ أَرْوَاجَهُ - لَكُنِّي  
يُصَلِّينَ؟“

① سنن أبي داود، كتاب النكاح، باب في ما يؤمر من غض البصر، رقم الحديث ٢١٤٩،  
١١٣١/٦ وجامع الترمذي، أبواب الاستيذان والآداب، باب ما جاء في نظرة الفحاة، رقم  
الحديث ٢٩٢٦، ٥٠/٨. امام ترمذی اور شیخ البانی نے اس حدیث کو [حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو:  
المرجع السابق ٥٠/٨، وصحيح سنن أبي داود ١٤٠٣/٢، وصحيح سنن الترمذي  
٣٦١/٢).

② ملاحظہ ہو: عون المعبود ١١٣١/٦، وتحفة الأحمدي ٥٠/٨.

رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا غَارِيَةٌ فِي الْآخِرَةِ. ❶

”اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہیں! اللہ تعالیٰ نے کیا کیا خزانے نازل فرمائے ہیں! اور کیا کیا فتنے نازل کئے گئے ہیں! حجرے والیوں..... آنحضرت ﷺ کی مراد آپ کی بیویاں تھیں..... کو کون بیدار کرے، تاکہ وہ نماز (تہجد) پڑھیں؟ بہت سی دنیا میں کپڑے پہننے والی آخرت میں برہنہ ہوں گی۔“

صحیح بخاری کی ایک دوسری روایت میں ہے:

”أَيْقِظُوا صَوَاحِبَاتِ الْحُجُرِ.“ ❷

”حجرے والیوں کو بیدار کرو۔“

اس حدیث شریف سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو نماز تہجد کے لیے جگانے کی ترغیب دی۔ آنحضرت ﷺ نے خصوصی طور پر ان کے بیدار کروانے کا ذکر..... بقول حافظ ابن حجر..... اس لیے کیا، کہ وہ اس وقت وہاں موجود تھیں یا مشہور قاعدے کے مطابق [آغاز اپنی ذات اور پھر اپنے اہل و عیال سے کرو]۔ ❸

نبی کریم ﷺ نے ازواج مطہرات کو نماز تہجد کے لیے جگانے کی حکمت بیان کرنے کی غرض سے فرمایا: [دنیا میں کتنی ہی کپڑے پہننے والی آخرت میں برہنہ ہوں گی]۔ اس بارے میں علامہ طیبی لکھتے ہیں: آنحضرت ﷺ کا فرمان [دنیا میں کتنی ہی لباس پہننے والی عورتیں] گویا کہ ازواج مطہرات کو جگانے کا سبب بیان کرنے کی خاطر ہے

❶ صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب لا یأتی زمان إلا الذی بعدہ شرمہ، رقم الحدیث

۲۰/۱۳، ۷۰۶۹

❷ المرجع السابق، کتاب العلم، باب العلم والعظة باللیل، جزء من رقم الحدیث ۱۱۵،

۲۱۰/۱ ❸ ملاحظہ ہو: فتح الباری ۲۱۰/۱

اور مقصود یہ ہے، کہ ان کے لیے عبادت سے غفلت کرنا اور نبی کریم ﷺ سے تعلق پر تکیہ کرنا درست نہیں، کیونکہ اگر اس نسبت کے ساتھ عمل نہ ہوا، تو کل قیامت کے دن یہ نسبت انہیں کچھ نفع نہ پہنچائے گی اور نہ ہی عذابِ الہی سے نجات دلوا سکے گی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ﴾<sup>①</sup>

[پس جب صور میں پھونک دیا جائے گا، تو اس دن ان کے درمیان کوئی رشتہ داری نہ رہے گی]۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَأَنْزِدُ عُشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾<sup>②</sup>

[اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے]۔<sup>③</sup>

نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات کو تہجد کے لیے جگانے کی تڑپ کس قدر شدید تھی اور اس بارے میں آپ ﷺ کا موقف کس قدر صریح اور واضح تھا! اس کے برعکس دین کے لیے کام کرنے والے بعض حضرات اس طرزِ عمل سے کس قدر دور ہیں! وہ خود تو اپنے گمان میں رات دن دعوتِ دین میں لگن رہتے ہیں، لیکن ان کے اہل و عیالِ فرائض کے ترک کرنے اور حدودِ اللہ کو پامال کرنے والے ہیں۔ ان کا عذر لنگ یہ ہے، کہ خدمتِ اسلام میں مشغولیت کی بنا پر ان کے پاس اہل و عیال کے لیے وقت نہیں۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْ هٰؤُلَاءِ الْأَشْقِيَاءِ وَاجْعَلْنَا بِرَحْمَتِكَ

① سورة المؤمنون / الآية ۱۰۱۔

② سورة الشعراء / الآية ۱۱۴۔

③ ملاحظہ ہو: شرح الطیبی ۴/ ۱۲۰۳-۱۲۰۴۔

عَلَى صِرَاطِ نَبِيِّكَ الْمُسْتَقِيمِ ۝ آمين يا حي يا قيوم .  
حدیث میں ایک اور فائدہ:

اس حدیث شریف سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے، کہ دعوتِ دین کے لیے کوئی مخصوص وقت نہیں، بلکہ جب بھی ضرورت ہو اور موقع مناسب ہو، تو دعوتِ دین دی جائے گی۔

ز: نواسے کو دعائے قنوت سکھانا:

حضرت ائمہ احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی اور ابن حبان نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي الْوُتْرِ:  
اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ  
تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِي مَا أُعْطِيتَ، وَقَبِّضْ لِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، إِنَّكَ  
تَقْضِي وَلَا يَقْضِي عَلَيْكَ. وَإِنَّهُ لَا يَدُلُّ مَنْ وَالَّيْتَ، وَلَا يَعِزُّ مَنْ  
عَادَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ.“ ②

① اے اللہ! ہمیں ان بد نصیب لوگوں کی راہ پر نہ چلاانا، اور ہمیں اپنے نبی کریم ﷺ کے صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرماتا۔ آمین یا حی یا قیوم۔

② المسند، جزء من رقم الحدیث ۱۷۲۷، ۳/۲۵۲؛ و سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، تفریع أبواب الوتر، باب القنوت فی الوتر، جزء من رقم الحدیث ۴۰۱۴۲۲، ۴/۲۱۱-۲۱۲؛ و جامع الترمذی، أبواب الوتر، باب ما جاء فی القنوت فی الوتر، رقم الحدیث ۴۶۳، ۲/۴۶۰؛ و سنن النسائی، کتاب قیام اللیل و تطوع النهار، باب الدعاء فی الوتر، ۳/۲۱۸؛ و سنن ابن ماجہ، أبواب إقامة الصلاة، باب ما جاء فی القنوت فی الوتر، رقم الحدیث ۱۱۶۷، ۱/۲۱۳؛ و سنن الدارمی، کتاب الصلاة، باب الدعاء فی القنوت، رقم الحدیث ۱۶۰۱، ۱/۳۱۲؛ و الإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، کتاب الرقاق، باب الأدعية، ذکر الأمر بسؤال ربه جل و علا الهدایة و العافیة و الولاية فیمن رزق إیاه، جزء من رقم الحدیث ۹۴۵، ۳/۲۲۵۔ یہ حدیث [حسن] ہے اور ہم قنوت ←

”رسول اللہ ﷺ نے مجھے کلمات سکھائے، کہ میں انہیں (نماز) وتر میں پڑھا کروں:

”اے اللہ! مجھے ہدایت دیجیے، ان لوگوں میں سے، جنہیں آپ نے ہدایت دی اور مجھے عافیت دیجیے ان لوگوں میں سے، جنہیں آپ نے عافیت فرمائی اور میری نگہبانی فرمائی، ان لوگوں میں سے، جن کی آپ نے نگہبانی فرمائی اور جو کچھ آپ نے عنایت فرمایا ہے، اس میں برکت فرمائیے۔ اور آپ نے جو فیصلہ فرمایا ہے، اس کے شر سے مجھے بچالیجیے۔ بے شک آپ فیصلہ کرتے ہیں، آپ پر فیصلہ نہیں کیا جاتا۔ بلاشبہ وہ ذلیل نہیں ہوتا، جس کی آپ سرپرستی فرمائیں اور وہ عزت نہیں پاتا، جس سے آپ دشمنی کریں۔ اے ہمارے رب! آپ بابرکت اور بلند و بالا ہیں۔“

اس حدیث شریف سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے نواسے کو دعائے قنوت سکھائی۔ آنحضرت ﷺ نے اس دعا کی تعلیم صرف ایک مرتبہ نہیں، بلکہ متعدد دفعہ دی۔ بعض روایات میں ہے:

”وَكَانَ يُعَلِّمُنَا هَذَا الدُّعَاءَ .“<sup>۱</sup>

[”اور آنحضرت ﷺ نے یہ دعا ہمیں سکھلایا کرتے تھے۔“]

← کے مطلق آنحضرت ﷺ سے اس سے کسی اچھی چیز کو نہیں جانتے؛ شیخ البانی نے اس کو [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذی ۴۶۱/۲، و صحیح سنن أبي داود ۱/۲۶۷؛ و صحیح سنن الترمذی ۱/۳۸۰؛ و صحیح سنن ابن ماجہ ۱/۱۹۴)؛ نیز ملاحظہ ہو: إنحجاز الحاجة ۵۱۷/۴۔ القاظ حدیث سنن أبي داود کے ہیں۔

① ملاحظہ ہو: المسند، جزء من رقم الحدیث ۱۷۲۷، ۲۵۳/۳؛ و الإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان ۳/۲۲۵۔ شیخ ارناؤوٹ اور ان کے رفقاء نے المسند کی [سند] کو اور شیخ ارناؤوٹ نے صحیح ابن حبان کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۳/۲۵۲؛ و هامش الإحسان ۳/۲۲۵)۔

دکھ کی بات یہ ہے، کہ لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد، بلکہ بعض اہل علم بھی نواسوں اور نواسیوں سے اپنے تعلق کو ان سے لاڈ پیار کرنے، ان کی ضیافت کرنے اور انہیں تحائف دینے میں محدود سمجھتے ہیں، ان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرنا دور دور تک ان کی زندگیوں میں نظر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نواسوں اور نواسیوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں نبی کریم ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ ❶

إنہ سمیع مجیب .

(۱۰)

## عورتوں کو دعوتِ دین

نبی کریم ﷺ نے خواتین کو بھی دعوتِ دین دینے کا خصوصی اہتمام فرمایا۔ ذیل میں اس کے بارے میں تین مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

ا: پڑوسن کو ہدیہ دینے کی ترغیب:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے:

”يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ! لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةَ لِحَارَتِهَا، وَلَوْ فَرُسًا  
نِشَاءً.“ ❷

”اے مسلمان عورتو! کوئی ہمسائی اپنی پڑوسن کے لیے (کسی بھی چیز کے بطور ہدیہ دینے کو) حقیر نہ سمجھے، خواہ وہ بکری کا پایہ ہی کیوں نہ ہو۔“

❶ اس بارے میں تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب ”نبی کریم ﷺ بحیثیت والد“

❷ متفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب لا تحقرن جارة لِحارَتِهَا، رقم الحدیث ۶۰۱۷،

۱۰/۴۴۵؛ صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب الحث علی الصدقة ولو بالقلیل، ولا تمتنع من

القلیل لاحتراره، رقم الحدیث ۹۰ (۱۰۳۰)، ۲/۷۱۴. الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

حدیث شریف سے مراد یہ ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے بیان کیا ہے کہ خاتون اپنی ہمسائی کو کسی بھی چیز کا بطور ہدیہ دینا حقیر نہ سمجھے، اگرچہ وہ چیز ایسی ہو، کہ اس کا عموماً کوئی فائدہ نہ ہو۔<sup>①</sup>

حافظ ابن حجر نے مزید لکھا ہے: اس بات کا بھی احتمال ہے، کہ حدیث میں ایک بات سے منع کر کے اس کے برعکس کرنے کا حکم دیا گیا ہے، تو گویا کہ اس میں تلقین کی گئی ہے، کہ ہمسائی اپنی پڑوسن سے ہدیہ کے ذریعے محبت کرے، اگرچہ یہ ہدیہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو۔ اس طرح اس کام کے کرنے میں امیر و غریب سب برابر ہو جائیں گے۔<sup>②</sup>

آنحضرت ﷺ کے عورتوں کو خصوصی طور پر اس بات سے منع کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

خواتین کو خصوصی طور پر اس سے روکنے میں حکمت یہ ہے، کیونکہ وہ ہی باہمی محبت اور دشمنی کا منبع ہوتی ہیں، اور وہ ہی دونوں صورتوں میں جلد جذبات کا شکار ہوتی ہیں۔<sup>③</sup>

ب: خواتین کو مردوں سے پہلے سراٹھانے سے روکنا:

امام احمد نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان

کیا: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا تَرْفَعِ

رَأْسَهَا حَتَّى يَرْفَعَ الرَّجُلُ رَأْسَهُمْ.“

”اے عورتو! تم میں سے جو اللہ تعالیٰ اور روز قیامت کے ساتھ ایمان

① ملاحظہ ہو: فتح الباری ۱۰/۴۴۵.

② ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱۰/۴۴۵.

③ ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱۰/۴۴۵.

رکھتی ہے، وہ اس وقت تک اپنے سر کو (سجدے سے) نہ اٹھائے، یہاں تک کہ مرد اپنے سروں کو اٹھالیں۔“

انہوں (یعنی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا) نے بیان کیا: ”اور یہ (حکم آنحضرت ﷺ نے) اس لیے (دیا)، کیونکہ ان [یعنی مردوں] کی چادریں چھوٹی ہونے کی بنا پر یہ خدشہ تھا، کہ سجدہ کی حالت میں ان کی شرمگاہیں بے پردہ ہو گئی ہوں۔“<sup>①</sup>

اس حدیث شریف سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے مستورات کو مردوں سے پہلے سجدے سے اپنے سروں کے اٹھانے سے منع فرمایا۔

### ج: عید کے دن مستورات کو وعظ فرمانا:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت

نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان فرمایا:

”قَامَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْفِطْرِ، فَصَلَّى، فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ، ثُمَّ خَطَبَ، فَلَمَّا فَرَغَ، نَزَلَ، فَأَتَى النِّسَاءَ، فَذَكَرَهُنَّ..... الْحَدِيثُ<sup>②</sup>

”نبی کریم ﷺ نے عید الفطر کی نماز پڑھی۔ آنحضرت ﷺ نے ابتدا نماز سے فرمائی، پھر خطبہ ارشاد فرمایا جب آپ ﷺ (خطبہ سے) فارغ ہوئے، تو عورتوں کے ہاں تشریف لائے اور انہیں وعظ فرمایا۔“..... الحدیث

امام بخاری نے اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

① المسند، رقم الحدیث ۲۶۹۵۱، ۵۱۴/۴۴۔ شیخ ارنالڈ وٹ اور ان کے رفقاء نے اس کو [صحیح لکھیں] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۵۱۴/۴۴)۔

② متفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب العیدین، جزء من رقم الحدیث ۹۷۸، ۲/۴۶۶؛ و صحیح مسلم، کتاب صلاة العیدین، جزء من رقم الحدیث ۳- (۸۵۵)، ۲/۶۰۳۔

[بَابُ مَوْعِظَةِ الْإِمَامِ النَّسَاءِ يَوْمَ الْعِيدِ] ❶

[عید کے دن امام کا عورتوں کو وعظ کرنے کے متعلق باب]

امام بخاری نے اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کر کے اس پر درج ذیل عنوان لکھا ہے:

[بَابُ عِظَةِ الْإِمَامِ النَّسَاءِ وَتَعْلِيمِهِنَّ] ❷

[امام کے عورتوں کو وعظ کرنے اور انہیں تعلیم دینے کے متعلق باب]

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ نبی کریم ﷺ عورتوں کو دعوت دینے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ ❸

(۱۱)

## جوانوں کو دعوتِ دین دینا

ہمارے نبی کریم ﷺ نو جوانوں کو دعوتِ دین دینے کا بھی خصوصی طور پر خیال رکھتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کا انہیں اجتماعی اور انفرادی دونوں صورتوں میں دعوت دینا ثابت ہے۔ اس سلسلے میں ذیل میں تین مثالیں توفیقِ الہی سے پیش کی جا رہی ہیں:

۱: نو جوانوں کو شادی کی ترغیب دینا:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عبداللہ بنی اللہؓ سے روایت نقل کی

ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: یقیناً رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا:

”يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ

❶ صحیح البخاری، کتاب العیالین، ۴۶۶/۲.

❷ المرجع السابق، کتاب العلم، ۱۹۲/۱.

❸ اس بارے میں مزید مثالیں [نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم] صفحات ۷۸-۸۱ میں دیکھئے۔

أَغْضُ لِلْبَصْرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ. وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ،  
فَإِنَّهُ لَهُ وَجَاءٌ. ❶

”اے نوجوانو! تم میں سے جو کوئی شادی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو، اس کو نکاح کر لینا چاہیے، کیونکہ وہ نگاہ کو جھکانے والا اور شرم گاہ کو محفوظ کرنے والا ہے اور جو طاقت نہ رکھتا ہو، تو اس کو روزہ رکھنا چاہیے، کیونکہ وہ بے شک اس کے لیے شہوت کو توڑنے والا ہے“ [

اس حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے شادی کی استطاعت رکھنے والے نوجوانوں کو نکاح کرنے کی ترغیب دی اور دوسروں کو روزہ رکھنے کی تلقین فرمائی۔

ب: قریشی نوجوانوں کو زنا سے منع فرمانا:

امام ابن عاصم اور امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
”يَا شَبَابَ قُرَيْشٍ! لَا تَزْنُوا. أَلَا مَنْ حَفِظَ فُرْجَهُ فَلَهُ  
الْجَنَّةُ.“ ❷

❶ متفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب قول النبی ﷺ: ”من استطاع منكم الباءة..... جزء من رقم الحدیث ۵۰۶۵، ۱۰۶/۹؛ وصحیح مسلم، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح لمن نافت نفسه إليه ووجد مؤونة، جزء من رقم الحدیث ۱- (۱۴۰۰)، ۱۰۱۸/۲. الفاظ حدیث صحیح مسلم کے ہیں۔

❷ کتاب السنۃ، باب ذکر قول النبی ﷺ ”حیر نساء رکن الإبل نساء قریش، رقم الحدیث ۱۵۳۵، ص ۶۲۶؛ والمستدرک علی الصحیحین، کتاب الحدود، ۳۵۸/۴. الفاظ حدیث المستدرک کے ہیں۔ امام حاکم نے اس کو [مسلم کی شرط پر صحیح] قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۳۵۸/۴؛ والتلخیص ۳۵۸/۴). نیز ملاحظہ ہو: صحیح الترغیب والترہیب ۶۱۸/۲؛ وھامش المسمند أبي يعلى ۱۹/۳.

”اے قریش کے نوجوانو! زنا نہ کرو۔ سنو! جس نے اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی، اس کے لیے ہی جنت ہے۔“

اس حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے زنا سے بچنے کا عظیم صلہ بیان فرما کر قریشی نوجوانوں کو زنا سے منع فرمایا۔

ج: ایک نوجوان کے لیے زنا کی قباحت کو واضح کرنا:

امام احمد نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں

نے بیان کیا:

”ایک نوجوان نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

”يَا رَسُولَ اللَّهِ! ائْتَدْنِي فِي الزَّوْنَا“

”اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! مجھے زنا کی اجازت دیجیے۔“

لوگ اس پر ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے اس کو ڈانٹا اور کہا:

”مَهْ مَهْ“

”چپ ہو جاؤ، چپ ہو جاؤ“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”اِدْنَهْ.“

”قریب آ جاؤ“

تو وہ آنحضرت ﷺ کے قریب ہو گیا۔

انہوں [راوی] نے بیان کیا: ”وہ بیٹھ گیا۔“

آنحضرت ﷺ نے پوچھا:

”اَتَّحِبُّهُ لِأُمَّتِكَ؟“

”کیا تم اس کو اپنی ماں کے لیے پسند کرتے ہو؟“

اس نے عرض کیا:

”لا، وَاللّٰهِ! جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاكَ .“

”نہیں، واللہ! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کر دیں۔“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لَأُمَّهَاتِهِمْ.“

[”اور لوگ (بھی) اس کو اپنی ماؤں کے لیے پسند نہیں کرتے“]

(پھر) آنحضرت ﷺ نے دریافت کیا:

”أَفْتَجِبُهُ لِابْنَتِكَ؟“

”تو کیا تم اس کو اپنی بیٹی کے لیے پسند کرتے ہو؟“

اس نے عرض کیا:

”لا، وَاللّٰهِ! يَا رَسُولَ اللّٰهِ! جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاكَ .“

[”نہیں، واللہ! اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! مجھے اللہ تعالیٰ آپ پر فدا

کر دیں“]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِابْنَاتِهِمْ.“

[”اور لوگ (بھی) اس کو اپنی بیٹیوں کے لیے پسند نہیں کرتے“]

(پھر) آنحضرت ﷺ نے پوچھا:

”أَفْتَجِبُهُ لِأُخْتِكَ؟“

[”تو کیا تم اس کو اپنی ہمسرہ کے لیے پسند کرتے ہو؟“]

اس نے عرض کیا:

”لا، وَاللّٰهِ! جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاكَ .“

[”نہیں، واللہ! مجھے اللہ تعالیٰ آپ پر نثار کر دیں“]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأَخْوَابِهِمْ.“

[”اور لوگ (بھی) اس کو اپنی بہنوں کے لیے پسند نہیں کرتے۔“]

(پھر) آنحضرت ﷺ نے پوچھا:

”أَفْتُحِبُّهُ لِعَمَّتِكَ؟“

[”تو کیا تم اس کو اپنی پھوپھی کے لیے پسند کرتے ہو؟“]

اس نے عرض کیا:

”لا، وَاللَّهِ! جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ.“

[”نہیں، واللہ! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کر دیں۔“]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِعَمَّاتِهِمْ.“

[”اور لوگ (بھی) اس کو اپنی پھوپھیوں کے لیے پسند نہیں کرتے“]

(پھر) آنحضرت ﷺ نے پوچھا:

”أَفْتُحِبُّهُ لِخَالَاتِكَ؟“

[”تو کیا پس تم اس کو اپنی خالہ کے لیے پسند کرتے ہو؟“]

اس نے عرض کیا:

”لا، وَاللَّهِ! جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ.“

[”نہیں، واللہ! اللہ مجھے آپ پر قربان کر دیں۔“]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِخَالَاتِهِمْ.“

[”اور لوگ [بھی] اس کو اپنی خالادوں کے لیے پسند نہیں کرتے۔“]

انہوں [یعنی راوی] نے بیان کیا: پھر آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور دعا کی:

”اللَّهُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهُ، وَطَهِّرْ قَلْبَهُ، وَحَصِّنْ فَرْجَهُ.“

[”اے اللہ! اس کے گناہ کو معاف فرما دیجیے، اس کے دل کو پاک فرما

دیجیے اور اس کی شرم گاہ کی حفاظت فرما دیجیے۔“]

انہوں [یعنی راوی] نے بیان کیا:

”فَلَمْ يَكُنْ بَعْدَ ذَلِكَ الْفَتَى يَلْتَفِتُ إِلَى شَيْءٍ.“<sup>①</sup>

[اس کے بعد وہ نوجوان کسی چیز کی طرف دیکھتا بھی نہ تھا“]

اس حدیث شریف میں ہم دیکھتے ہیں، کہ آنحضرت ﷺ زنا کی اجازت

طلب کرنے والے نوجوان کو ڈانٹنے سے حضرات صحابہ کو روکتے ہیں۔ اس کو اپنے

قریب بٹھاتے ہیں، زنا کی قباحت اور برائی کو سوال و جواب کی صورت میں اس کے

لیے اجاگر کرتے ہیں، پھر اپنا دست مبارک اس پر رکھ کر اللہ تعالیٰ سے اس کے گناہ کی

معافی، دل کی پاکیزگی اور شرم گاہ کی حفاظت کے لیے دعا کرتے ہیں۔

اللہ اکبر! ہمارے نبی کریم ﷺ کس قدر حلیم، مہربان اور نرم خوتھے! صلوات

ربی و سلامہ علیہ.

لطف و عنایت سے لبریز گفتگو، شفقت و رحمت سے رکھے ہوئے دست مبارک

اور دلوں کے پھیرنے والے رب ذوالجلال سے التجائے نبوی نے کیا اثر دکھایا؟

① المسند، رقم الحدیث ۲۲۲۱۱، ۳۶/۵۴۵. حافظ عراقی اس کے متعلق لکھتے ہیں، کہ اس کی [سند

جید] ہے اور [راویان صحیح کے روایت کرنے والے] ہیں۔ (ملاحظہ ہو: ہامش إحياء علوم الدين

۲/۳۳۴)؛ شیخ ابن اودط اور ان کے رفقاء نے اس کی [سند کو صحیح] اور [راویان کو ثقہ اور صحیح کے روایت

کرنے والے] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ہامش المسند ۳۵۶/۴۵۴).

حدیث کے راوی ہی نے بیان کیا:

[اس کے بعد وہ نوجوان کسی چیز کی طرف دیکھتا (بھی) نہ تھا] ❶

(۱۲)

## بچوں کو دعوتِ دین

ہمارے نبی کریم ﷺ نے دعوتِ دین دیتے ہوئے بچوں کو نظر انداز نہیں فرمایا، بلکہ انہیں بھی اپنی توجہ کا مرکز بنایا۔ اس سلسلے میں تین مثالیں ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

۱: یہودی بچے کو دعوتِ اسلام:

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں

نے بیان کیا:

”ایک یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوا، تو

نبی کریم ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ آنحضرت ﷺ

اس کے سر ہانے بیٹھ گئے اور اس سے فرمایا:

”أَسْلِمَ“

”مسلمان ہو جاؤ۔“

اس نے اپنے پاس موجود اپنے باپ کی طرف دیکھا، تو اس نے بچے سے کہا:

”أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ“

”ابوالقاسم ﷺ کی بات مان لو۔“

چنانچہ وہ (بچہ) مسلمان ہو گیا۔ آنحضرت ﷺ (وہاں سے) یہ کہتے ہوئے

❶ اس سلسلے میں مزید دو مثالیں مولف کی کتاب [نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم صفحہ ۷۵-۷۷ میں دیکھیے۔

باہر تشریف لائے:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ.“<sup>①</sup>

”تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے، جنہوں نے اس کو (دوزخ کی) آگ سے بچا لیا ہے۔“

صحیح ابن حبان کی روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:

”قُلْ: «لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ» أَشْفَعُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.“

”لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،<sup>②</sup> کہو، میں روزِ قیامت اس کی وجہ سے تمہارے لیے شفاعت کروں گا۔“

لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھنا شروع کیا، تو اس کے باپ نے کہا:

”أَنْظُرْ مَا يَقُولُ لَكَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ.“

”ابو القاسم ﷺ تمہیں جو کہہ رہے ہیں اس پر غور کرو۔“

اس پر لڑکے نے کہا:

”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.“<sup>③</sup>

[”میں گواہی دیتا ہوں، کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک

محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔“]

اس حدیث میں یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے ایک یہودی بچے کو

دعوتِ اسلام دی۔

① صحیح البخاری، کتاب الحنائن، رقم الحدیث ۱۳۵۶، ۲۱۹/۳.

② یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

③ الإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، کتاب الحنائن، باب المریض وما یتعلق بہ، ذکر جواز

عبادة المرء أهل النعمة إذا طمع في إسلامهم، جزء من رقم الحدیث ۲۹۶۰، ۲۲۷/۷. شیخ ارتاؤوط

نے اس کی [سند کو صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش الإحسان ۲۲۷/۷).

امام بخاری نے اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ إِذَا أَسْلَمَ الصَّبِيُّ فَمَاتَ هَلْ يُصَلِّي عَلَيْهِ؟ وَهَلْ يُعْرَضُ عَلَى الصَّبِيِّ الْإِسْلَامُ؟] ❶

[ (اس بارے میں) باب کہ جب بچہ مسلمان ہو کر فوت ہو جائے، تو کیا

اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور کیا بچے پر اسلام پیش کیا جائے گا؟ ]

ایک اور مقام پر امام بخاری نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان لکھا ہے:

[بَابُ كَيْفَ يُعْرَضُ الْإِسْلَامُ عَلَى الصَّبِيِّ؟] ❷

[ (اس بارے میں) باب کہ بچے پر اسلام کس طرح پیش کیا جائے گا؟ ]

امام بخاری کے دونوں عنوانات کے متعلق حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: [کیا بچے پر

اسلام پیش کیا جائے گا؟] اس مقام پر انہوں [یعنی امام بخاری] نے سوالیہ انداز میں

عنوان ذکر کیا ہے اور کتاب الجہاد میں ایسے انداز میں ذکر کیا ہے، جو کہ (اسلام پیش

کرنے کے جواز پر) قطعی طور پر دلالت کرتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: [بچے پر اسلام کس

طرح پیش کیا جائے گا؟] گویا کہ جب وہ پہلے ہی سے اس کے اسلام کے صحیح ہونے

کے متعلق دلائل پیش کر چکے ہیں، لہذا اب اس کو ذکر کرنے کی ضرورت نہ تھی اور انہوں

نے اس مقام پر ایک نئی بات بتلائی، کہ اس پر اسلام کیسے پیش کیا جائے؟ ❸

علاوہ ازیں حافظ ابن حجر نے فوائد حدیث ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے: حدیث

میں بچے پر اسلام پیش کرنا [ثابت ہوتا] ہے۔ اگر ایسا کرنا درست نہ ہوتا، تو

آنحضرت ﷺ اس پر پیش ہی نہ فرماتے۔ ❹

❶ صحیح البخاری، کتاب الحناظر، ۲۱۸/۳.

❷ المرجع السابق، کتاب الجہاد، ۱۷۱/۶.

❸ ملاحظہ ہو: فتح الباری ۲۱۹/۳.

❹ ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲۲۱/۳.

## ب: بچوں کو طلوع آفتاب سے پہلے رمی سے روکنا:

امام ابو داؤد اور امام ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ کی رات ① ہمیں یعنی بنو عبدالمطلب کے بچوں کو گدھوں

پر [سوار کروا کر] پہلے بھیج دیا اور پیار سے ہماری رانوں پر تھپکیاں دیتے ہوئے فرمایا:

”أَبْنِيَّ! لَا تَرْمُوا الْجُمْرَةَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.“ ②

[”اے میرے چھوٹے بیٹو! طلوع آفتاب ہونے تک جمرہ (الکبریٰ) کو

کنکریاں نہ مارتا۔“]

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے، کہ جب آنحضرت ﷺ نے

بنو عبدالمطلب کے بچوں کو فجر سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ کے لیے روانہ ہونے کی اجازت

دی، تو انہیں طلوع آفتاب سے پہلے کنکریاں مارنے سے روک دیا۔

## ج: یتیم بچے کو کھانے کے آداب سکھلانا:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت

نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

① مناسک حج میں سے یہ ہے، کہ حج کرنے والے نو اور دس ذوالحجہ کی درمیانی رات مزدلفہ میں بسر کر کے

دن کے روشن ہونے پر وہاں سے منیٰ کے لیے روانہ ہوں اور طلوع آفتاب کے بعد جمرہ الکبریٰ کو سات

کنکریاں ماریں۔ آنحضرت ﷺ نے کمزور لوگوں، عورتوں اور بچوں کو مزدلفہ سے نصف شب کے بعد

روانہ ہونے کی اجازت دی، البتہ..... جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں ہے..... یہ حکم بھی دیا، کہ وہ طلوع

آفتاب سے پہلے کنکریاں نہ ماریں۔

② سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، باب التعجیل من جمع، رقم الحدیث ۱۹۳۸، ۲۸۹/۵؛

وسنن ابن ماجہ، أبواب المناسک، باب من تقدّم من جمع لرمی الجمار، رقم الحدیث

۱۸۲ / ۲۰ / ۱۳۰۶۰. الفاظ حدیث سنن ابی داؤد کے ہیں۔ صحیح البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابی داؤد ۱/۳۶۶؛ و صحیح سنن ابن ماجہ ۲/۱۷۶)۔

”میں بچپن میں رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھا اور میرا ہاتھ (کھاتے

وقت) برتن میں گھومتا تھا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا:

”يَا غُلامُ! سَمِّ اللَّهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ.“

”اے لڑکے! بسم اللہ پڑھ لیا کرو، دائیں [ہاتھ] سے کھایا کرو اور اس

[جگہ] سے کھاؤ، جو تمہارے قریب ہو۔“

”فَمَا زَالَتْ طِعْمَتِي بَعْدُ.“<sup>①</sup>

”اس کے بعد میرے کھانے کا طریقہ یہی رہا۔“

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے عمر بن ابی

سلمة رضی اللہ عنہما کو ان کے لڑکپن میں کھانے کے آداب کی تعلیم دی۔ انہوں نے خود بیان

کیا: ”كُنْتُ غُلامًا“ [میں بچہ تھا] حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: یعنی بالغ ہونے سے پہلے،

پیدائش سے لے کر بالغ ہونے تک بچے کو [غلام] کہتے ہیں۔<sup>②</sup>

امام قرطبی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: اس میں بچوں کو ان کے متعلقہ دین کی

ضروری باتیں اور آداب سکھلانے کا ثبوت ملتا ہے۔<sup>③</sup>

(۱۳)

## مریضوں کو دعوتِ دین دینا

نبی کریم ﷺ بیماروں کی عیادت کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے اور

① متفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب الأطعمة، باب التسمية على الطعام والأكل باليمين، رقم

الحدیث ۵۳۷۶، ۵۲۱/۹، صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب

وأحكامهما، رقم الحدیث ۱۰۸ (۲۰۲۲)، ۱۵۵۹/۳، الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

② ملاحظہ ہو: فتح الباری ۵۲۱/۹، نوٹ: اس بارے میں مزید مثالیں راقم السطور کی کتاب [بچوں کا

احساب] اور [نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم] صفحات ۷۷-۷۸ میں ملاحظہ فرمائیے۔

③ ملاحظہ ہو: المفہم ۵/۲۹۷-۲۹۸۔

ساتھ ہی انہیں دعوت دین بھی دیتے۔ اسی طرح جب مریض لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے، تو آپ ﷺ انہیں دین کی باتیں بتلاتے۔ ذیل میں توفیق الہی سے اس بارے میں تین مثالیں پیش کی جا رہی ہیں:

۱: بنونجار کے شخص کو دعوت توحید:

حضرات امہ احمد، ابوعلی اور ضیاء مقدسی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک نبی کریم ﷺ بنونجار کے ایک شخص کی عیادت کی غرض سے اس کے ہاں تشریف لے گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:

”يَا خَالُ اقْلُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ.“ ❶

”اے ماموں! آپ [لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] پڑھ لیجیے۔“

اس (شخص) نے کہا:

”أَوْ خَالٌ أَنَا أَوْ عَمٌّ؟“

”کیا میں ماموں ہوں یا چچا؟“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”لَا، بَلْ خَالٌ.“

”نہیں، بلکہ (آپ) ماموں ہیں۔“

پھر آنحضرت ﷺ نے اس سے کہا:

”قُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ.“

”کہیے: لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ.“ ❷

اس نے کہا:

❶ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

❷ یعنی ان کے سوا کوئی معبود نہیں۔

”خیر لی؟“

[”کیا یہ کہنا میرے لیے بہتر ہے؟“]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“

حدیث سے معلوم ہونے والی چار باتیں:

۱: آنحضرت ﷺ نے عیادت کے دوران حاصل ہونے والے موقع کو دعوتِ دین کے لیے استعمال فرمایا۔

۲: آنحضرت ﷺ نے دعوتِ توحید دی، کہ دعوتِ دین کی اساس، بنیاد اور نقطہ آغاز یہی دعوت ہے۔

۳: آنحضرت ﷺ نے مریض شخص کو [یَسَا خَسَال] [اے ماموں] کے الفاظ کے ساتھ مخاطب کر کے ان کے جذبات کو ابھارا۔

۴: آنحضرت ﷺ نے ایک ہی موقع پر ایک سے زائد مرتبہ دعوت دی۔  
فصلواتِ ربی و سلامہ علیہ۔

ب: بیمار عورت کو صبر کی ترغیب:

امام بخاری اور امام مسلم نے عطاء بن ابی رباح سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے کہا: ”مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ”کیا میں تمہیں ایک جنتی عورت نہ دکھلاؤں؟“ میں نے عرض کیا: ”کیوں نہیں۔ (ضرور دکھلائیے)۔“

① المسند، رقم الحدیث ۱۲۵۴۳، ۱۸/۲۰؛ و مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث

۷۵۷۔ (۳۵۱۲)، ۲۲۷/۶، والأحادیث المختارة، رقم الحدیث ۱۶۴۱، ۳۵/۵۔ ۳۶۔

الفاظ حدیث المسند کے ہیں۔ حافظ بیہقی نے لکھا ہے: ”اس کو احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے راویان

صحیح کے روایت کرنے والے ہیں۔“ مسند ابی یعلیٰ اور الأحادیث المختارة کے محققین نے اس کی

[سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ۳۰۵/۵، و هامش مسند ابی یعلیٰ ۲۲۷/۶؛

و هامش المختارة ۳۵/۵)۔

انہوں نے کہا: ”اس کالی عورت نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

”إِنِّي أَصْرَعُ، وَإِنِّي أَنْكَشَفُ، فَادْعُ اللَّهَ لِي.“  
 [”بے شک مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور بے شک میری بے پردگی ہوتی ہے، پس میرے لیے دعا کیجیے (کہ مجھے اللہ تعالیٰ اس مرض سے شفا دے دیں)۔“]  
 آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”إِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ وَلَكَ الْجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتَ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيَكَ.“

[”اگر تم چاہو تو صبر کرو، تو تمہارے لیے جنت ہے اور اگر تم چاہو، تو میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کروں، کہ وہ تمہیں عافیت عطا فرمادیں“]  
 اس [خاتون] نے عرض کیا:

”إِنِّي أَنْكَشَفُ، فَادْعُ اللَّهَ أَنْ لَا أَنْكَشَفَ.“<sup>۱</sup>

”بے شک (مرگی کے وقت) میری بے پردگی ہو جاتی ہے، پس آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے، کہ میری بے پردگی نہ ہو۔“  
 چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔

اس حدیث شریف سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے صبر کا عظیم ثواب بیان فرما کر بیمار عورت کو صبر کی ترغیب دی۔

① متفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب المرضی، باب فضل من بصرع من الريح، رقم الحدیث ۵۶۵۲، ۱۰/۱۱۴؛ وصحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب ثواب المؤمن مما یصیبه من مرض أو حزن أو نحو ذلك.....، رقم الحدیث ۵۴۔ (۲۵۷۶)، ۱۹۹۴/۴۔ الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

ج: بیمار عورت کو بخار کو برا بھلا کہنے سے روکنا:

امام مسلم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ  
 ”بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام السائب یا ام المسیب کے ہاں تشریف  
 لائے، اور فرمایا:

”مَا لِكِ يَا أُمَّ السَّائِبِ أَوْ أُمَّ الْمُسَيْبِ! تُزْفِرِينَ؟“

”اے ام السائب یا ام المسیب! تمہیں کیا ہوا ہے؟ کپکپا رہی ہو؟“  
 انہوں نے عرض کیا:

”الْحُمَّى، لَا بَارَكَ اللَّهُ فِيهَا.“

”بخار (کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ اس میں برکت نہ فرمائیں۔“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”لَا تَسْبِي الْحُمَّى، فَإِنَّهَا تَذْهَبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ كَمَا يَذْهَبُ  
 الْكَبِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ.“<sup>①</sup>

”بخار کو برا بھلا نہ کہو، کیونکہ یہ تو انسانوں کی خطاؤں کو اس طرح ختم  
 کر دیتا ہے، جس طرح کہ بھٹی لوہے کے میل پچیل کو دور کر دیتی ہے۔“  
 حدیث سے معلوم ہونے والی تین باتیں:

۱: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمان ہونے کے باوجود خاتون کو غلط بات سے منع فرمایا۔  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہونا غلط بات پر ٹوکنے کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکا۔

① صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآداب، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض أو  
 حزن أو نحو ذلك، .....، رقم الحديث ۵۳- (۲۰۷۵)، ۱۹۹۳/۴.

۲: آنحضرت ﷺ نے علت احتساب ❶ بھی بیان فرمادی، کہ بخار گناہوں کو ختم کرنے کی بنا پر برا بھلا کہنے کا مستحق نہیں۔

۳: آنحضرت ﷺ نے بخار کے گناہوں کو ختم کرنے کو مثال سے واضح فرمایا۔

(۱۴)

## مصیبت زدہ لوگوں کو تلقین صبر

ہمارے نبی کریم ﷺ دکھی اور رنجیدہ لوگوں کو حوصلہ دیتے اور انہیں صبر کی تلقین فرماتے۔ توفیق الہی سے اس سلسلے میں ذیل میں دو واقعات پیش کئے جا رہے ہیں:

۱: ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو شوہر کی وفات پر تلقین صبر:

امام مسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں

نے بیان کیا:

”جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے، تو میں نے کہا:

”غَرِيبٌ، وَفِي اَرْضٍ غُرْبَةٍ، لَا بَكِيْنَةٌ بِكَاءٍ يَتَحَدَّثُ عَنْهُ.“ ❶

”پر دیسی، پردیس ہی میں (چل بے)، میں ضرور ان پر ایسا روؤں گی،

کہ اس کو بیان کیا جائے گا۔

❶ یعنی ام السائب یا ام المسیب کو اپنے نوکے کی وجہ اور سبب۔

نوٹ: اس طرح آنحضرت ﷺ نے ام العلاء رضی اللہ عنہا کی عیادت کے وقت مسلمان کی بیماری کی فضیلت کو

بیان فرمایا۔ (ملاحظہ ہو: سنن أبي داود، کتاب الحنائن، باب عيادة النساء، رقم الحديث

۳۰۹۰، ۲۴۶/۸) اور شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبي داود

۵۹۷/۲)۔

❷ ان کا مقصود یہ تھا، کہ وہ ان پر شدید نوحہ کریں گی۔ (ملاحظہ ہو: المفہم ۵۷۴/۲)۔

تو میں ان پر رونے کے لیے تیار ہو چکی تھی، کہ مدینہ کے مضافات سے ایک عورت آئی اور وہ (رونے میں) میری مدد کرنا چاہتی تھی۔ (راستے میں) رسول اللہ ﷺ سے اسے ملے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”أَتُرِيدِينَ أَنْ تَدْخِلِي الشَّيْطَانَ بَيْنَنَا أَخْرَجَهُ اللَّهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ؟“

[”کیا تو شیطان کو اس گھر میں داخل کرنا چاہتی ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو وہاں سے دو مرتبہ نکالا ہے؟“]

(ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا):

”فَكَفَفْتُ عَنِ الْبُكَاءِ فَلَمْ أَبْكِي.“<sup>①</sup>

”پس میں رونے سے رک گئی اور میں نہ روئی۔“

حدیث سے معلوم ہونے والی دو باتیں:

۱: آنحضرت ﷺ نے مصیبت پر نوحہ کرنے سے روکا۔

۲: آنحضرت ﷺ نے روکنے کا سبب بھی بیان فرمایا، کہ نوحہ کی بنا پر شیطان گھر میں داخل ہوتا ہے۔

### ب: خاتون کو بیٹے کی وفات پر صبر کا حکم:

امام مسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ

”بے شک رسول اللہ ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے، جو کہ اپنے

بچے (کی وفات) پر رو رہی تھی۔<sup>②</sup> آنحضرت ﷺ نے اس سے فرمایا:

① دو دفعہ نکالنے سے مراد شاید یہ ہے، کہ ایک دفعہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے خالص اسلام سے اور دوسری دفعہ ان کی بہترین ہجرت سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ملاحظہ ہو: المفہم ۵۷۴/۲، ۵۷۵)۔

② صحیح مسلم، کتاب الحناز، باب البكاء علی العیت، رقم الحدیث ۱۔ (۹۲۲)، ۶۳۵/۲۔

③ عورت کے رونے سے مراد ایسا رونا ہے، جس کے ساتھ آواز کو بلند کرنا یا اس کے علاوہ بین وغیرہ کرنا شامل تھا، کیوں کہ مصیبت پر صرف رونے کی تو ممانعت نہیں۔ (ملاحظہ ہو: المفہم ۵۷۹/۲)۔

”اتَّقِي اللَّهَ وَاصْبِرِي.“

[”اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور صبر کرو“]

وہ کہنے لگی:

”وَمَا تَبَالِي بِمُصِيبَتِي.“

”تمہیں تو میری مصیبت کی پروا نہیں۔“

جب آنحضرت ﷺ (وہاں سے) تشریف لے گئے، تو اس سے کہا گیا:

”إِنَّهُ لَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ.“

”یقیناً وہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔“

تو یہ (خبر) اس پر موت کی مانند آئی ❶ پھر وہ آپ ﷺ کے دروازے پر آئی

اور وہاں دربان نہ دیکھے اور اس نے عرض کیا:

”يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَمْ أَعْرِفَكَ.“

”یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ أَوَّلِ الصَّدْمَةِ.“ ❷

”یقیناً صبر تو وہی ہے، جو صدمہ کے شروع میں ہو۔“

حدیث سے معلوم ہونے والی تین باتیں:

❶: آنحضرت ﷺ نے مصیبت زدہ عورت کو بین و غیرہ کرنے سے منع فرمایا۔

❷: امام نووی حدیث شریف کے فوائد ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں: ”اس

❶ یعنی اس کو معلوم کر کے اس قدر صدمہ ہوا، جس قدر موت کی وجہ سے صدمہ پہنچتا ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الحناظر، باب في الصبر على المصيبة عند الصدمة الأولى، رقم

الحدیث ۱۵- (۹۲۶)، ۲/۶۳۷-۶۳۸.

- ۱: میں ہر ایک کو نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہے۔“<sup>①</sup>
- ۲: بسا اوقات نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے کو ناگوار صورتِ حال کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایسے موقع پر دعوت دینے والے کو تحمل اور نرمی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔
- ۳: آنحضرت ﷺ کی بردباری اور تواضع، کہ خاتون کا ناگوار جواب سننے کے باوجود، اس کو کچھ نہ کہا۔

(۱۵)

## تاجروں کو دعوتِ دین

ہمارے نبی کریم ﷺ تاجروں کو دعوتِ دین دینے کا بھی اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ اس بارے میں ذیل میں چار مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

۱: تاجروں کو جھوٹ سے بچنے کا حکم:

امام طبرانی نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْرُجُ إِلَيْنَا وَكُنَّا تَجَارًا، وَكَانَ يَقُولُ:

”يَا مَعْشَرَ التَّجَارِ! إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ.“

”رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لایا کرتے تھے اور ہم تجارت

کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ فرمایا کرتے تھے:

”اے تاجرو!، جھوٹ سے بچو۔“

① شرح النووي ۶/۲۲۴.

نوٹ: اس بارے میں ایک اور مثال: [آنحضرت ﷺ کا اپنی صاحبزادی کو حالت نزع میں موجود نواسے کے فوت ہونے پر صبر کی تلقین کرنا] ملاحظہ ہو: ”نبی کریم ﷺ بحیثیت والد“ ص ۱۵۰.

حدیث شریف سے معلوم ہونے والی تین باتیں:

۱: آنحضرت ﷺ کا بازار میں دعوت دین کے لیے نکلنا۔

۲: دعوت دین میں مخاطب لوگوں سے متعلقہ موضوع کے بارے میں گفتگو کرنا۔

۳: آنحضرت ﷺ کا اس طرح بازار تشریف لے جانا ایک آدھ مرتبہ کی بات نہ تھی، بلکہ الفاظ حدیث سے معلوم ہوتا ہے، کہ آپ ﷺ اس غرض سے کثرت سے وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔

ب: تاجروں کو تقویٰ، نیکی اور سچ گوئی کی تلقین:

حضرات ائمہ ترمذی، ابن حبان، بیہقی اور حاکم نے اسماعیل بن عبید بن رفاعہ بن رافع الزرقی سے روایت نقل کی ہے اور انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ (طیبہ) کی عید گاہ کی جانب روانہ ہوئے، تو وہاں لوگوں کو خرید و فروخت کرتے ہوئے دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ!“

”اے تاجرو!“

وہ (لوگ) رسول اللہ ﷺ کے لیے ہمہ تن گوش ہوئے اور انہوں نے اپنی نگاہوں اور گردنوں کو آنحضرت ﷺ کی طرف موڑ لیا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّ التُّجَّارَ يُعْتَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّارًا إِلَّا مَنْ اتَّقَى وَبَرَّ“

وَصَدَقَ“ ❶

❶ جامع الترمذی، أبواب البيوع، باب ما جاء في التجار وتسمية النبي ﷺ، إياهم، رقم

الحديث ۱۲۲۸، ۴/۲۳۵-۲۳۶؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، ←

”بے شک قیامت کے دن تاجر لوگ نافرمانوں کی حیثیت سے اٹھائے

جائیں گے مگر جس نے تقویٰ اختیار کیا، نیکی اور سچ بولا۔“

حدیث شریف سے معلوم ہونے والی چار باتیں:

۱: آنحضرت ﷺ نے راستے میں تاجروں کو دعوتِ دین دی۔

۲: آنحضرت ﷺ نے دعوت کا آغاز کرنے سے پیشتر [یا معشرَ التُّجَّارِ] فرما

کر ان کی توجہ اپنی طرف مبذول کروائی۔

۳: آنحضرت ﷺ نے مخاطب لوگوں کی صورتِ حال کی مناسبت سے گفتگو

فرمائی۔

۴: آنحضرت ﷺ نے اپنا پیغام انتہائی مختصر اور جامع الفاظ میں پہنچا دیا۔

فصلواتِ ربی و سلامہ علیہ.

### ج: تاجروں کو سچ گوئی کی تلقین:

حضراتِ ائمہ احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت قیس

بن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

كُنَّا قَوْمًا نَسْمَى السَّمَا سِرَّةَ، وَكُنَّا نَبِيعُ بِالْبَيْعِ، فَأَتَانَا

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَمَّانَا بِأَحْسَنَ مِنْ أَسْمَانَا، فَقَالَ:

◀ کتاب البیوع، ذکر إثبات الفحور للتجار الذین لا یتقون اللہ فی بیعہم وشرائہم، رقم

الحدیث ۴۹۱۰، ۲۷۶/۱۱-۲۷۷؛ والسنن الکبریٰ، کتاب البیوع، باب کراہیۃ الیمین

فی البیع، رقم الحدیث ۱۰۴۱۴، ۵/۴۳۶؛ والمستدرک علی الصحیحین، کتاب البیوع،

۶/۲. الفاظ حدیث السنن الکبریٰ اور المستدرک کے ہیں۔ امام ترمذی نے اس کو [حسن صحیح] کہا ہے۔

امام حاکم نے اس کی [سند صحیح] قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ شیخ البانی نے

اس کو [صحیح الثمرہ] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذی ۴/۳۳۶، والمستدرک ۶/۲، والتلخیص

۶/۲؛ وصحیح الترغیب والترہیب ۲/۳۴۲).

”يَا مَعْشَرَ التَّجَارِ! إِنَّ هَذَا الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ الْكُذِبُ وَالْيَمِينُ،  
فَشُوبُوهُ بِالصَّدَقَةِ.“ ❶

ہم لوگوں کو ”دلال“ کا نام دیا جاتا تھا اور ہم بیع کے مقام پر کاروبار کرتے تھے۔ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہمیں ہمارے [سابقہ] نام سے بہتر نام عطا فرمایا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”اے تاجرو! بے شک اس کاروبار میں جھوٹ اور قسم شامل ہو جاتی ہے، لہذا تم اس کے ساتھ صدقہ ملا لیا کرو (یعنی صدقہ خیرات کر لیا کرو)۔

حدیث سے معلوم ہونے والی پانچ باتیں:

۱: آنحضرت ﷺ کا بازار میں دعوت دین دینا۔

۲: مخاطب لوگوں کو اچھے لقب سے پکارنا، کہ اس سے ان کے توجہ اور دھیان سے بات کو سننے اور اس کو قبول کرنے کے امکانات میں اضافہ کی توقع ہوتی ہے۔

۳: آنحضرت ﷺ نے مخاطب لوگوں کے مناسب حال موضوع کے متعلق گفتگو فرمائی۔

❶ المسند، رقم الحدیث ۱۶۱۳۴، ۵۶/۲۶؛ و سنن ابی داود، کتاب البيوع، باب في التجارة يخالطها الحلف واللغو، رقم الحديث ۲۳۲۴، ۱۲۴/۷؛ و سنن النسائي، كتاب الأيمان والنذور، في الحلف واليمين لمن يعتقد اليمين بقلبه، ۱۴/۷؛ و سنن ابن ماجه، أبواب التجارات، التوقي في التجارة، رقم الحديث ۲۱۶۱، ۱۶/۲؛ والمستدرک علی الصحیحین، کتاب البيوع ۱۵/۲۔ الفاظ حدیث المستدرک کے ہیں۔ امام حاکم نے اس کی [سند کو صحیح] کہا ہے؛ حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے اور شیخ البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرک ۱۵/۲، والتلخیص ۱۵/۲، و صحیح الجامع الصغیر و زیادته، رقم الحدیث ۷۸۵۱-۳۵۲۹، ۳۰۵/۶، و صحیح سنن ابی داود ۶۴۰/۲، و صحیح سنن النسائي ۹۳۰/۳، و صحیح سنن ابن ماجه ۶/۲)۔

۴: آنحضرت ﷺ نے صدقہ کی ترغیب دینے سے پیشتر اس ترغیب کا سبب بھی بیان فرما دیا۔ اس طرح ترغیب کی قبولیت کی توقع میں توفیقِ الہی سے اضافہ ہوتا ہے۔ صدقہ کی ترغیب اور بیان کردہ سبب میں شاید تعلق یہ ہے، کہ کاروبار میں جھوٹ اور جھوٹی یا زیادہ قسموں کی بنا پر طبیعت میں تکدر پیدا ہوتا ہے اور صدقہ دینے سے اس کی دوری کی اللہ تعالیٰ سے توقع ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کے ایک دوسرے ارشاد گرامی: ”أَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا“<sup>۱</sup> برائی کے پیچھے نیکی لگا دو، وہ (نیکی) اس (برائی) کو مٹا دے گی۔“ سے اس بات کی تائید ہوتی ہے۔

اسی بارے میں علامہ طیبی لکھتے ہیں: ”بسا اوقات گھٹیا گفتگو اور زیادہ قسمیں کھانے سے نفس میں تکدر پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کے ازالہ اور نفس کی صفائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اسی تکدر کے ازالہ اور نفس کی صفائی کی خاطر صدقہ کرنے کا حکم دیا۔“<sup>۲</sup>

۵: آنحضرت ﷺ نے موقع و محل کو پیش نظر رکھتے ہوئے انتہائی مختصر اور جامع بات فرمائی۔ فصلواتِ ربی و سلامہ علیہ۔

د: تاجروں کو بازار سے واپس آنے پر تلاوت کی ترغیب:

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ

انہوں نے بیان کیا: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ! أَيْعِزُّ أَحَدُكُمْ إِذَا رَجَعَ مِنْ سُوقِهِ أَنْ يَقْرَأَ“

① ملاحظہ ہو: المسند، جزء من رقم الحدیث ۲۱۳۰۴، ۲۸۴/۳۰، شیخ ارتاؤدو اور ان کے رفقاء

نے اس کو [حسن لغیرہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۲۸۴/۳۰)۔

② شرح الطیبی ۲۱۱۹/۷۔

عَشْرَ آيَاتٍ فَيَكْتُبُ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ آيَةٍ حَسَنَةً. ❶

”اے تاجرو! کیا تم میں سے کوئی ایک اس بات کی طاقت نہیں رکھتا، کہ جب وہ بازار سے لوٹے، تو دس آیات پڑھ لے اور اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر آیت کے بدلہ میں نیکی لکھ دیں۔“

اس حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے تاجروں کو بازاروں سے واپس آ کر دس آیات پڑھنے کی ترغیب دی ہے۔ شاید اس ترغیب کی حکمت یہ ہو، کہ بازار میں ہونے والے گناہوں کی وجہ سے طبیعتوں میں پیدا ہونے والا تکدر تلاوت قرآن پاک سے دور ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۶)

## فقراء کو دعوتِ دین

ہمارے نبی کریم ﷺ غریب لوگوں کو بھی دعوتِ دین دینے کا اہتمام فرماتے۔ آنحضرت ﷺ ان کے ساتھ بیٹھتے اور انہیں دین کی باتوں کی تعلیم دیتے۔ ذیل میں توفیق الہی سے اس بارے میں تین مثالیں پیش کی جا رہی ہیں:

### ۱: قرآن کریم پڑھنے کی ترغیب:

امام مسلم نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ”رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم صفہ میں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

❶ منقول از: مجمع الزوائد، کتاب الأذکار، باب ما یقول إذا دخل السوق وإذا رجع منه، ۱۰/۱۲۹۔ حافظ بیہقی نے لکھا ہے: ”اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ ربیع بن ثعلب اور ابی اسماعیل المؤدب کے علاوہ باقی راوی صحیح کے روایت کرنے والے ہیں اور وہ دونوں (بھی) ثقہ ہیں۔“ (المرجع السابق ۱۰/۱۲۹)۔

”أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يَغْدُوَ كُلَّ يَوْمٍ إِلَى بَطْحَانَ أَوْ الْعَقِيقِ فَيَأْتِيَ  
بِنَاقَتَيْنِ كَوْمًا وَبَيْنَ فِي غَيْرِ إِئْتِمٍ وَلَا قَطْعِ رَحِمٍ؟“

”تم میں سے کون یہ پسند کرتا ہے، کہ وہ ہر روز (وادی) بطنان یا (وادی) عقیق میں جائے اور وہاں سے دو اونچی کوہان والی اونٹنیاں گناہ اور قطع رحمی کے بغیر لے آئے۔“

ہم نے عرض کیا:

”يَا رَسُولَ اللَّهِ! نُحِبُّ ذَلِكَ.“

”یا رسول اللہ ﷺ! ہم اس کو پسند کرتے ہیں۔“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

أَفَلَا يَغْدُو أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيَعْلَمُ أَوْ يَقْرَأُ آيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ  
اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ خَيْرٌ لَهُ مِنْ نَاقَتَيْنِ، وَثَلَاثٌ خَيْرٌ لَهُ مِنْ ثَلَاثٍ، وَأَرْبَعٌ  
خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَرْبَعٍ، وَمِنْ أَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْإِبِلِ. ①

[”تم میں سے ایک مسجد کی طرف جا کر اللہ عزوجل کی کتاب کی دو آیتیں  
سکھانا یا پڑھنا کیوں نہیں؟ (یہ) اس کے لیے دو اونٹیوں سے بہتر ہے  
اور تین (آیات) کا (سکھلانا یا پڑھنا) تین سے بہتر ہے اور چار کا چار  
سے بہتر ہے اور اتنی ہی تعداد میں اونٹوں سے بہتر ہے۔“]

حدیث شریف کے الفاظ (اور اتنی ہی تعداد میں اونٹوں سے بہتر ہے) کے  
محدثین کرام نے دو معانی بیان کئے ہیں۔ ایک معنی یہ ہے، کہ مسجد میں جا کر جس  
قدر آیات سکھائی یا پڑھی جائیں گی، وہ اتنی ہی تعداد میں اونٹوں کے حاصل کرنے

① صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل قراءة القرآن في الصلاة وتعلمه،

رقم الحدیث ۲۵۱ - (۸۰۳)، ۱/۵۵۲.

سے بہتر ہوگا۔ دوسرا معنی یہ ہے، کہ دو آیتوں کا سکھلانا یا پڑھنا، دو اونٹنیوں اور اتنی ہی تعداد میں اونٹوں سے بہتر ہے، یعنی دو اونٹنیوں اور دو اونٹوں سے بہتر ہے، تین آیات کا سکھلانا یا پڑھنا تین اونٹنیوں اور تین اونٹوں سے بہتر ہے، چار آیات کا سکھلانا یا پڑھنا چار اونٹنیوں اور چار اونٹوں سے بہتر ہے۔

اس حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے مسجد میں آ کر قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کی فضیلت بیان فرما کر اصحاب صفہ کو اس کی ترغیب دی۔  
حدیث سے معلوم ہونے والی دیگر تین باتیں:

۱: آنحضرت ﷺ نے مسجد میں آ کر قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کی فضیلت بیان کرنے کے لیے اسلوب استفہام اختیار فرمایا، تاکہ سامعین بتلائی جانے والی بات کی طرف خوب متوجہ ہو جائیں۔<sup>①</sup>

۲: آنحضرت ﷺ نے قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کے ثواب کو ایک مثال سے بیان فرمایا اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے، کہ انسانی نفوس مثالوں سے نسبتاً زیادہ مانوس ہوتے ہیں اور بیان کردہ بات کو زیادہ قبول کرتے ہیں۔<sup>②</sup>

۳: آنحضرت ﷺ نے مثال کے انتخاب میں مخاطب لوگوں کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسی مثال بیان فرمائی، کہ اس کے عناصر ان کے ماحول میں موجود تھے اور وہ اس سے خوب آشنا تھے۔<sup>③</sup>

**ب: فقراء کے لیے بشارت:**

امام ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے،

① اس بارے میں تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: کتاب ”نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم“ صفحات ۲۱۳-۲۲۱۔

② اس بارے میں تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ”إعلام السوفعین“ ۱/۲۳۹-۲۴۰ اور ”نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم“ صفحات ۱۸۶-۱۸۷۔

③ اس بارے میں تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: المرجع السابق صفحات ۳۷۵-۳۹۳۔

کہ انہوں نے بیان کیا:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”يَا مَعْشَرَ الْفُقَرَاءِ! أَلَا أُبَشِّرُكُمْ أَنَّ فُقَرَاءَ الْمُؤْمِنِينَ يَدْخُلُونَ

الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَائِهِمْ بِنِصْفِ يَوْمٍ، خَمْسِمِائَةَ عَامٍ.“<sup>①</sup>

[”اے گروہ فقراء! کیا میں تمہیں بشارت نہ دوں، کہ اہل ایمان کے فقراء

ان کے مالداروں سے نصف دن (یعنی) پانچ سو سال پہلے جنت میں

داخل ہو جائیں گے“]

اس حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے فقیر اہل ایمان کو ایک عظیم الشان

بشارت سے نوازا ہے۔ علامہ طیبی اس کا سبب بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

”مال داروں کو حساب کے لیے روکا جائے گا، کہ انہوں نے مال کو کہاں سے کمایا اور

کہاں خرچ کیا، لیکن فقیروں کے پاس تو دنیا میں مال نہ تھا، تو ان سے اس بارے میں

کیا حساب ہوگا؟“<sup>②</sup>

علامہ رحمۃ مزید لکھتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ صبر کرنے والے نیک فقراء اور مال

کے حقوق ادا کرنے والے شکر گزار اغنیاء (دونوں) کی طرف خصوصی توجہ دیتے تھے۔“<sup>③</sup>

ج: مہاجر فقراء کو سابقین کے درجات یا لینے والی بات کی تعلیم:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ

① سنن ابن ماجہ، أبواب الزهد، منزلة الفقراء، جزء من رقم الحديث ۴۱۷۶، ۴۱۷۲/۲؛ شیخ

البانی نے اس کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح الجامع الصغیر و زیادتہ، رقم الحديث

۷۸۵۳-۷۸۵۴/۶، ۳۰۵/۶، ۳۰۶-۳۰۷)۔

② شرح الطیبی ۱۶۸۶/۵۔

③ المرجع السابق ۱۶۸۶/۵۔

بے شک غریب مہاجرین نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

”ذَهَبَ أَهْلُ الدُّنُورِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلَى وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ.“

”مال دار لوگ بلند درجوں پر پہنچ گئے اور ابدی نعمتوں کو (بھی) لوٹ لیا۔“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”وَمَا ذَاكَ؟“ ”وہ کیوں؟“

انہوں نے عرض کیا:

”يُصَلُّونَ كَمَا نَصَلِّي ، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ ،

وَيَتَصَدَّقُونَ ، وَلَا نَتَصَدَّقُ ، وَيُعْتِقُونَ وَلَا نُعْتِقُ.“

”وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں، اور روزے رکھتے ہیں جیسے

ہم روزے رکھتے ہیں، وہ صدقہ دیتے ہیں اور ہم صدقہ نہیں دیتے، وہ

(غلام) آزاد کرتے ہیں اور ہم آزاد نہیں کرتے۔“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”أَفَلَا أَعْلَمُكُمْ شَيْئًا تَذَرُ كُونَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُمْ ، وَتَسْبِقُونَ بِهِ مَنْ

بَعْدَكُمْ ، وَلَا يَكُونُ أَحَدُكُمْ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا

صَنَعْتُمْ؟“

”کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ سکھلا دوں، کہ تم اس کے ساتھ ان کو جا ملو، جو تم

پر سبقت لے چکے ہیں اور ان سے (ہمیشہ) آگے رہو، جو تم سے پیچھے ہیں

اور کوئی تم سے افضل نہ ہو، مگر وہ، جو وہی کام کرے، جو تم کرتے ہو؟

انہوں نے عرض کیا:

”بلی یا رسول اللہ!“

”ضرور (بتلائیے) یا رسول اللہ ﷺ!“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”تُسَبِّحُونَ، وَتُكَبِّرُونَ وَتُحَمِّدُونَ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ  
مَرَّةً.....“ الحدیث ①

[”تم ہر (فرض) نماز کے بعد تینتیس تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، اللہ اکبر اور  
الحمد للہ کہو..... الحدیث]

اس حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ نے فقیر مہاجرین کو وہ چیز سکھائی، کہ  
جس کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے مال دار صحابہ کا مقام و مرتبہ  
پا سکتے تھے اور دوسرے لوگوں پر سبقت لے سکتے تھے۔

(۱۷)

## بدوؤوں کو دعوتِ دین

بدو لوگ ② آنحضرت ﷺ کے پاس آیا کرتے تھے۔ اسی طرح دوران سفر  
بھی ان سے ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ ایسے مواقع پر آنحضرت ﷺ انہیں اسلام قبول  
کرنے اور دیگر دینی باتوں کی دعوت دیتے۔ اس بارے میں توفیق الہی سے تین  
مثالیں پیش کی جا رہی ہیں:

۱: ارادہ قتل کرنے والے بدو کو دعوتِ اسلام:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں  
نے بیان کیا:

”ہم (غزوہ) ذات الرقاع میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم ایک

① مشفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب الذکر بعد الصلاة، جزء من رقم الحدیث  
۸۴۳، ۳۲۵/۲؛ صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب استحباب الذکر  
بعد الصلاة، وبيان صفته، جزء من رقم الحدیث ۱۴۳- (۵۹۵)، ۱/۴۱۶-۴۱۷. الفاظ  
حدیث صحیح مسلم کے ہیں۔ ② خانہ بدوش لوگ

گھنے سائے والے درخت کے پاس آئے، تو ہم نے اس کو نبی کریم ﷺ کے لیے مخصوص کر دیا۔ پھر مشرکوں میں سے ایک شخص آیا اور اس وقت نبی کریم ﷺ کی تلوار درخت کے ساتھ لٹک رہی تھی۔ اس نے وہ تلوار میان سے نکال لی اور آنحضرت ﷺ سے کہنے لگا:

”تم مجھ سے ڈرتے ہو۔“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“

وہ کہنے لگا:

”فَمَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟“

”سو تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ۔“ ❶

اور صحیح ابی بکر اسماعیلی کی روایت میں ہے:

فَسَقَطَ السَّيْفُ مِنْ يَدِهِ، فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ السَّيْفَ،

فَقَالَ: ”مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي؟“

تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی، تو رسول اللہ ﷺ نے تلوار پکڑ لی اور

پوچھا: ”تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟“

وہ کہنے لگا:

”كُنْ خَيْرَ آخِذٍ.“

”آپ بہترین (تلوار) تھامنے والے بنئے۔“

❶ متفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب المغازی، غزوة ذات الرقاع، جزء من رقم الحديث

۴۱۳۶، ۷/۴۶۶؛ وصحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب صلاة الخوف،

جزء من رقم الحديث ۳۱۱- (۸۴۲)، ۱/۷۵۶. الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟“

”کیا تم گواہی دیتے ہو، کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک

میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟“

اس نے جواب دیا:

”لا، وَلَكِنِّي أَعَاهِدُكَ أَنْ لَا أُقَاتِلَكَ، وَلَا أَكُونُ مَعَ قَوْمٍ

يُقَاتِلُونَكَ.“

”نہیں، لیکن میں آپ سے عہد کرتا ہوں، کہ کبھی آپ کے ساتھ لڑائی

نہیں کروں گا اور نہ ہی کسی ایسی قوم کے ساتھ تعاون کروں گا، جو آپ

سے جنگ کرے گی۔“

آنحضرت ﷺ نے اسے چھوڑ دیا، تو وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا:

”جِئْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ خَيْرِ النَّاسِ.“<sup>①</sup>

”میں لوگوں میں سے بہترین (شخص) کے پاس سے تمہارے ہاں آیا ہوں۔“

صحیح بخاری کی روایت میں ہے: جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

”ہم سوئے ہی تھے، کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بلایا۔ ہم آنحضرت ﷺ

کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو (وہاں) ایک بدو بیٹھا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا:

”إِنَّ هَذَا اخْتَرَطَ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ، فَاسْتَيْقَظْتُ، وَهُوَ فِي

① منقول از: مشكاة المصابيح، باب التوكل والصبر، الفصل الثالث، جزء من رقم الحديث ۵۳۰۵،

۱/۳۶۶۰. امام نووی نے بھی اس روایت کو ریاض الصالحین میں ذکر کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ریاض

الصالحین، باب البقین والتوكل، ص (۵)۔

يَدِهِ صَلُّنَا، فَقَالَ لِي: "مَنْ يَمْنَعُكَ؟" ❶

”بے شک اس نے میری نیند ہی کے دوران میری تلوار کو نیام سے نکالا۔

میں بیدار ہوا، تو وہ اس کے ہاتھ میں بے نیام تھی۔ پھر اس نے مجھ سے

کہا: ”تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟“

حدیث سے معلوم ہونے والی تین باتیں:

۱: آنحضرت ﷺ کے سینہ اطہر میں لوگوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کی تڑپ کس قدر شدید تھی، کہ قتل کی دھمکی دینے والے پر قابو پانے کے بعد اس کو توحید و رسالت کے اقرار کی دعوت دی۔

۲: آپ ﷺ رحمت و شفقت اور عفو و درگزر میں کس قدر بلندی پر فائز تھے! معاذ اللہ! جان سے ختم کرنے کی دھمکی دینے والے کی گردن کو جہنم کی آگ سے آزاد کروانے کے لیے کوشاں ہیں۔ دعوتِ اسلام قبول کرنے سے اس کے انکار پر بھی انتقام نہیں لیتے، بلکہ بلا سزا چھوڑ دیتے ہیں اور اس دشمن نے بھی آنحضور ﷺ کے متعلق کتنا خوب صورت جملہ کہا:

”جِئْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ خَيْرِ النَّاسِ .“

”(اے میری قوم!) میں تمہارے پاس لوگوں میں سے بہترین انسان

کے ہاں سے آیا ہوں۔“

اور رب ذوالجلال کی قسم! یقیناً وہ بہترین انسان تھے۔ فصلواتِ ربی و سلامہ علیہ.

۳: آنحضرت ﷺ نے ایک بدو کو دعوتِ دین دی۔

❶ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة ذات الرقاع، جزء من رقم الحديث ۴۱۳۵،

ب: ایک بدّہ و کو احترام مسجد کی تلقین:

امام مسلم اور امام ابن حبان نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”ہم مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، کہ ایک بدو آیا اور اس نے

مسجد میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے

صحابہ نے کہا: ”رک جاؤ، رک جاؤ۔“

انہوں نے بیان کیا: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”لَا تُزْرِمُوهُ، دَعُوهُ.“

”اس (کے پیشاب) کو نہ روکو۔ اس کو چھوڑ دو۔“

انہوں نے اس کو چھوڑ دیا، یہاں تک کہ وہ پیشاب کر چکا۔ پھر رسول اللہ ﷺ

نے اس کو بلا کر فرمایا:

”إِنَّ هَذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هَذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَدْرِ،

إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَالصَّلَاةِ، وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ.“ أَوْ كَمَا

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. ①

”بے شک یہ مسجدیں اس پیشاب اور نجاست کے لائق نہیں، ② وہ تو اللہ

عزوجل کے ذکر، نماز اور قرآن (کریم) پڑھنے کے لیے ہیں۔“ یا جیسے

① صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب وجوب غسل البول وغیرہ من النجاسات إذا حصلت فی المسجد.....، رقم الحدیث ۱۰۰..... (۲۸۵)، ۱/۲۳۶-۲۳۷؛ والإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، کتاب الطہارۃ، باب تطہیر النجاسة، رقم الحدیث ۱۴۰۱، ۴/۲۴۶. الفاظ حدیث صحیح مسلم کے ہیں۔

② یعنی مسجد میں پیشاب کرنا یا کوئی اور نجاست پھیلانا مسجد کے شانِ اہم نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

حدیث سے معلوم ہونے والی چار باتیں:

۱: بسا اوقات کسی برائی پر وقتی طور پر خاموشی اختیار کی جاتی ہے، کیونکہ فوری طور پر

اس سے روکنے سے اس سے بڑی برائی کا خدشہ ہوتا ہے۔ بدو کے پیشاب کی

گندگی محدود جگہ پر تھی۔ روکنے کی صورت میں اس گندگی کے اثرات اس کے جسم،

کپڑوں اور مسجد میں زیادہ جگہوں پر پہنچنے کا امکان تھا اور اس وجہ سے..... واللہ

تعالیٰ اعلم بالصواب..... آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو اسے کچھ نہ کہنے کا حکم دیا۔

۲: برائی سے ہر روکنے والا درست نہیں ہوتا۔ حضرات صحابہ کا اس وقت روکنا درست

نہیں تھا، اسی لیے آنحضرت ﷺ نے انہیں بدو کو روکنے سے منع فرما دیا تھا،

کیونکہ ان کے روکنے سے متعدد برائیوں کے پیدا ہونے کا اندیشہ تھا۔

۳: برائی پر وقتی طور پر خاموشی کا معنی نہ تو اس پر رضامندی ہے اور نہ ہی ہمیشہ کے

لیے اس پر احتساب نہ کرنا ہے۔ بلکہ مناسب وقت پر ٹھیک انداز سے احتساب

ضروری ہے۔

۴: آنحضرت ﷺ نے بدو کو انتہائی نرمی اور شفقت سے احترامِ مسجد کی تلقین

فرمائی۔ امام ابن حبان نے اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[ذِكْرُ الْبَيَانِ بِأَنَّ قَوْلَ الْمُصْطَفَى ﷺ (دَعْوُهُ) أَرَادَ بِهِ

التَّرَفُّقَ لِتَعْلِيمِهِ مَا لَمْ يَعْلَمْ مِنْ دِينِ اللَّهِ وَأَحْكَامِهِ] •

[اس بات کا بیان، کہ مصطفیٰ ﷺ کے ارشاد [اس کو چھوڑ دو] کا مقصود یہ

تھا، کہ اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے احکام، جنہیں وہ نہیں جانتا تھا، کی

① الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان ۴/ ۲۴۶.

تعلیم اس کو شفقت سے دی جائے]

ج: اپنے ہاں پیدا ہونے والے بچے کی نفی کرنے والے بدو کو نصیحت:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ  
”بے شک ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر  
عرض کیا:

”إِنَّ أُمَّرَأَتِي وَوَلَدَتُ غُلَامًا أَسْوَدَ ، وَ إِنِّي أَنْكَرْتُهُ .“

[”بے شک میری بیوی نے ایک سیاہ رنگ کے لڑکے کو جنم دیا تھا اور یقیناً

میں نے اس کا انکار کر دیا ہے“] ❶

رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا:

”هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟“

”کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟“

اس نے عرض کیا:

”نَعَمْ“

”جی ہاں۔“

آپ ﷺ نے دریافت کیا:

”فَمَا أَلْوَانُهَا؟“

”ان کے رنگ کیا ہیں؟“

اس نے عرض کیا:

”حُمْرٌ .“

”سرخ۔“

❶ یعنی میں نے اس کو اپنا بیٹا ماننے سے انکار کر دیا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے پوچھا:

”هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقٍ؟“

”کیا ان میں کوئی خاکی رنگ کا بھی ہے؟“

اس نے جواب دیا:

”إِنَّ فِيهَا لَوَرِقًا“

”یقیناً ان میں البتہ خاکی بھی ہے۔“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”فَأَنْتَى تَرَى ذَلِكَ جَاءَهَا؟“

”تمہاری رائے میں یہ کیسے آ گیا؟“

اس نے جواب دیا:

”لَعَلَّ هَذَا عِرْقٌ نَزَعَهُ“

”شاید یہ (رنگ) کسی رگ نے کھینچ لیا ہو۔“

”وَلَمْ يُرَخَّصْ لَهُ فِي الْإِنْتِفَاءِ مِنْهُ.“<sup>①</sup>

آنحضرت ﷺ نے اس کو اس [بچے] کے انکار کی اجازت نہ دی۔

اس حدیث شریف سے یہ بات معلوم ہوتی ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے ایک اعرابی کے لیے اس بات کو واضح فرمایا، کہ جنم لینے والے بچے کے والدین سے مختلف رنگ کی بنا پر اس کو اپنا بچہ ماننے سے انکار کرنا نادرست اور غلط فیصلہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی بات سمجھانے کے لیے جن باتوں کا اہتمام فرمایا، ان میں سے تین درج ذیل ہیں:

① متفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، رقم الحدیث ۷۳۱۴،

۲۹۶۶/۱۳؛ صحیح مسلم، کتاب اللعان، رقم الحدیث ۱۸۔ (۱۵۰۰)، ۱۱۳۷/۲۔

۱: آنحضرت ﷺ نے اسلوب استفہام استعمال فرمایا۔ تمہا خود ہی نہ بولتے رہے، بلکہ اس کو بھی شریک گفتگو کیا، تاکہ بتلائی جانے والی بات میں اس کی زیادہ سے زیادہ دلچسپی پیدا ہو۔

۲: بات سمجھانے کی غرض سے مثال پیش فرمائی، تاکہ بات زیادہ واضح ہو جائے۔ امام بخاری نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ مَنْ شَبَّهَ أَصْلًا مَعْلُومًا بِأَصْلِ مُبَيَّنٍّ ، وَقَدْ بَيَّنَّ النَّبِيُّ ﷺ حُكْمَهُمَا لِيَفْهَمَ السَّائِلُ] ❶

[اس بارے میں باب، کہ ایک امر معلوم کو دوسرے امر واضح سے تشبیہ دینا، تاکہ سائل سمجھ جائے، اور نبی ﷺ دونوں کا حکم بیان کر چکے ہوں]

۳: مثال کے چناؤ میں اعرابی کے حالات کا خیال رکھتے ہوئے اونٹوں کی مثال پیش فرمائی اور بدوؤں کے اونٹوں سے تعلق کو بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد موجود تمام لوگوں کو دین اسلام کی دعوت دی جائے گی، کیونکہ آنحضرت ﷺ کو بعثت کے بعد آنے والے تمام انسانوں کے لیے نبی اور رسول بنا کر مبعوث کیا گیا اور خود نبی کریم ﷺ نے تاحدا استطاعت تمام قسم کے لوگوں کو دین حق کی دعوت دی۔ اسی بارے میں ڈاکٹر علی عبدالعلیم محمود لکھتے ہیں: تمام لوگوں کو اس بات کی دعوت دی گئی ہے، کہ وہ تمہا اللہ تعالیٰ کی بغیر کسی قسم کے شرک کے عبادت کریں، ان کے ساتھ، ان کے فرشتوں، ان کی کتابوں اور ان کے رسولوں پر ایمان لائیں اور اس دین میں داخل ہو جائیں، جو (حضرت) محمد ﷺ لے کر تشریف لائے۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا، تو وہ گناہ گار ہوں گے۔

حالات کچھ بھی ہوں، کسی انسان کو غیر اللہ کی عبادت کی اجازت نہیں اور ہر شخص اس بات کا پابند ہے، کہ وہ اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کے اس کامل اور مفصل ضابطہ حیات کے مطابق بسر کرے، جو دین اسلام کی شکل میں آیا۔ جس کسی کو بھی اللہ تعالیٰ (کے دین) کی دعوت پہنچ گئی اور اس کو اسلامی شریعت کی خبر ہوگئی، وہ اس کا پابند ہے، خواہ وہ شہری ہو یا بادیہ نشین۔<sup>①</sup>



① ملاحظہ ہو: فقہ الدعوة إلى الله تعالى ۲/۹۴۳.



## مبحث سوئم

# اسلام کی عالم گیریت کے متعلق شبهات کی حقیقت

تمہید:

کچھ لوگ اسلام کے عالم گیر مذہب ہونے کے متعلق شبهات پیش کرتے ہیں۔ اس مقام پر توفیق الہی سے درج ذیل تین شبهات کی حقیقت بیان کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے:

- ۱: اسلام کے عالم گیر مذہب ہونے کے تصور کا حالات کی پیداوار ہونا
- ۲: اسلام کا صرف اہل عرب کا دین ہونا
- ۳: آنحضرت ﷺ کے دائرہ نبوت کو محدود کرنے کے لیے بعض آیات سے استدلال



**شبہ ۱:** اسلام کی عالم گیریت کے تصور کا حالات کی پیداوار ہونا اس بارے میں ولیم میور لکھتے ہیں:

”یہ خیال کہ اسلام تمام دنیا کے لیے ہے، بعد میں پیدا ہوا، اگرچہ بہت سی احادیث اس خیال کی تائید میں ہیں، تاہم پیغمبر اسلام کے ذہن میں اگر یہ تصور آیا بھی تھا، تو دھندلا سا تھا، کیونکہ آنحضرت ﷺ کی کل کائنات عرب تک محدود تھی اور نیا دین اسی ملک کے لیے مخصوص تھا۔ اول تا آخر اہل عرب ہی کو دعوت دی گئی اور انہی سے خطاب کیا گیا۔ ایک عالمگیر مذہب کا یقیناً بیج بودیا گیا تھا، لیکن اگر وہ بار آور ہوا، تو اس کی یہ وجہ ہوئی، کہ حالات نے مساعادت کی، نہ یہ کہ اس کے بانی کا یہ منشا اور ارادہ تھا۔“<sup>①</sup>

### حقیقتِ شبہ:

ولیم میور کی گفتگو کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

ا: اسلام کا تمام دنیا کے لیے ہونا، یہ خیال حالات کی مساعادت کی بنا پر بعد میں پیدا ہوا۔

ب: بہت سی احادیث کے اس خیال کی تائید کے باوجود پیغمبر اسلام کے ذہن میں اگر یہ تصور آیا بھی تھا، تو دھندلا سا تھا۔ اس پر ولیم میور کے خیال میں درج ذیل باتیں دلالت کرتی ہیں:

① تاریخِ خلافت ص ۳۳-۳۴؛ منقول از ”دعوتِ اسلام“ از پروفیسر آرنلڈ۔ حاشیہ ص ۳۳۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے، کہ یہی رائے کئیانی کی ہے۔ جلد ۵/ص ۳۲۳-۳۲۴۔

I: ان کی کل کائنات عرب تک محدود تھی۔

II: یہ دین اسی ملک کے لیے مخصوص تھا۔

III: اول تا آخر تک اہل عرب ہی کو دعوت دی گئی۔

مذکورہ بالا شبہ کے دلائل کی حقیقت سمجھنے کی خاطر قارئین کرام کی توجہ درج ذیل حقائق کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں:

1: اسلام کے تمام دنیا کے لیے دین ہونے کے عقیدے کا بیان صرف احادیث ہی نہیں کرتیں، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ بیسیوں آیات شریفہ بھی اس کو واضح اور واضح الفاظ میں بیان کرتی ہیں۔ قرآن کریم میں بیس سے زیادہ مرتبہ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ﴾ (اے لوگو) کے ساتھ خطاب کیا گیا ہے، بارہ مرتبہ سے زیادہ ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ﴾ (اے اہل کتاب) کے ساتھ خطاب کیا گیا۔ گزشتہ صفحات میں اشارہ آیات ذکر کی گئی ہیں، جن میں یہ بیان کیا گیا ہے، کہ آنحضرت ﷺ کو سب جہانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا گیا، آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ ﷺ پر نازل کردہ قرآن کریم سب جہان والوں کے لیے نصیحت ہے، اس میں متعدد مقامات پر سب لوگوں سے خطاب ہے اور آپ ﷺ کی بعثت کے بعد کرہ ارض پر موجود تمام لوگوں پر آپ کی امت میں شامل ہونا فرض ہے۔<sup>1</sup>

شیخ الاسلام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

”اور قرآن (کریم) میں اہل کتاب میں سے یہود و نصاریٰ، مشرک، بت پرستوں اور تمام انسانوں اور جنوں کو اس قدر کثرت سے دعوت دی گئی ہے، کہ اس کا آسانی سے شمار کرنا ممکن نہیں۔“<sup>2</sup>

1 ملاحظہ ہو: اس کتاب کا بحث اول۔

2 الحوَاب الصَّحِيح لِمَنْ بَدَّل دِينِ الْمَسِيحِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۱/۱۱۲۔

۲: ولیم میور کا یہ کہنا کہ [اسلام کا تمام دنیا کے لیے ہونے کا خیال بعد کے حالات کی پیداوار ہے] کیوں کر درست ہو سکتا ہے، جب کہ اس حقیقت کا بیان قرآن کریم کی کئی سورتوں میں ہے۔ ذیل میں چند مثالیں ملاحظہ فرمائے:

ا: سورة القلم میں ہے: ﴿وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ﴾ ① [اور نہیں ہے وہ مگر نصیحت تمام جہانوں کے لیے] اور سورة القم کی سورت ہے، بلکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول بھی نقل کیا گیا ہے، کہ وہ مکہ مکرمہ میں نازل ہونے والی تیسری سورت ہے۔ پہلی سورت [اقرأ باسم ربك الذي خلق] اور دوسری [النون] ② تو اس طرح اسلام کے ابتدائی دور میں ہی یہ حقیقت اجاگر کی گئی، کہ قرآن کریم سب جہانوں کے لیے نصیحت ہے۔

ب: سورة التکویر میں ہے: ﴿وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ فَأَيْنَ تَذَهُبُونَ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ﴾ ③ [وہ ہرگز کسی مردود شیطان کا کلام نہیں، پس تم کہاں جا رہے ہو؟ یہ اس کے علاوہ کچھ نہیں، کہ جہانوں کے لیے نصیحت ہے] اور یہ بھی کئی سورت ہے۔ ④

ج: سورة الأعراف میں ہے: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ ⑤ [کہہ دیجیے اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں] اور یہ بھی کئی سورت ہے۔ ⑥

د: سورة الفرقان میں ہے: ﴿تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾ ⑦ [بہت برکت والے ہیں وہ جنہوں نے اپنے

① الآية ۵۲ . ② ملاحظہ ہو: فتح القدیر ۵/۲۷۲-۲۷۳ .

③ الآيات ۲۵-۲۷ . ④ ملاحظہ ہو: فتح القدیر ۵/۵۴۶؛ وتفسیر القاسمی ۱۷/۶۲ .

⑤ جز من الآية ۱۰۸ . ⑥ ملاحظہ ہو: زاد المسیر ۳/۱۶۴؛ وتفسیر القرطبی ۷/۱۶۰ .

⑦ الآية ۱ .

بندے پر (حق و باطل میں) فیصلہ کرنے والی کتاب نازل کی، تاکہ وہ جہانوں کے لیے ڈرانے والا ہو] اور یہ بھی مکی سورت ہے۔<sup>①</sup>

ہ: سورۃ سبأ میں ہے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا﴾<sup>②</sup> [اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا، مگر تمام لوگوں کے لیے خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا] اور یہ سورت بھی مکی ہے۔<sup>③</sup>

۳: ولیم میور کا یہ کہنا، کہ [پیغمبر اسلام کے ذہن میں اسلام کے ساری دنیا کے دین ہونے کا اگر تصور تھا بھی، تو دھندلا تھا]، کی حقیقت درج ذیل باتوں سے خوب واضح ہو جاتی ہے:

I: کیا پیغمبر اسلام ﷺ اس بارے میں بیسیوں آیات کو نہ سمجھتے تھے، جن میں تمام بنی نوع انسان اور خصوصاً اہل کتاب کو اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی گئی، جن میں یہ بیان کیا گیا، کہ آنحضرت ﷺ پر نازل کردہ کتاب تمام جہانوں کے لیے نصیحت ہے۔ جن میں یہ واضح کیا گیا، کہ آپ ﷺ کی بعثت کے بعد کوئی دوسرا دین اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول نہیں، حتیٰ کہ انبیائے سابقین بھی آپ ﷺ کے زمانہ نبوت کو پانے کے بعد حصول نجات کے لیے آپ کی اتباع کے پابند ہیں۔

II: کیا آنحضرت ﷺ کے ارشادات عالیہ<sup>④</sup> [ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا، مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا]، [مجھے سرخ و سیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا ہے]،

[مجھے ساری مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے] [میں خاتم النبیین ہوں]

① ملاحظہ ہو: زاد المسیر ۷۱/۶، وفتح القدير ۸۶/۴۔ ② جزء من الآیة ۲۸۔

③ ملاحظہ ہو: زاد المسیر ۴۳۰/۶، وفتح القدير ۴۴۱/۴۔

④ ان کی تفصیل اور حوالہ جات اس کتاب کے بحث اول میں ملاحظہ فرمائیے۔

[میں عاقب ہوں۔ اور عاقب سے مراد، کہ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو]،  
 [اور اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میرے زمانہ نبوت کو پاتے، تو وہ ضرور میری  
 اتباع کرتے]،

[میرے بارے میں علم ہونے کے باوجود مجھ پر ایمان نہ لانے والا ہر یہودی و  
 نصرانی جہنمی ہوگا]،

اور اسی طرح کے دیگر ارشادات کے بعد یہ کہنا درست ہے، کہ پیغمبر اسلام ﷺ  
 کے ذہن میں اگر یہ تصور تھا بھی، تو دھندلا تھا؟

III: آنحضرت ﷺ نے کہہ ارض پر اشاعتِ اسلام کے متعلق حضراتِ صحابہ  
 کو بشارتیں دی:

حیرہ میں اسلام پہنچنے کی خوش خبری دی،

اہلِ فارس کے ایمان پانے کی نوید مسرت سنائی،

اہلِ مصر کے دینِ اسلام قبول کرنے اور اس کو آگے پہنچانے کی بشارت دی،

مشرق و مغرب میں سلطنتِ اسلامیہ کے پہنچنے کا مژدہ سنایا،

دنیا کے ہر گھر میں دینِ اسلام کے داخل ہونے کی نوید جان فزادی۔<sup>①</sup>

یہ اور اسی قسم کی دیگر بشارتیں آنحضرت ﷺ کے ذہن میں اسلام کے عالم گیر

مذہب ہونے کے تصور کے روز روشن کی طرح واضح ہونے پر دلالت کرتی ہیں یا

دھندلا ہونے پر؟ فاعتبروا یا اولی الابصار۔<sup>②</sup>

IV: آنحضرت ﷺ نے یہودیوں کو دعوتِ دین دینے کی غرض سے اپنے ہاں بلایا،

① ان کی تفصیل اور حوالہ جات اس کتاب کے بحثِ اول میں گزر چکے ہیں۔

② اے آنکھوں والو! غور و فکر کرو۔

ان کے سردار کے ہاں تشریف لے جا کر خود دعوت دی،  
حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہود خیبر کو لڑائی سے پہلے دعوت دینے کی تلقین فرمائی،  
نصرانی عدی بن حاتم ❶ کو دعوتِ اسلام دی،  
شاہِ روم قیصر اور رومہ کے اکیدر کو مکاتیبِ گرامی ارسال فرمائے،  
حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کے یہود و نصاریٰ کو دعوتِ دین دینے کے لیے مبعوث  
فرمایا،

مجوسیوں کو دعوتِ اسلام دینے کی خاطر شاہِ ایران کو مکتوبِ گرامی بھیجا،  
حبشہ کے حاکم کو چٹھی ارسال فرمائی اور ہر جابر کو دعوتِ اسلام کے لیے لکھا۔ ❷  
یہ ساری مبارک کدو کاوش آنحضرت ﷺ کے ذہن میں اسلام کے عالمی  
مذہب کے واضح تصور ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہے، یا اس تصور کے دھندلا  
ہونے کا؟ فما لهؤلاء القوم لا يكادون يفقهون حديثا؟ ❸  
پروفیسر آرنلڈ لکھتے ہیں:

اسلام کا یہ دعویٰ کہ وہ عالم گیر ہے اور تمام لوگوں اور قوموں پر حاوی ہے، اس کی  
عملی مثال ان مراسلات میں ملتی ہے، جو رسول اکرم ﷺ نے ۶ھ مطابق ۶۸۸ء  
میں اپنے زمانے کے حکمرانوں کو بھیجے تھے چنانچہ اسی سال میں قیصر روم ہرقل، شاہ  
ایران، حاکم یمن، مقوقس مصر اور نجاشی حبشہ کے نام مراسلات بھیجے گئے اور انہیں قبول  
اسلام کی دعوت دی گئی۔

یہ خطوط، جو سلاطین کو بھیجے گئے، اسلام کے اس دعوے کا کھلا اعلان کرتے ہیں،

❶ دعوت کے نتیجے میں توفیق الہی سے مسلمان ہو گئے۔ رضی اللہ عنہم

❷ ان سب باتوں کی تفصیل اور حوالہ جات اس کتاب کے بحثِ دوم میں مگرز چکے ہیں۔

❸ اس قوم کو کیا ہو چکا ہے، کہ بات سمجھنے کے قریب ہی نہیں آتے؟

کہ وہ تمام دنیا کے لیے ہے اور یہ دعویٰ وہ ہے، جس کا قرآن (کریم) میں بار بار ذکر آیا ہے۔<sup>①</sup>

کیا مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ کہنا قرین انصاف ہے، کہ آنحضرت ﷺ کی کل کائنات عرب تک محدود تھی اور اول سے آخر تک اہل عرب ہی کو دعوت دی گئی؟  
۴: ولیم میور لکھتے ہیں، کہ [یہ دین عرب ہی کے لیے مخصوص تھا]۔ اس بارے میں قارئین کی توجہ دو باتوں کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں:

I: سوال یہ ہے، کہ غیر عرب دنیا کی وہ کون سی بات ہے، جس کا اس دین میں حل موجود نہیں؟ اسلام روئے زمین کے تمام انسانوں کے لیے ایک کامل اور متوازن ضابطہ حیات ہے۔ عبادات، معاملات اور اخلاقیات کا کوئی گوشہ ایسا نہیں، جس کے متعلق اس دین میں مکمل راہ نمائی نہ ہو۔

پھر اس دین میں دنیا و آخرت کا حسین امتزاج ہے۔ آخرت کی فکر کے نام پر لوگوں کو رہبانیت اور فرارِ دنیا کی ترغیب نہیں دی گئی اور دنیا کے سدھارنے کی آڑ میں خالق کائنات سے اعراض اور ان کی نافرمانی اور بغاوت پر اکسایا نہیں گیا۔

غریبوں کی ہمدردی کے نام پر لوگوں کے مال و متاع کو لوٹنے کی اجازت نہیں دی گئی اور حقوق ملکیت اور آزادانہ مقابلہ کے دل فریب نعروں کے شور میں قلیل وسائل والے لوگوں کے خون چوسنے کے دروازوں کو نہیں کھولا گیا۔

حکمرانوں کو مطلق العنان بنا کر عوام کو غلام نہیں بنایا گیا اور شخصی آزادیوں کی آڑ میں سوسائٹی کے امن و سکون اور استقرار سے کھیلنے کی کسی کو اجازت نہیں دی گئی۔

① ملاحظہ ہو: دعوتِ اسلام صفحات ۳۲-۳۳، اس کے بعد فاضل مؤلف نے قرآن کریم کی اس بارے میں چھ آیات نقل کی ہیں۔

بزرگوں کے احترام کے نام پر جوانوں کو بھیڑ بھریاں نہیں بنایا گیا اور جوانوں کی آزادی کے نشہ میں معاشرے کی پاکیزگی اور ستھرائی کو گندگی سے بدلنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

مساواتِ نسواں کے دل فریب نعروں کے بہانے خاندانی نظام کو چکنا چور نہیں کیا گیا اور خاندانی نظام کی حفاظت کے نام پر عورتوں کو لوٹنڈیاں اور بانڈیاں نہیں بنایا گیا۔

غرضیکہ اسلام ایک کامل اور متوازن دستورِ حیات ہے۔ اگر عرب دنیا کی یہ ضرورت تھی اور ہے، تو غیر عرب دنیا بھی اس کی محتاج تھی، ہے اور تا قیامت رہے گی۔

II: دعوتِ اسلام جزیرۃ العرب سے نکل کر جہاں جہاں پہنچی، وہاں کے لوگوں نے کمال شوق اور عجیب گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا۔ نہ صرف اس دین کو قبول کیا، بلکہ اس دین کی زبان سے اپنی صدیوں پرانی زبانوں سے زیادہ پیار کیا، اپنی صدیوں بلکہ ہزاروں سالہ پرانی تہذیبوں کو خیر باد کہہ دیا۔ اس بارے میں اپنی طرف سے کچھ تحریر کرنے کی بجائے دو مستشرقین کی کتابوں سے اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں۔

نامور فرانسیسی مستشرق ڈاکٹر غوستاف لوبون لکھتے ہیں:

”یونانی، ایرانی اور رومی مشرق میں جس کام کو نہ کر سکے، عربوں نے وہی کام جبر و اکراہ کے بغیر جلد ہی کر دکھایا۔ مثال کے طور پر مصر کو دیکھئے، جو کہ اجنبی اثرات کے قبول کرنے کے حوالے سے دنیا کا سب سے زیادہ اکھڑ ملک نظر آتا تھا، وہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے فتح مصر کے بعد سو سال سے کم عرصہ میں اپنی سات ہزار سالہ تاریخ والی تہذیب کو بھول گیا۔ اس نے ایک نئے دین، نئی زبان اور نئی ثقافت کو اس قدر مضبوطی سے تھاما، کہ

ان کو لانے والے چھپ گئے، لیکن اس نے ان کو نہ چھوڑا۔“

ڈاکٹر غوستاف لوبون مزید لکھتے ہیں:

”عرب جس شدت سے مصر میں اثر انداز ہوئے، وہ جہاں بھی گئے مثلاً افریقہ، شام، ایران وغیرہ، اسی طرح اثر انداز ہوئے۔ ان کا اثر تو بلاد ہند میں پہنچا، جہاں وہ صرف راہ گزر کی حیثیت سے داخل ہوئے تھے، ان کا اثر بلاد چین میں پہنچا، جہاں ان کی آمد صرف تجارت کی غرض سے تھی۔

ہم تاریخ میں کسی امت کو بھی عرب ایسی عظیم تاثیر والی نہیں دیکھتے۔ عربوں سے ملاقات کرنے والی تمام امتوں نے، اگرچہ ان کی ملاقات عربوں سے تھوڑے ہی عرصہ کے لیے ہوئی، ان کی ثقافت کو اپنالیا اور جب عرب منظر عالم سے غائب ہوئے، تو انہیں دبانے والے ہی ان کی روایات سے وابستہ ہو گئے اور انہی کو دنیا میں پھیلانے لگے۔ صورت حال (یقیناً) ایسے ہی ہے، عربوں کی بالادستی تو صدیوں سے ختم ہو چکی ہے، لیکن آج بھی بحر اوقیانوس سے سندھ تک اور بحر متوسط سے صحرا تک نبی ﷺ کے پیروکاروں کے مذہب اور ان کی زبان کے علاوہ کچھ اور نظر نہیں آتا۔“<sup>۱</sup>

ایک اور مقام پر ڈاکٹر غوستاف لوبون بربریوں کے متعلق رقم طراز ہیں:

”جس طرح بربر عرب بن گئے، اس طرح ان کی زبان [بربری] بھی عربی زبان میں تبدیل ہوگئی۔ بڑے قبائل کے علاقے کے رہنے والوں کی [بربری] زبان کے ایک تہائی الفاظ عربی ہیں۔ یہ دلچسپ بات ہمارے لیے ایک بار پھر عربوں کی عظیم تاثیر کو ثابت کرتی ہے، جو کہ کسی اور امت کو نصیب نہیں ہوئی۔ انہی امتوں میں یونانی اور رومی بھی ہیں، جن کا شمالی

۱ حضارة العرب صفحات ۶۷۲-۶۷۳.

افریقہ میں اقتدار اتنی ہی مدت رہا، جتنی مدت عربوں کا رہا، لیکن ان کی زبانیں بربری زبان پر اپنا کوئی اثر نہ چھوڑ سکیں۔“<sup>①</sup>

مشہور انگریزی مستشرق پروفیسر توماس آرنلڈ سپین کے عیسائیوں پر اسلام، عربی زبان اور عربی ثقافت کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں:

”اکثر عیسائیوں نے عربی نام رکھ لئے تھے اور ظاہری رسم و رواج میں بھی ایک حد تک اپنے مسلمان ہمسایوں کی تقلید کرتے تھے، مثلاً بہت سے عیسائی ختنہ کرتے تھے اور کھانے پینے کے معاملے میں بھی انہوں نے ان ”کافروں“<sup>②</sup> کی عادات اختیار کر لی تھیں، جنہوں نے اصطباغ<sup>③</sup> نہیں پایا تھا۔“

وہ مزید لکھتے ہیں:

”عربی زبان نے بہت جلد لاطینی کی جگہ لے لی۔ نتیجہ یہ ہوا، کہ جس زبان میں عیسائیوں کا علم دین مدون تھا، اس کو عیسائی رفتہ رفتہ بھولنے لگے اور اس کی طرف سے غفلت کرنے لگے، حتیٰ کہ کلیسا کے بعض بلند مرتبہ عہدے دار بھی صحیح لاطینی سے ایسے نابلد ہو گئے، کہ ان پر اہل علم کو ہنسی آتی تھی۔“

پھر پروفیسر آرنلڈ سپین کے ایک عیسائی مصنف کا اپنے ہم وطنوں سے شکوہ نقل کرتے ہیں، جس کا کچھ حصہ ذیل میں ہے:

① حضارة العرب ص ۳۰۵.

② ان کی مراد اس سے مسلمان ہیں۔

③ اصطباغ: عیسائی مذہب اختیار کرتے وقت سر پر پانی چھڑکنے کی رسم ادا کرنا۔ پتسمہ۔ (فیروز اللغات

”۱-ص“، ص ۶۸).

”اب عیسائیوں میں ایسے ذمی علم کہاں ہیں، جو مقدس کتابیں پڑھنے میں انہماک رکھتے ہوں اور لاطینی علمائے دین کی کتابوں پر نگاہ ڈالنے کی پروا کرتے ہوں؟ کون ہے، جو انجیلوں یا انبیاء اور رسولوں کی کتابوں کو پڑھنے کا شوق رکھتا ہو۔ ہمارے عیسائی نوجوان جو اطوار کی شگنی اور چرب زبانی سے متصف ہیں، اپنے لباس اور چال و ڈھال کی نمائش کرتے ہیں، اور مسلمانوں کے علوم میں شہرت رکھتے ہیں۔ وہ عربی بلاغت کے نشے میں سرشار ہیں اور مسلمانوں کی کتابوں کو اٹھاتے اور بڑے ذوق و شوق سے پڑھتے ہیں اور ان پر بحث کرتے ہیں اور ان کی تعریف و توصیف میں علم خطابت کے سارے صنائع و بدائع صرف کر دیتے ہیں اور ان کا خوب چرچا کرتے ہیں، لیکن وہ کلیسا کی کتابوں کی خوبیوں سے قطعاً نا آشنا ہیں اور کلیسا کے چشموں کو، جن کا منبع بہشت ہے، حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔“

افسوس! عیسائی لوگ اپنی شریعت سے ایسے ناواقف ہیں اور لاطینی لوگ اپنی زبان سے ایسے بے پروا ہو گئے ہیں، کہ تمام عیسائی امت میں ہزار اشخاص میں سے بمشکل ایک شخص ایسا ملے گا، جو لاطینی زبان میں اپنے کسی دوست کو مزاج پرسی کا ایک خط بھی لکھ سکے، البتہ ایسے عیسائی بے شمار ہیں، جو عربی زبان کے رنگین جملے بڑے طمطراق سے بولتے ہیں، بلکہ وہ نظم بھی لکھ سکتے ہیں، جس کا ہر شعر ردیف کے ایک ہی حرف پر ختم ہوتا ہے۔ اس میں ان کے حسن خیال کی اعلیٰ پرواز کا اظہار ہوتا ہے۔ اس کے لکھنے میں وہ عربوں سے بھی بڑھ کر وزن اور بحر کی پابندی کرتے ہیں۔“<sup>①</sup>

① دعوت اسلام صفحات ۱۴۳-۱۴۴۔

پروفیسر آرنلڈ سین کے عیسائیوں پر اسلام کے مذہبی اثرات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اسلام نے عیسائیوں کے عقائد کو متاثر کیا تھا، مثلاً طلیطلہ کا اسقف مسئلہ تثنیٰ کا قائل تھا، جس کا مفہوم یہ ہے، کہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام انسان تھا اور خدا کا بیٹا بلحاظ فطرت نہیں، بلکہ از روئے تثنیٰ تھا (یعنی لے پالک بیٹا بنانے سے خدا کا فرزند ہوا، ورنہ اپنی فطرت میں انسان تھا)۔ چنانچہ اس بشپ کے متعلق صاف صاف کہا گیا ہے، کہ اس نے یہ طحدا نہ عقائد ❶ مسلمانوں کے ساتھ گہرے تعلقات کی وجہ سے اختیار کئے تھے۔

معلوم ہوتا ہے، کہ یہ عقیدہ سپین کے ایک بڑے حصے میں پھیل گیا اور شہر ارجل (صوبہ قیطلونیا) کے اسقف فیلکس نے اس عقیدے کی پستی مانیہ (فرانس) کے علاقے میں خوب کامیابی سے اشاعت کی، جو کہ اس زمانے میں فرانس کے ظل حمایت میں تھا۔

جب کلیسا کے ایسے ممتاز مقتدا مسلمانوں کے میل جول سے اس حد تک متاثر ہو سکتے تھے، تو اس سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں، کہ سپین کے عام عیسائیوں پر اسلام کا کس قدر زیادہ اثر ہوگا۔ ❷

افریقہ میں اسلام کے اثرات بیان کرنے کے لیے پروفیسر آرنلڈ نے رپورٹ بوزورسمتھ کی شہادت نقل کی ہے، جو کہ لکھتے ہیں:

”وہ انتہا درجے کی قبیح رسمیں اور خرابیاں مثلاً مردم خوری، انسانی قربانی

❶ یہ مصنف پروفیسر آرنلڈ کی ذاتی رائے ہے، حقیقت یہ ہے، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نہ حقیقی فرزند تھے اور نہ لے پالک تھے، بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول تھے۔

❷ ملاحظہ ہو: دعوت اسلام ص ۱۴۵۔

اور بچوں کو زندہ دفن کرنا، جو کہ ایک زمانے میں تمام افریقہ میں پھیلی ہوئی تھیں، اور اب بھی افریقہ کے بعض حصوں میں گولڈ کرسٹ اور انگریزی نو آبادیوں کے قریب پائی جاتی ہیں، اشاعت اسلام کے بعد ہمیشہ کے لیے فوراً موقوف ہو جاتی ہیں۔

وہ لوگ جو اب تک برہنگی یا نیم برہنگی کی حالت میں رہتے تھے، صاف ستھرے کپڑے پہننے شروع کر دیتے ہیں اور وہ دیسی باشندے جو پہلے کبھی نہانا نہیں جانتے تھے، اب بار بار نہاتے ہیں اور ہاتھ منہ دھوتے ہیں، کیونکہ اسلامی شریعت نے وضو اور غسل کا حکم دے رکھا ہے۔“<sup>۱</sup>

غیر عرب دنیا کی اسلام، عربی زبان، اسلامی تہذیب سے اس قدر گہری وابستگی، دلچسپی اور تعلق کے بعد کیا یہ کہنا قرین انصاف ہے، کہ یہ دین صرف عرب کے لیے مخصوص تھا؟

III: غیر عربی مسلمانوں نے اسلامی علوم کی اس قدر خدمت کی، کہ عربوں پر سبقت لے گئے۔ علم تفسیر میں حضرات ائمہ ابن جریر الطبری، ابن العربی، ابن عطیہ، القرطبی، ابو حیان، علم حدیث میں حضرات ائمہ بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن حبان، خطابی، حاکم، ابن عبد البر، القرطبی، علم نحو میں حضرات ائمہ سیبویہ، فارسی، زجاج، یہ سب لوگ غیر عربی ہی تو تھے۔ یہ حضرات اور ان ایسے علوم کی خدمت کرنے والے سینکڑوں علماء و افاضل کے صدیاں گزرنے کے باوجود باقی رہنے والے شاہکار، کیا اس بات کا منہ بولتا ثبوت نہیں ہیں، کہ انہوں نے اسلام کو عربوں کا مخصوص دین نہ سمجھا اور نہ پایا، بلکہ اس کو اپنا دین سمجھا اور پایا اور اس کی اور اس کے مختلف علوم کی بے مثال خدمت کی۔ علامہ محمد عبد الرحمن مبارکپوری نے اپنی شہرہ آفاق کتاب [تحفة الأحوذی شرح جامع

① دعوت اسلام ص ۲۴۶۔

الترمذی] کے مقدمہ میں ایک فصل کا درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:  
 ”الفصل السادس في أن حَمَلَةَ الْعِلْمِ فِي الْإِسْلَامِ أَكْثَرُهُمْ  
 الْعَجْمُ.“<sup>①</sup>

[چھٹی فصل کہ بلاشبہ اسلام میں اکثر اہل علم عجمی تھے]

پھر اسی فصل کے آغاز میں لکھتے ہیں:

”یہ حیران کن حقیقت ہے، کہ شرعی اور عقلی علوم میں ملت اسلامیہ کے علماء  
 کی اکثریت عجمی تھی، شاذ و نادر ہی کوئی دوسرا ہوگا۔“<sup>②</sup>

انہی عجمی حضرات نے اسلام اور علوم اسلامیہ کی انتہائی قابل قدر خدمت کرنے  
 کی بدولت مذہبی سیادت و قیادت پائی۔ امام ابن الصلاح کا نقل کردہ درج ذیل واقعہ  
 اس حقیقت کو خوب واضح کرتا ہے:

(امام) زہری نے بیان کیا: ”میں عبد الملک بن مروان کے ہاں پہنچا، تو  
 اس نے دریافت کیا:

”اے زہری! کہاں سے آرہے ہو؟“

میں نے جواب دیا: ”مکہ (مکرمہ) سے۔“

اس نے کہا: ”کس کو اس (یعنی مکہ) کے رہنے والوں کی سیادت کرتے  
 چھوڑ کر آئے ہو؟“

میں نے کہا: ”عطاء بن ابی رباح۔“

اس نے پوچھا: ”تو وہ عرب سے ہے یا عجم سے؟“

میں نے جواب دیا: ”عجم سے ہے۔“

① تحفة الأحمدي، المقدمة، ۳۸/۱.

② المرجع السابق ۳۸/۱.

اس نے استفسار کیا: ”وہ کس طرح ان کا سردار بن گیا؟“  
میں نے جواب دیا: ”دین داری اور (احادیث شریفہ) روایت کرنے کی وجہ سے۔“

اس نے کہا: ”سیادت دین داروں اور (احادیث) روایت کرنے والوں ہی کو زیبا ہے۔“

(پھر) اس نے پوچھا: ”اہل یمن کی سرداری کس کے پاس ہے؟“

میں نے کہا: ”طاؤس بن کیسان (کے پاس)۔“

اس نے کہا: ”عرب سے ہے یا عجم سے؟“

میں نے بتلایا: ”عجم سے ہے۔“

اس نے پوچھا: ”اس کی سیادت کا راز کیا ہے؟“

میں نے جواب دیا: ”وہی، جو عطاء کی (سیادت کا راز تھا)۔“

اس نے کہا: ”بلاشبہ وہ ہی اس کے لیے موزوں ہے۔“

(پھر) اس نے پوچھا: ”اہل مصر کی سرداری کس کے ہاتھ میں ہے؟“

انہوں نے بیان کیا: ”میں نے کہا: ”یزید بن ابی حبیب (کے پاس)۔“

اس نے کہا: ”عربوں میں سے ہے یا عجمیوں میں سے؟“

میں نے کہا: ”عجم سے ہے۔“

(پھر) اس نے پوچھا: ”اہل شام کی قیادت کس کے پاس ہے؟“

انہوں نے بیان کیا: ”میں نے کہا: ”مکحول (کے پاس)۔“

اس نے پوچھا: ”عربوں میں سے ہے یا عجمیوں میں سے۔“

میں نے بتلایا: ”عجمیوں میں سے ہے۔ وہ نوبی ❶ غلام ہے، جس کو ہندیل

❶ نوبہ کا رہنے والا اور نوبہ ساحل نیل پر اسوان اور دنقلہ کا درمیانی افریقی علاقہ ہے۔ (ملاحظہ ہو: المسند

فی الأعلام ص ۷۱۵)۔

قبیلہ کی ایک عورت نے آزاد کیا تھا۔“

اس نے کہا: ”اہلِ جزیرہ کا قائد کون ہے؟“

میں نے کہا: ”میمون بن مہران۔“

اس نے کہا: ”عربوں سے ہے یا عجمیوں میں سے ہے؟“

انہوں نے بیان کیا: ”میں نے کہا: ”عجمیوں میں سے۔“

اس نے کہا: ”اہلِ خراسان کا سردار کون ہے؟“

انہوں نے بیان کیا: ”میں نے کہا: ”ضحاک بن مزاحم۔“

اس نے پوچھا: ”عربوں میں سے ہے یا عجمیوں میں سے؟“

انہوں نے بیان کیا: ”میں نے کہا: ”عجمیوں میں سے؟“

اس نے کہا: ”اہلِ بصرہ کا قائد کون ہے؟“

انہوں نے بیان کیا: ”میں نے کہا: ”حسن بن ابی الحسن۔“

اس نے کہا: ”عربوں میں سے ہے یا عجمیوں میں سے؟“

انہوں نے بیان کیا: ”میں نے کہا: ”عجمیوں میں سے۔“

اس نے کہا: ”اہلِ کوفہ کا قائد کون ہے؟“

انہوں نے بیان کیا: ”میں نے کہا: ”ابراہیم نخعی۔“

اس نے پوچھا: ”عربوں میں سے ہے یا عجمیوں میں سے؟“

انہوں نے بیان کیا: ”میں نے کہا: ”عربوں میں سے ہے۔“

اس نے کہا: ”اے زہری! تیری بربادی ہو! تو نے میری مشکل آسان

کی۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! عجمی لوگ عربوں کی سیادت و قیادت کریں گے،

یہاں تک کہ وہ منبروں پر خطبہ دیں گے اور عرب نیچے بیٹھے ہوں گے۔“

انہوں نے کہا: ”میں نے کہا:

”يَا أَيُّهَا الْمُؤْمِنِينَ! إِنَّمَا هُوَ أَمْرُ اللَّهِ وَدِينُهُ، مَنْ حَفِظَهُ سَادَ، وَمَنْ ضَيَعَهُ سَقَطَ.“

”اے امیر المؤمنین! یقیناً یہ تو اللہ تعالیٰ کا حکم اور ان کا دین ہے، جس شخص نے

اس کی حفاظت کی وہ سردار بن گیا اور جس نے اس کو ضائع کیا وہ گر گیا۔“<sup>①</sup>

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے، کہ غیر عربوں نے اسلام کو صرف عربوں کا دین نہ سمجھا، بلکہ اپنا دین سمجھا اور اس کی اور اس کے علوم کی عظیم الشان خدمت کر کے سیادت و قیادت کے بلند مقام پر پہنچے۔

۵: مذکورہ بالا شبہ کی حقیقت کی مزید نقاب کشائی کی خاطر دو فاضل مستشرقین کے اقتباسات ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

ا: جرمن پروفیسر زخاؤرقم طراز ہیں: پیغامِ الہی صرف عربوں تک محدود نہیں ہے، بلکہ اللہ (تعالیٰ) کے احکام تمام کائنات کے لیے ہیں، لہذا تمام نوع انسان سے غیر مشروط اطاعت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ چونکہ محمد ﷺ اللہ (تعالیٰ) کے رسول تھے، اس لیے اپنی اطاعت کا مطالبہ کرنے میں وہ حق بجانب تھے اور معلوم ہوتا ہے، کہ ان کا یہ موقف ابتدائے اسلام ہی سے ان کے مذہب کا ایک لازمی حصہ رہا ہے۔“<sup>②</sup>

ب: پروفیسر آرنلڈ لکھتے ہیں:

”ایک ایسی ساعت جب کہ رسول خدا ﷺ پر یاس اور ناامیدی کے سیاہ بادل چھائے تھے اور اہل مکہ آنحضرت ﷺ کی بات سننے سے شدت

① مقدمہ ابن الصلاح، النوع الرابع والستون: معرفة الموالی من الرواة والعلماء ص ۱۹۹۔

② فاضل جرمن پروفیسر کا یہ اقتباس پروفیسر آرنلڈ نے اپنی کتاب دعوتِ اسلام ص ۳۲ کے حاشیہ میں نقل کیا ہے۔ وہ مزید لکھتے ہیں: ”گولڈسیر اور پروفیسر ٹولڈیک نے بھی اسی طرح کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو: المرجع السابق ص ۲۷، حاشیہ ۱)۔

انکاری تھے (سورۃ النحل آیات ۱۱۳ و ۱۱۴) اور نو مسلموں کو انتہائی اذیت دی جا رہی تھی، تاکہ وہ اپنے دین سے پھر جائیں (سورۃ النحل آیہ ۱۰۸) اور دیگر مسلمان اپنے دشمنوں کے غیظ و غضب سے بچنے کے لیے اپنا وطن چھوڑنے پر مجبور ہو گئے تھے، آزمائش کی ایسی گھڑی میں اللہ (تعالیٰ) کی طرف سے یہ وعدہ آیا کہ:

﴿وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا﴾. (النحل: ۸۴).

(اور جس دن ہم ہر امت میں سے ایک ایک گواہ قائم کریں گے)“

پروفیسر آرنلڈ مندرجہ بالا اقتباس کے نیچے حاشیہ میں تحریر کرتے ہیں:

”یہ عجب بات معلوم ہوتی ہے، کہ قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیات ۱ کے

باوجود بعض لوگوں نے اس امر کو تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے، کہ بانی

اسلام کا ابتداء ہی سے یہ منشا تھا، کہ اسلام تمام خلائق کا مذہب ہو۔“

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے کا عقیدہ حالات کی پیداوار نہیں، بلکہ ابتدائے بعثت ہی سے یہ اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ قرآن کریم کی بیسیوں آیات اس عقیدے کو وضاحت سے بیان کرتی ہیں۔ اسلام کے ابتدائی ایام میں نازل کردہ آیات میں بھی اس معاملے میں کسی قسم کا ابہام یا الجھاؤ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے بھی متعدد احادیث شریفہ میں اس عقیدے کو واضح الفاظ میں بیان فرمایا، کہہ ارض پر اشاعت اسلام کی بشارتیں دیں اور تاحدا استطاعت

① دعوت اسلام ص ۳۴.

② پروفیسر آرنلڈ کا اشارہ آیت شریفہ ﴿وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا﴾ اور اسلام کی عالمگیریت پر دلالت کرنے والی چھ دیگر آیات کریمہ کی طرف ہے، جو کہ انہوں نے اس سے پہلے اپنی کتاب میں نقل کی ہیں۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ص ۳۳).

③ المرجع السابق ص ۳۴، حاشیہ ۱.

عرب و عجم میں اسلام کی اشاعت کے لیے جدوجہد فرمائی۔ علاوہ ازیں جس طرح اسلام عربوں کے لیے مفید اور سعادت دارین کا سبب ہے، اسی طرح غیر عربوں کے لیے بھی ہے۔ مزید برآں اسلام کے آغاز ہی سے عالمگیر مذہب ہونے کی شہادت خود غیر مسلم مفکرین نے بھی دی ہے۔

## شبهہ ۲: اسلام کا صرف اہل عرب کا دین ہونا

رسول اللہ ﷺ عربی تھے۔ ان پر نازل کردہ کتاب عربی زبان میں ہے۔ ان کی بعثت عرب میں ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ ان کی نبوت و رسالت بھی صرف عرب کے لیے تھی۔

### حقیقتِ شبهہ:

اس شبهہ کی حقیقت سمجھنے کے لیے قارئین کرام سے درج ذیل باتوں کی طرف توجہ مبذول کرنے کی التماس ہے:

اس شبهہ میں تسلیم کیا گیا ہے، کہ حضرت محمد ﷺ رسول تھے، البتہ..... بقول اس شبهہ کے..... ان کی نبوت و رسالت صرف عرب کے لیے تھی۔

یہاں یہ سوال ہے، کہ کیا کوئی نبی و رسول جھوٹ بولتا ہے؟ یقیناً جواب یہ ہے، کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے، کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا، کیونکہ جھوٹ بولنے والا نبی و رسول نہیں ہوسکتا۔

دوسرا سوال یہ ہے، کہ کیا حضرت محمد ﷺ نے کہا ہے، کہ ان کی نبوت و رسالت صرف عربوں کے لیے ہے؟ جواب یہ ہے، کہ انہوں نے بالکل ایسے نہیں فرمایا، بلکہ اس سلسلے میں صورتِ حال اس کے یکسر مختلف ہے۔ صورتِ حال کا یہ اختلاف درج ذیل حقائق کی روشنی میں نصف النہار کے آفتاب کی طرح واضح اور

روشن ہے۔

- ا: آپ ﷺ پر نازل کردہ کتاب کا سب جہانوں کے لیے نصیحت ہونے کا اعلان۔  
 ب: قرآن کریم کا سب لوگوں کو جا بجا خطاب  
 ج: قرآن کریم کی اہل کتاب کو دعوتِ اسلام  
 د: قرآن کریم کا آپ ﷺ کی بعثت کے عام ہونے پر دلالت کرنا  
 ہ: قرآن کریم کا آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا اعلان کرنا  
 و: قرآن کریم کا آپ ﷺ کی نبوت پر تمام لوگوں کے ایمان لانے کو فرض  
 قرار دینا

- ز: آنحضرت ﷺ کا اپنی بعثت کے عموم کو بیان فرمانا  
 ح: آنحضرت ﷺ کا متعدد احادیث میں اپنے خاتم النبیین ہونے کی خبر دینا  
 ط: آنحضرت ﷺ کا کہہ ارض میں انتشارِ اسلام کی بشارتیں دینا  
 ی: آنحضرت ﷺ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امتی کی حیثیت سے آنے اور دنیا سے  
 نھرانیت کو ختم کرنے اور اسلام کو پھیلانے کی بشارت دینا  
 ک: آنحضرت ﷺ کا بذاتِ خود مشرکوں، نصرانیوں، یہودیوں، مجوسیوں اور اپنے  
 زمانہ کے تمام جاہلوں کو دعوتِ اسلام دینا ❶

۲: حضرت محمد ﷺ کا عربی ہونا، آپ ﷺ کی بعثت کا جزیرۃ العرب میں  
 ہونا اور آپ ﷺ پر نازل کردہ کتاب کا عربی میں ہونا، کیا عجیبی لوگوں کے لیے  
 اسلام کو سمجھنے کی راہ میں رکاوٹ ہے؟ مسلمہ جواب یہ ہے، کہ قطعی طور پر رکاوٹ نہیں۔  
 زبان کے اختلاف کی بنا پر افہام و تفہیم میں رکاوٹ کو متعدد طریقوں سے آسانی و دور کیا  
 جاسکتا ہے۔

❶ ان سب باتوں کے متعلق تفصیلی گفتگو کتاب کے سابقہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیے۔

ایک صورت یہ ہے، کہ عرب مسلمان عجمی زبانیں سیکھیں اور پیغامِ اسلام غیر عرب لوگوں تک پہنچائیں۔

دوسری صورت یہ ہے، کہ عرب مسلمان مترجمین کے ذریعے سے دعوتِ اسلام عجمی لوگوں تک پہنچائیں۔

تیسری صورت یہ ہے، کہ عجمی لوگ عربی زبان سیکھیں۔ قرآن و سنت کو سمجھیں اور دوسروں کو سمجھائیں۔

الحمد للہ ان تینوں صورتوں کی وساطت سے دعوتِ اسلام کا کام صدیوں سے جاری ہے۔ پہلی صورت کا حکم تو خود نبی کریم ﷺ نے دیا۔ امام بخاری نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے:

”أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَتَعَلَّمَ كِتَابَ الْيَهُودِ، حَتَّى كَتَبَتْ

لِلنَّبِيِّ ﷺ كُتُبَهُ، وَأَقْرَأَتْهُ كُتُبَهُمْ إِذَا كَتَبُوا إِلَيْهِ. ۱“

[”بے شک نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا، کہ وہ یہودیوں کی تحریر

① صحیح البخاری، کتاب الأحکام، باب ترجمة الحكام.....، رقم الحديث ۷۱۹۵، ۱۳/۱۸۵-۱۸۶۔ امام بخاری نے اس کو تعلقاً روایت کیا ہے۔ [یعنی پوری سند کے بغیر]۔ البتہ حضرات ائمہ احمد، ابو داؤد اور ترمذی وغیرہ نے پوری سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المسند، رقم الحديث ۲۱۶۱۸، ۳۵/۴۹۰؛ و سنن أبي داود، کتاب العلم، باب رواية أهل الكتاب، رقم الحديث ۳۶۴۰، ۱۰/۵۶؛ و جامع الترمذی، ابواب الاستیذان و الأدب، باب فی تعلیم السریانیة ۴۱۲/۷۔ شیخ ارناؤط اور ان کے رفقاء نے المسند کی [سند کو حسن]، شیخ البانی نے سنن ابی داؤد کی حدیث کو [حسن صحیح] اور امام ترمذی نے اپنی روایت کردہ حدیث کو [حسن صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۳۵/۴۹۰؛ و صحیح سنن أبي داود ۲/۶۹۵؛ و جامع الترمذی ۷/۴۱۲)۔

سیکھیں، یہاں تک، کہ میں (ان کے نام) نبی کریم ﷺ کے خطوط لکھتا تھا اور جب وہ آپ ﷺ کو لکھتے، تو آنحضرت ﷺ کو (ان کے خطوط) پڑھ کر سنا تا تھا۔“ [

دوسری صورت کی عصر صحابہ سے ایک مثال امام بخاری نے حضرت ابو جمرہ کے حوالے سے روایت کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”كُنْتُ أُتْرَجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَبَيْنَ النَّاسِ .“<sup>①</sup>

”میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور لوگوں کے درمیان ترجمہ کیا کرتا تھا۔“

امام بخاری نے ہی ایک دوسرے مقام پر حضرت ابو جمرہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

”كُنْتُ أَقْعُدُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُجْلِسُنِي عَلَى سَرِيرِهِ ،

فَقَالَ: ”أَقِمْ عِنْدِي ، حَتَّى أَجْعَلَ لَكَ سَهْمًا مِنْ مَالِي .“

[فَأَقَمْتُ مَعَهُ شَهْرَيْنِ .]“<sup>②</sup>

[”میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا، وہ مجھے اپنے پلنگ پر بٹھاتے

تھے اور انہوں نے مجھے فرمایا: ”میرے پاس رہو، میں تمہارے لیے اپنے

مال میں سے ایک حصہ مقرر کروں گا۔“

[تو میں ان کے ساتھ دو ماہ رہا۔“]

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں، کہ کہا گیا ہے، کہ ابو جمرہ فارسی جانتے تھے اور ابن

عباس رضی اللہ عنہما (کی گفتگو) کا فارسی میں ترجمہ کرتے تھے۔<sup>③</sup>

① صحيح البخاري، كتاب العلم، باب تحريض النبي ﷺ وفد عبد القيس على أن

يحفظوا الإيمان..... جزء من رقم الحديث ۸۷، ۸۳/۱.

② المرجع السابق، كتاب الإيمان، باب أداء الخمس من الإيمان، جزء من رقم الحديث

۱۲۹/۱، ۵۳. ③ ملاحظه ہو: فتح الباري ۱/۱۳۰.

علامہ یعنی اس روایت سے معلوم ہونے والے احکام بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں: اس میں یہ ہے، کہ عالم کا حاضرین کو سمجھانے اور ان کی بات سمجھنے کی غرض سے کسی دوسرے شخص سے مدد لینا۔<sup>①</sup>

تیسری صورت کہ عجمی لوگ عربی زبان سیکھ کر قرآن و سنت کو سمجھیں اور دوسروں کو سمجھائیں۔ الحمد للہ غیر عربی مسلمانوں نے اس میدان میں اس قدر محنت اور جدوجہد کی، کہ تفسیر و حدیث، عربی زبان اور دیگر علوم اسلامیہ میں امامت کے منصب تک پہنچے اور عرب ان کے خوشہ چین ہوئے۔

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ نبی کریم ﷺ کا عربی ہونا، قرآن کریم کا عربی زبان میں ہونا اور آپ ﷺ کی بعثت کا عربوں میں ہونا آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کے صرف اہل عرب کے لیے ہونے کے دلیل نہیں بن سکتی اور نہ ہی پیغامِ اسلام کا عربی میں ہونا عجمی لوگوں کے اس کو سمجھنے کی راہ میں رکاوٹ تھا اور نہ اب ہے۔

شبہ ۳: اسلام کی عالم گیریت کے خلاف بعض آیات سے استدلال:

قرآن کریم کی بعض آیات میں نبی کریم ﷺ کے کارِ نبوت کو آپ ﷺ کے قرابت داروں، آپ کی قوم اور مکہ مکرمہ اور اس کے گرد و پیش میں بسنے والے لوگوں میں محصور کر دیا گیا ہے۔ ایک آیت شریفہ میں ہے:

﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾<sup>②</sup>

[اور اپنے سب سے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے]۔

ایک دوسری آیت کریمہ میں ہے:

① ملاحظہ ہو: عمدة القاری ۱/۳۱۰۔

② سورة الشعراء / الآية ۲۱۴۔

﴿لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَهُمْ مِنْ نَّذِيرٍ مِنْ قَبْلِكَ﴾ ❶

[تاکہ آپ (اس) قوم کو ڈرائیں، جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا]۔

ایک تیسری آیت مبارکہ میں ہے:

﴿وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبْرَكٌ مُصَدِّقٌ لِّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَ

لِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا﴾ ❷

[اور یہ ایک کتاب ہے، ہم نے اس کو نازل کیا ہے، بڑی برکت والی ہے،

اس کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے ہے اور تاکہ آپ بستیوں

کے مرکز اور اس کے ارد گرد کے لوگوں کو ڈرائیں]

ان آیات سے استدلال کرتے ہوئے شبہ پیش کرنے والے لوگ کہتے ہیں، کہ

اسلام عالم گیر مذہب نہیں اور آنحضرت ﷺ کی نبوت صرف ان کی اپنی قوم، اپنی

بستی اور اس کے گرد و نواح میں بسنے والے لوگوں کے لیے ہے۔

### حقیقتِ شبہ:

اس شبہ کی حقیقت کو سمجھنے کی خاطر قارئین کرام کی توجہ درج ذیل چار باتوں کی

طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں:

❶: کیا مذکورہ بالا تین آیات شریفہ میں یہ بات ہے، کہ ان میں ذکر کردہ لوگوں کے

سوا کسی اور کو آپ نے نہیں ڈرانا؟

کیا پہلی آیت شریفہ، کہ [جس میں سب سے قریبی رشتہ داروں کو ڈرانے کا حکم

❶ سورة القصص / جزء من الآية ۴۶.

❷ سورة الانعام / جزء من الآية ۹۲.

دیا گیا ہے]، اس بات پر دلالت کرتی ہے، کہ صرف انہی کو ڈرانا ہے اور ان کے علاوہ اپنے تھوڑے قریبی یا دور کے رشتہ داروں، اپنی قوم، اپنی بستی اور اس کے گرد و پیش کے لوگوں یا دور رہنے والے لوگوں یا غیر غمی لوگوں کا ڈرانا آپ کے دائرہ کار سے باہر ہے؟ آیت شریفہ کا کون سا حصہ، لفظ یا حرف اس معنی کی خبر دے رہا ہے؟

کیا دوسری آیت شریفہ، کہ [جس میں اپنی قوم کو ڈرانے کے متعلق بتلایا گیا ہے]، میں یہ بات ہے، کہ اپنی قوم کے علاوہ کسی اور قوم کے لوگوں کو نہیں ڈرانا؟ کیا تیسری آیت شریفہ، کہ [جس میں بستیوں کے مرکز اور اس کے گرد و پیش کے لوگوں کو ڈرانے کا ذکر کیا گیا ہے]، میں یہ بات ہے، کہ ان کے سوا کسی اور کو ڈرانا آپ کے دائرہ نبوت سے خارج ہے؟

۲: تیسری آیت شریفہ، کہ [آپ بستیوں کے مرکز اور اس کے گرد و پیش والوں کو ڈرائیں] میں [گرد و پیش] سے مراد کیا ہے؟

ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بقول اس سے مراد مشرق اور مغرب کی جانب تمام بستیاں ہیں۔ ①

انہی کے بقول یا اس سے مراد مکمل روئے زمین ہے۔ ②

امام طبری کی نقل کردہ تفسیر کے مطابق اس سے مراد دنیا کے تمام کنارے ہیں، ③ علامہ قرطبی اور حافظ ابن کثیر کی نقل کردہ تفسیر کے مطابق اس سے مقصود عرب

کے قبیلے، انسانوں کے تمام گروہ عرب و عجم ہیں، ④

① ملاحظہ ہو: تفسیر الطبری ۵۳۱/۱۱۔

② ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۵۳۱/۱۱۔

③ ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۵۳۱/۱۱۔

④ ملاحظہ ہو: تفسیر القرطبی ۳۸/۷؛ و تفسیر ابن کثیر ۱۷۵/۲۔

قاضی بیضاوی اور قاضی ابوسعود کے بقول مشرق و مغرب میں تمام شہروں اور دیہاتوں والے اس سے مراد ہیں۔<sup>①</sup>

مذکورہ بالا اقوال کا خلاصہ اور نچوڑ یہ ہے، کہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ اور اس کے گرد و پیش پوری دنیا کے لوگوں کو ڈرائیں۔

شبہ کرنے والے حضرات سے سوال ہے، کہ کیا آپ لوگ اس آیت کریمہ کو زیادہ سمجھتے ہیں یا وہ لوگ جنہوں نے اپنی پوری زندگیاں قرآن کریم کے سمجھنے سمجھانے کے لیے وقف کر رکھی تھیں، جن کی راتیں قرآن کریم کی تلاوت اور تدبر میں بسر ہوتیں اور دن اس کی تعلیم و اشاعت میں گزرتے؟

کیا آپ لوگ اس آیت کریمہ کو زیادہ سمجھتے ہیں یا وہ جن کے لیے لسانِ رسالت ﷺ نے اپنے رب ذوالجلال سے دعا کی: "اللَّهُمَّ عَلِّمَهُ الْكِتَابَ." [اے اللہ! اس کو کتاب [یعنی قرآن کریم] سکھلا دیجیے۔] اور امت نے انہیں ترجمان القرآن کا لقب دیا؟

۳: اس شبہ کے اٹھانے والے حضرات سے پوچھئے، کہ آیا زیر بحث موضوع کے متعلق سارے قرآن کریم اور ذخیرہ احادیث میں صرف یہ تین آیات ہی ہیں؟ ان کی نگاہیں ان آیات شریفہ کو کیوں نہیں دیکھ رہیں، جن میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے، کہ قرآن کریم سب جہانوں کے لیے نصیحت ہے؟ ان کی نظروں سے وہ آیات کیوں اوجھل ہو گئی ہیں، جن میں تمام بنی نوع انسان کو دعوتِ اسلام دی گئی ہے؟

① ملاحظہ ہو: تفسیر البیضاوی ۳/۱۱۱؛ و تفسیر ابی السعود ۳/۱۶۳.

② صحیح البخاری، کتاب العلم، باب قول النبی ﷺ: "اللَّهُمَّ عَلِّمَهُ الْكِتَابَ"، جزء من رقم الحدیث ۱۶۹/۱، ۷۵.

وہ ان آیات کو کیوں نہیں پڑھتے، جن میں اہل کتاب کو قرآن کریم پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے؟

ایسے لوگوں کے لیے ان آیات شریفہ میں تدبر کرنے کی راہ میں کون سی رکاوٹ ہے، جن میں یہ بیان کیا گیا ہے، کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت سب انسانوں اور جنوں کے لیے ہے، آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کی بعثت کے بعد روئے زمین پر موجود سب جن و انس آپ کی امت میں شامل ہونے کے پابند ہیں؟ احادیث شریفہ کی ایک بہت بڑی تعداد، جن میں یہی باتیں بیان کی گئی ہیں، ان کو دیکھنے کی راہ میں ان کے لیے کون سی دیوار حائل ہے؟<sup>①</sup>

۳: ہم اس شبہ کے پیش کرنے والے لوگوں سے سوال کرتے ہیں، کہ شبہ میں ذکر کردہ تینوں آیات کس پر نازل ہوئیں: آپ لوگوں پر یا حضرت محمد ﷺ پر؟ ان کے معانی آپ زیادہ سمجھتے ہیں یا وہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے بیان کرنے کی ذمہ داری تفویض کی؟ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾<sup>②</sup>

[اور آپ پر ہم نے یہ ذکر (یعنی قرآن کریم) نازل کیا ہے، تاکہ لوگوں کے لیے جو کچھ نازل کیا گیا ہے، اسے آپ ان کے لیے کھول کر بیان کریں، شاید کہ وہ غور و فکر کریں]۔

کیا آنحضرت ﷺ نے ان آیات شریفہ سے یہ سمجھا، کہ دعوتِ اسلام صرف عربوں کے لیے ہے؟

① اس سلسلے میں تفصیل اس کتاب کے بحثِ اول میں گزر چکی ہے۔

② سورة النحل / الآية ۴۴۔

بالکل نہیں، بلکہ آپ ﷺ نے تاحد استطاعت یہ دعوتِ عرب و عجم میں پھیلانی۔ شاہِ روم کو دعوتِ اسلام دی، شاہِ ایران کو قبولِ اسلام کا پیغام بھیجا۔ نہ صرف یہی بلکہ ہر جاہل کو دعوتِ اسلام کی خاطر لکھا۔<sup>①</sup>

ہم اس شبہ کے پیش کرنے والوں سے سوال کرتے ہیں، کہ آپ ﷺ کی یہ جدوجہد قرآن کریم کی منشا کے مطابق تھی یا مخالف؟

آئیے ہم قرآن کریم ہی سے اس کا جواب حاصل کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَذِكْرٍ﴾<sup>②</sup>

[یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں عمدہ نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو بکثرت یاد کرتا ہے]

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے اعمال و افعال کی درستگی اور حجیت پر مہرِ تصدیق ثبت فرمادی ہے۔

خلاصہً گفتگو یہ ہے، کہ شبہ میں مذکورہ آیات سے استدلال کرتے ہوئے دعوتِ اسلام کو عربوں میں محصور کرنا قطعی طور پر غلط ہے اور اس کا سبب یا تو لاعلمی اور جہالت ہے اور یا اسلام سے بغض و عداوت۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت نصیب فرمائیں۔ آمین۔  
یا حی یا قیوم۔



① اس سلسلے میں تفصیل اس کتاب کے بحثِ دوئم میں گزر چکی ہے۔

② سورة الأحزاب / الآية ۲۱۔



## حرفِ آخر

لا تعداد حمد و ثناء ربِ علیم و حکیم کے لیے، کہ انہوں نے اس اہم موضوع کے متعلق مجھ ناتواں کو یہ صفحات ترتیب دینے کی توفیق سے نوازا۔ اگر اس میں کچھ خیر ہے، تو محض ان کی عنایت و نوازش سے ہے اور جو کچھ خلل، کوتاہی، کمی اور تقصیر ہے، وہ مجھ ناکارے کی وجہ سے ہے۔ اب انہی سے اس میں موجود خطاؤں کی معافی کی عاجزانہ التماس ہے اور اس میں موجود خیر کو میرے لیے، امتِ اسلامیہ اور اسلام کے لیے اپنے فضل و کرم سے نافع، مفید اور کارآمد بنانے کی دعا ہے۔ اِنہ سمیعِ مجیب۔

### خلاصہ کتاب:

کتاب میں بیان کردہ باتوں کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

### ۱: دعوتِ اسلامیہ کا عموم:

دعوتِ اسلامیہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ رسالت سے لے کر قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کے لیے ہے۔ اور ان سب پر اسلام کو قبول کرنا فرض ہے۔ قرآن و سنت کے بہت سے دلائل و شواہد اس حقیقت پر متعدد پہلوؤں سے دلالت کرتے ہیں، جن میں سے دس درج ذیل ہیں:

۱: آنحضرت ﷺ کے معجزے قرآن کریم کا دوام اور اللہ تعالیٰ کا اس کی حفاظت کی ذمہ داری لینا۔

۲: آنحضرت ﷺ کی بعثت کا سب لوگوں کے لیے ہونا اور اس کے برعکس سابقہ

انبیاء ﷺ کی دعوت کا صرف اپنی اپنی قوم کے لیے ہونا۔ علاوہ ازیں دیگر قدیم مذاہب کی دعوت کا بھی محدود درجہ اور مخصوص اقوام کے لیے ہونا۔

- ۳: قرآن کریم کا تمام جہانوں کے لیے نصیحت ہونا۔
  - ۴: قرآن کریم کا سب لوگوں کو مخاطب کرنا۔
  - ۵: قرآن کریم کا اہل کتاب کو دعوتِ اسلام دینا۔
  - ۶: آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا۔
  - ۷: امتِ اسلامیہ کا ہدایتِ خلق کے لیے وجود میں آنا۔
  - ۸: آنحضرت ﷺ کی نبوت پر ایمان لانے کی فرضیت۔
  - ۹: کرہ ارض میں اشاعتِ اسلام کے لیے نبی کریم ﷺ کی بشارتیں۔
  - ۱۰: تورات و انجیل میں آنحضرت ﷺ کی بعثت و رسالت کے متعلق بشارتیں۔
- ب: نبی کریم ﷺ کا تمام اقسام کے لوگوں کو دعوتِ دین دینا:

انہی اقسام کے لوگوں میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

- ۱: مشرک لوگ
- ۲: یہودی
- ۳: نصرانی
- ۴: مجوسی
- ۵: منافقین
- ۶: آنحضرت ﷺ کے زمانے میں موجود ہر جاہل
- ۷: اقرباء
- ۸: خواتین
- ۹: نوجوان

- ۱۰: بچے  
 ۱۱: مریض  
 ۱۲: مصیبت زدہ افراد  
 ۱۳: تاجر حضرات  
 ۱۴: فقراء  
 ۱۵: بدو

### ج: اسلام کی عالم گیریت کے متعلق شبہات کی حقیقت:

پہلا شبہ: اسلام کے عالم گیر مذہب ہونے کے تصور کا حالات کی پیداوار ہونا:  
 حقیقت شبہ: اس شبہ کی حقیقت کی نقاب کشائی کے متعدد پہلوؤں میں سے چھ درج ذیل ہیں:

- ۱: بیسیوں آیات شریفہ کا واضح طور پر اسلام کی عالم گیریت کو بیان کرنا
  - ۲: قرآن کریم کی کئی سورتوں میں اس کا واضح الفاظ میں بیان
  - ۳: آنحضرت ﷺ کا اس حقیقت کے متعلق واضح اور دو ٹوک موقف
  - ۴: اسلام کا عرب اور غیر عرب لوگوں کے لیے کامل اور بہترین ضابطہ حیات ہونا
  - ۵: غیر عرب لوگوں کا کمال شوق سے اس دین کا استقبال کرنا اور نہایت گرم جوشی سے اسے قبول کرنا
  - ۶: غیر عرب لوگوں کا اسلامی علوم کی خدمت میں عربوں پر سبقت لے جانا
- دوسرا شبہ: اسلام کا صرف اہل عرب کا دین ہونا:  
 حقیقت شبہ: اس شبہ کی حقیقت اجاگر کرنے والی متعدد باتوں میں سے تین درج ذیل ہیں:

- ۱: حضرت محمد ﷺ کو عربوں کے لیے رسول تسلیم کرنے کا لازمی نتیجہ ہے، کہ

آپ ﷺ اپنے بیان میں سچے ہیں۔

۲: آپ ﷺ نے واشکاف الفاظ میں اپنی نبوت و رسالت کے عموم کو بیان کیا اور تمام اقسام کے لوگوں کو تاحد استطاعت پیغامِ اسلام پہنچا کر اپنے اس بیان کی عملی طور پر تائید و تصدیق بھی فرمائی۔

۳: آنحضرت ﷺ کا اور قرآن کریم کا عربی ہونا غیر عرب لوگوں تک پیغامِ اسلام کو پہنچانے میں رکاوٹ نہیں۔

اس مقصد کی خاطر متعدد صورتوں میں سے تین درج ہیں:

۱: عرب مسلمان عجمی زبانیں سیکھیں

ب: عرب مسلمانوں کا مترجموں کے ذریعہ پیغامِ اسلام پہنچانا۔

ج: غیر عرب مسلمانوں کا عربی زبان سیکھنا

ان تینوں صورتوں کے ذریعہ پیغامِ اسلام عجمی لوگوں تک پہنچایا گیا۔ پہلی صورت

کا آغاز تو نبی کریم ﷺ کے حکم سے آپ کے زمانہ مبارک ہی سے ہوا۔ دوسری

صورت کے لیے مثال حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاں ملتی ہے۔ اور تیسری صورت اس

شکل میں سامنے آئی، کہ غیر عرب مسلمان قرآن و سنت اور ان کے متعلقہ علوم میں

منصبِ امامت تک پہنچے اور عرب ان کے خوشہ چین ہوئے۔

تیسرا شبہ: اسلام کی عالم گیریت کے خلاف بعض آیات سے استدلال:

حقیقت شبہ: اس شبہ کی حقیقت کو آشکارا کرنے والی باتوں میں سے چار درج ذیل ہیں:

۱: ذکر کردہ آیات شریفہ کا مقصود یہ نہیں، کہ ان میں بیان کردہ لوگوں کے سوا

کسی اور کو پیغامِ اسلام نہیں پہنچانا

۲: شبہ پیش کرنے والوں کا بعض آیات کے سمجھنے میں ٹھوکر کھانا

۳: ان آیات کے پیش کرنے والوں کا دعوتِ اسلامیہ کی آفاقیت پر دلالت

کرنے والی بیسیوں آیات کو یکسر نظر انداز کرنا۔

۴: ان لوگوں کا دعوتِ اسلامیہ کے عموم کے متعلق رسول کریم ﷺ کے ارشاداتِ عالیہ اور اعمالِ جلیلہ کو مکمل طور پر فراموش کرنا۔

## اپیل:

اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے، میں درخواست کرتا ہوں:

۱: اہل علم اور طالب علم حضرات و خواتین سے کہ وہ دعوتِ اسلامیہ کے عالم گیر ہونے کی حقیقت کو خوب اچھی طرح سمجھیں اور دوسرے مسلمانوں کو اس حقیقت کے سمجھانے اور اس کے تقاضوں کو ذہن نشین کروانے کے لیے تاحد استطاعت کوشش کریں۔

۲: اہل علم اور طالب علم حضرات و خواتین اپنی بساط اور وسائل کے بقدر، دعوتِ اسلامیہ کی آفاقیت کے تقاضے کو پورے کرتے ہوئے، اس دعوت کو سب لوگوں تک پہنچائیں۔

۳: روئے زمین کے تمام مسلمان مردوں اور خواتین سے، کہ وہ پیغامِ اسلام تا امکان دوسرے لوگوں تک پہنچائیں۔

ربّی و قیوم سے عاجزانہ التجا ہے، کہ وہ مجھ ناتواں اور سب اہل اسلام کو پیغامِ اسلام دوسرے لوگوں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائیں اور اس سلسلے میں ہماری کوششوں کو بار آور فرمائیں اور اس بارے میں ہماری سابقہ کوتاہیوں کو معاف فرمائیں۔ انہ سمیع مجیب .

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و علی آلہ و أصحابہ و أتباعہ الی  
یوم الدین و باریک وسلم، و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین .



## المراجع و المصادر

- ۱- "أجوبة الحافظ ابن حجر العسقلاني عن أحاديث المصابيح" (المطبوع مع شرح الطيبي)، ط: مكتبة نزار مصطفى الباز مكة المكرمة، الطبعة الأولى ۱۴۱۷هـ.
- ۲- "الأحاديث المختارة" للإمام ضياء الدين المقدسي، بتحقيق الشيخ عبد الملك دهيش بدون اسم الناشر، الطبعة الأولى، ۱۴۱۲هـ.
- ۳- "الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان" للأمير علاء الدين الفارسي، بتحقيق الشيخ شعيب الأرنؤوط، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۸هـ.
- ۴- "إظهار الحق" للشيخ رحمة الله الكيرانوي، بمراجعة الشيخ عبدالله بن إبراهيم الأنصاري، ط: بيروت.
- ۵- "إعلام الموقعين" للإمام ابن القيم، بتحقيق الشيخ محمد محيي الدين، ط: دار الفكر بيروت سنة الطبع ۱۳۹۷هـ.
- ۶- "إنجاز الحاجة شرح سنن ابن ماجه" للشيخ محمد علي جانباز، ط: المكتبة القدوسية لاهور، الطبعة الأولى.
- ۷- "أسر التفاسير لكلام العلي العظيم" للشيخ أبي بكر جابر الجزائري، بدون اسم الناشر، الطبعة الأولى ۱۴۰۷هـ.
- ۸- "تاريخ الإسلام" (المغازي) للحافظ الذهبي، بتحقيق د. عمر عبد السلام التدمري، ط: دار الكتاب العربي بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۷هـ.
- ۹- "تاريخ الطبري" المسمى بـ"تاريخ الأمم والملوك" للإمام ابن جرير الطبري، بتحقيق الأستاذ محمد أبي الفضل إبراهيم، ط: دار سويدان بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.
- ۱۰- "تحفة الأحوذى شرح جامع الترمذي" للشيخ محمد عبد الرحمن

- المبارکفوری، ط: دارالکتب العلمیة بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۰ھ۔
- ۱۱۔ "تفسیر البغوي" المسمیٰ بـ "معالم التنزیل" للإمام أبي محمد البغوي، بإعداد وتحقیق الأستاذین خالد بن عبدالرحمن العک و مروان سوار، ط: دار المعرفة بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۶ھ۔
- ۱۲۔ "تفسیر الیضاوي" للفاضل ناصر الدین الیضاوي، ط: دارالکتب العلمیة للنشر بیروت، بدون الطبعة، سنة الطبع ۱۳۹۹ھ۔
- ۱۳۔ "تفسیر التحریر والتتویر" للشیخ محمد الطاهر ابن عاشور، ط: الدار التونسية للنشر تونس، بدون الطبعة، سنة الطبع ۱۳۹۹ھ۔
- ۱۴۔ "تفسیر الخازن" المسمیٰ بـ "أبواب التأویل فی معانی التنزیل" للإمام الخازن، ط: دارالفکر بیروت، بدون الطبعة، سنة الطبع ۱۳۹۹ھ۔
- ۱۵۔ "تفسیر السعدي" المسمیٰ بـ "تیسیر القرآن الکریم فی تفسیر کلام المنان" للشیخ عبدالرحمن بن ناصر السعدي، ط: دار المغنی الرياض، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ۔
- ۱۶۔ "تفسیر أبي السعود" المسمیٰ بـ "إرشاد العقل السلیم إلى مزیای القرآن الکریم" للفاضل أبي السعود، ط: دار إحياء التراث العربی، بدون الطبعة وسنة الطبعة۔
- ۱۷۔ "تفسیر الطبري" المسمیٰ بـ "جامع البیان من تأویل أي القرآن" للإمام أبي جعفر الطبري، بتحقیق الشیخین محمود محمد شاکر و أحمد محمد شاکر، ط: دار المعارف بمصر، بدون الطبعة وسنة الطبع. [أو ط: دار المعرفة بیروت، الطبعة الثالثة ۱۳۹۸ھ۔]
- ۱۸۔ "تفسیر القاسمي" المسمیٰ بـ "محاسن التأویل" للعلامة محمد جمال الدین القاسمي، بتحقیق الشیخ محمد فؤاد عبدالباقي، ط: دار الفکر بیروت، الطبعة الثالثة ۱۳۹۸ھ۔
- ۱۹۔ "تفسیر القرطبي" المسمیٰ بـ "الجامع لأحكام القرآن" للإمام أبي عبدالله القرطبي، ط: دار إحياء التراث العربی بیروت، بدون الطبعة وسنة الطبعة۔
- ۲۰۔ "التفسیر الكبير" المسمیٰ بـ "مفاتیح الغیب" للعلامة فخر الدین الرازي، ط: دار الکتب العلمیة طهران، الطبعة الثالثة، بدون سنة الطبع۔
- ۲۱۔ "تفسیر ابن کثیر" المسمیٰ بـ "تفسیر القرآن العظیم" لل حافظ ابن کثیر، بتقديم

- الشیخ عبدالقادر الأرناؤوط ، ط: دار الفیحاء دمشق و دار السلام الریاض ، الطبعة الأولى ۱۴۱۳ھ۔
- ۲۲- "التلخیص" للحافظ الذہبی ، ط: دار المعرفۃ بیروت ، الطبعة الثانية ، بدون الطبع (المطبوع بذیل المستدرک علی الصحیحین)۔
- ۲۳- "جامع الترمذی" (المطبوع مع شرحه تحفة الأحوذی) ، للإمام أبی عیسی الترمذی ، ط: دار الكتاب العربی بیروت ، بدون الطبعة و سنة الطبع۔
- ۲۴- "الجواب الصحیح لمن بدّل دین المسیح علیه السلام" لشیخ الإسلام ابن تیمیة ، ط: مطابع نجد التجاریة ، بدون الطبعة و سنة الطبع۔
- ۲۵- "حضارة العرب" للدكتور غوستاف لوبون ، مترجم: الاستاذ عادل زعیتر ، ط: دار إحياء التراث العربی بیروت ، الطبعة الثالثة ۱۳۹۹ھ۔
- ۲۶- "الدرر الغالیة فی آداب الدعوة والداعیة" للشیخ عبد الحمید بن بادیس ، بتعلیق الشیخ علی بن حسن الحلبي الأثري ، ط: دار المنار الخرج بالمملكة العربية السعودية ، بدون الطبعة و سنة الطبع۔
- ۲۷- "ریاض الصالحین" للإمام النووي ، بتحقیق و تخریج الشیخین عبدالعزیز ریاح و أحمد یوسف الدقاق ، ط: دار المأمون للتراث ، الطبعة الرابعة ۱۴۰۱ھ۔
- ۲۸- "روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی" للعلامة محمود الألوسی ، ط: دار إحياء التراث العربی بیروت ، الطبعة الرابعة ۱۴۰۵ھ۔
- ۲۹- "زاد المسیر فی علم التفسیر" للحافظ ابن الجوزی ، ط: المكتب الإسلامی بیروت ، الطبعة الأولى ۱۹۸۴ م۔
- ۳۰- "زاد المعاد فی هدی خیر العباد ﷺ" للإمام ابن قیم الجوزیة ، بتحقیق و تخریج الشیخین شعیب الأرناؤوط و عبد القادر الأرناؤوط ، ط: مؤسسة الرسالة بیروت ، الطبعة الأولى ۱۳۹۹ھ۔
- ۳۱- "سقراء النبی ﷺ" للواء الرکن محمود شیت خطاب ، ط: مؤسسة الریان بیروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھ۔
- ۳۲- "سنن الدارمی" للإمام أبی محمد الدارمی ، ط: حدیث اکادمی فیصل آباد پاکستان ، بدون الطبعة ، سنة الطبع ۱۴۰۴ھ۔
- ۳۳- "سنن أبی داود" (المطبوع مع عون المعبود) للإمام سلیمان بن الأشعث

- السجستانی ، ط: دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۰ھ۔
- ۳۴۔ "السنن الكبرى" للإمام النسائي ، ياشرف الشيخ شعيب الأرنؤوط ، وبتحقيق الشيخ حسن عبدالمنعم شلبي ط: مؤسسة الرسالة بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ۔
- ۳۵۔ "السنن الكبرى" للإمام البيهقي ، بتحقيق الشيخ حسن عبد المنعم شلبي ط: دارالكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ۔
- ۳۶۔ "سنن ابن ماجه" للإمام ابن ماجه ، بتحقيق د. الأعظمي ط: شركة الطباعة العربية السعودية ، الطبعة الثانية ۱۴۰۴ھ۔ [أو بتحقيق د. بشار عواد معروف ، ط: دارالجيل بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ]
- ۳۷۔ "سنن النسائي" (المطبوع مع شرح السيوطي وحاشية السندي) للإمام أبي عبدالرحمن أحمد بن شعيب النسائي ، ط: دار الفكر بيروت ، الطبعة الأولى ۱۳۴۸ھ۔
- ۳۸۔ "السيرة النبوية" للعلامة ابن خلدون ، بتصحيح وتخريج الأستاذ أحمد البزرة ، ط: مكتبة المعارف الرياض ، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ۔
- ۳۹۔ السيرة النبوية لابن هشام" بتحقيق الأساتذة مصطفى السقاء ورفقائه ، ط: مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر ، الطبعة الثانية ۱۳۷۵ھ۔
- ۴۰۔ "السيرة النبوية الصحيحة" للدكتور أكرم ضياء العمري ، ط: مكتبة العلوم والحكم المدينة الطيبة ، بدون الطبعة ، سنة الطبع ۱۴۱۲ھ۔
- ۴۱۔ "السيرة النبوية في ضوء المصادر الأصلية" للدكتور محمد مهدي رزق الله ، ط: مركز الملك فيصل للبحوث والدراسات الإسلامية الرياض ، الطبعة الأولى ۱۴۱۲ھ۔
- ۴۲۔ "شرح السنة" للإمام البغوي ، ط: المكتب الإسلامي ، سنة الطبع ۱۳۹۴ھ ،
- ۴۳۔ "شرح الطيبي على مشكاة المصابيح" للإمام الطيبي ، بتحقيق د. عبد الحميد هندايوي ، ط: مكتبة نزار مصطفى الباز مكة المكرمة ، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھ۔
- ۴۴۔ "شرح النووي على صحيح مسلم" للإمام النووي ، ط: دار الفكر بيروت ، بدون الطبعة ، سنة الطبع ۱۴۰۱ھ۔
- ۴۵۔ "صحيح البخاري" (المطبوع مع فتح الباري) للإمام محمد بن إسماعيل البخاري

- ط: المكتبة السلفية ، بدون الطبعة وسنة الطبع .
- ۴۶- "صحيح الترغيب والترهيب" تحقيق الشيخ محمد ناصر الدين الألباني ، ط: مكتبة المعارف الرياض ، بدون الطبعة وسنة الطبع .
- ۴۷- "صحيح الجامع الصغير وزيادته" اختيار الشيخ محمد ناصر الدين الألباني ، ط: المكتب الإسلامي ، الطبعة الثالثة ۱۴۰۲ھ .
- ۴۸- "صحيح سنن الترمذي" اختيار الشيخ محمد ناصر الدين الألباني ، نشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض ، الطبعة الأولى ۱۴۰۹ھ ، بإشراف الشيخ زهير الشاويش .
- ۴۹- "صحيح سنن أبي داود" صحح أحاديثه الشيخ محمد ناصر الدين الألباني ، نشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض ، الطبعة الأولى ۱۴۰۱ھ ، بإشراف الشيخ زهير الشاويش .
- ۵۰- "صحيح سنن ابن ماجه للشيخ الألباني ، الناشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض ، الطبعة الثالثة ۱۴۰۸ھ ، بإشراف الشيخ زهير الشاويش .
- ۵۱- "صحيح سنن النسائي" صحح أحاديثه الشيخ الألباني ط: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض ، الطبعة الأولى ۱۴۰۹ھ ، بإشراف الشيخ زهير الشاويش .
- ۵۲- "صحيح مسلم" للإمام مسلم بن الحجاج القشيري ، بتحقيق الشيخ محمد فؤاد عبدالباقي ، نشر والتوزيع: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية ، بدون الطبعة ، سنة الطبع ۱۴۰۰ھ .
- ۵۳- "الطبقات الكبرى" للإمام ابن سعد ، ط: دار صادر بيروت ، سنة الطبع ۱۳۸۸ھ .
- ۵۴- "قواعد التحديث" للعلامة محمد جمال الدين القاسمي ، ط: دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولى ۱۳۹۹ھ .
- ۵۵- "عمدة القاري" للعلامة بدر الدين العيني ، ط: دار الفكر بيروت ، بدون الطبعة وسنة الطبع .
- ۵۶- "عون المعبود شرح سنن أبي داود" للعلامة محمد شمس الحق العظيم آبادي ، ط: دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۰ھ .

- ۵۷۔ ”فتح الباری“ للحافظ ابن حجر، ط: المكتبة السلفية، بدون الطبعة وسنة الطبع.
- ۵۸۔ ”فتح القدير الجامع بين فني الرواية والدراية من علم التفسير“ للإمام محمد بن علي الشوكاني، بتعليق الأستاذ سعيد محمد اللحام، المكتبة التجارية مكة المكرمة، بدون الطبعة وسنة الطبع.
- ۵۹۔ ”فتح المغيث شرح ألفية الحديث“ للحافظ السخاوي، ط: دارالكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۳ھ.
- ۶۰۔ ”الفصول في سيرة الرسول ﷺ“ للحافظ ابن كثير، بتحقيق الأستاذين محمد العيد الخطراوي ومحي الدين مستو، ط: دار ابن كثير دمشق بيروت ودارالكلم الطيب دمشق بيروت، الطبعة السادسة ۱۴۱۶ھ.
- ۶۱۔ ”فقه الدعوة إلى الله تعالى“ للدكتور علي عبد الحليم محمود، ط: دارالوفاء المنصورة بمصر، الطبعة الثانية ۱۴۱۱ھ.
- ۶۲۔ ”كتاب الأموال“ للإمام أبي عبيد القاسم بن سلام، بتحقيق وتعليق الشيخ محمد خليل هراس، ط: مكتبة الكليات الأزهرية القاهرة، ودارالفكر القاهرة، الطبعة الثالثة ۱۴۰۱ھ.
- ۶۳۔ ”كتاب الإيمان“ للحافظ ابن منده، بتحقيق الدكتور الفقيهي، ط: الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱۴۰۱ھ.
- ۶۴۔ ”كتاب السنة“ للإمام المروزي، بتحقيق وتخريج الدكتور عبد الله بن محمد البصري، ط: دار العاصمة الرياض، الطبعة ۱۴۲۲ھ.
- ۶۵۔ ”كتاب السنة“ للإمام ابن أبي عاصم، بتحقيق الشيخ الألباني، ط: المكتب الإسلامي، الطبعة الثالثة ۱۴۱۳ھ.
- ۶۶۔ ”الكشاف عن حقائق التنزيل“ للعلامة الزمخشري ط: دارالمعرفة بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.
- ۶۷۔ ”مجموعة الوثائق السياسية“ للدكتور محمد حميد الله، ط: دارالنفائس بيروت، الطبعة السادسة ۱۴۰۷ھ.
- ۶۸۔ ”المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز“ للقاضي ابن عطية الأندلسي، بتحقيق المجلس العلمي بمكناس، بدون اسم الناشر، وبدون الطبعة، وسنة الطبع ۱۴۱۳ھ.

- ۶۹۔ "مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاة المصابیح" للعلامة الملا علی الفاری ، بتحقیق الأستاذ صدقی محمد جمیل عطار . ط: المكتبة التجارية مكة المكرمة ، بدون الطبعة وسنة الطبع .
- ۷۰۔ "المستدرک علی الصحیحین" للإمام أبی عبد اللہ الحاکم ، ط: دار الكتاب العربی بیروت ، بدون الطبعة وسنة الطبع .
- ۷۱۔ "المسند" للإمام أحمد بن حنبل ، ط: المكتب الإسلامي ، بدون الطبعة وسنة الطبع . [أو: ط: دار المعارف مصر ، الطبعة الثالثة ۱۳۶۸ھ] [أو: ط: مؤسسة الرسالة بیروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھ] .
- ۷۲۔ "مسند أبی یعلی الموصلی" للإمام أحمد بن علی بن المثنی التیمی ، بتحقیق الأستاذ حسین سلیم أسد ، ط: دار المأمون للتراث دمشق ، الطبعة الأولى ۱۴۰۴ھ .
- ۷۳۔ "معالم السنن" للإمام الخطابی ، ط: المكتبة العلمية بیروت ، الطبعة الثانية ۱۴۰۱ھ .
- ۷۴۔ "معجم البلدان" للعلامة یاقوت حموی ، بتحقیق ا. فريد عبد العزيز الجندي ، ط: دار الكتب العلمية بیروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۰ھ .
- ۷۵۔ "مشكاة المصابیح" للحافظ ولي الدين الخطيب التبريزي ، بتحقیق الشيخ الألبانی ، ط: المكتب الإسلامي ، الطبعة الثانية ۱۳۹۹ھ .
- ۷۶۔ "معجم البلدان" للعلامة یاقوت الحموی ، بتحقیق الأستاذ فريد عبد العزيز الجندي ، ط: دار الكتب العلمية بیروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۰ھ .
- ۷۷۔ "معجم ما استعجم ما من أسماء البلاد والمواضع" للعلامة البکری الأندلسی ، بتحقیق الأستاذ مصطفى السَّقَا ، ط: عالم الكتب بیروت ، الطبعة الثالثة ۱۴۰۳ھ .
- ۷۸۔ "المفهم لما أشکل من تلخیص کتاب مسلم" للحافظ أبی العباس أحمد القرطبي ، بتحقیق الشيخ محي الدين ديب مستور فقائه ، ط: دار ابن كثير و دار الكلم الطيب ، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھ .
- ۷۹۔ "مقدمة ابن الصلاح فی علوم الحديث" للإمام ابن الصلاح ، ط: دار الكتب العلمية بیروت ، بدون الطبعة ، سنة الطبع ۱۳۹۸ھ .

- ۸۰۔ "المنجد في الأعلام" لمجموعة من المؤلفين، ط: دارالمشرق بيروت، الطبعة الثامنة ۱۹۷۶ م.
- ۸۱۔ "نزہة النظر في توضیح نخبة الفكر" للحافظ ابن حجر، ط: قرآن محل کراتشي، بدون الطبعة وسنة الطبع.
- ۸۲۔ "النقد الصحيح لما اعترض عليه من أحاديث المصاييح" للحافظ العلاتي، بتحقيق د. عبد الرحيم التسقري، بدون اسم الناشر، الطبعة الأولى ۱۴۰۵ هـ.
- ۸۳۔ "هامش الأحاديث المختارة" للشيخ عبد الملك دهيش، بدون اسم الناشر، الطبعة الأولى ۱۴۱۲ هـ.
- ۸۴۔ "هامش الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان" للشيخ شعيب الأرنؤوط، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۸ هـ.
- ۸۵۔ "هامش إحياء علوم الدين" للحافظ العراقي، ط: دارالمعرفة بيروت، سنة الطبع ۱۴۰۳ هـ.
- ۸۶۔ "هامش سنن الدارمي" للشيخ محمد أبي الليث الخير آبادي، توزيع على نفقة أمير دولة قطر، بدون الطبعة، وسنة الطبع ۱۴۰۶ هـ.
- ۸۷۔ "هامش شرح السنة" للشيخين زهير الشاويش وشعيب الأرنؤوط، ط: المكتب الإسلامي، سنة الطبع ۱۳۹۴ هـ.
- ۸۸۔ "هامش كتاب الإيمان لابن منده" للدكتور الفقيهي، ط: الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة، الطبعة الأولى ۱۴۰۱ هـ.
- ۸۹۔ "هامش المسند" للشيخ أحمد محمد شاكر، ط: دار المعارف مصر، الطبعة الثالثة ۱۳۶۸ هـ.
- ۹۰۔ "هامش المسند" للشيخ شعيب الأرنؤوط ورفقائه، ط: مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ هـ.
- ۹۱۔ "هامش مسند أبي يعلى الموصلي" للأستاذ حسين سليم أسد، ط: دار المأمون للتراث دمشق، الطبعة الأولى ۱۴۰۴ هـ.

۹۲۔ ”ہامش مشکاة المصابیح“ للشيخ الألباني ط: المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الثانية، سنة الطبع ۱۳۹۹ھ۔

### اُردو کتب:

- ۱۔ ”اٹلس فتوحات اسلامیہ“ ط: دارالسلام، ریاض۔
- ۲۔ ”بچوں کا احتساب“، فضل الہی ط: مکتبہ قدوسیہ، لاہور۔
- ۳۔ ”ترجمان القرآن“ مولانا ابوالکلام آزاد، ط: اسلامی اکادمی، لاہور۔
- ۴۔ ”تفسیر ثنائی“ (مطبوعہ مع قرآن حکیم) مولانا ثناء اللہ امرتسری، ہدیہ من جانب بلال گروپ آف انڈسٹریز، کراچی، لاہور، ط: رمضان المبارک ۱۳۱۳ھ۔
- ۵۔ ”تفسیر عثمانی“ مولانا شبیر احمد عثمانی، ط: مکتبہ رحمانیہ لاہور۔
- ۶۔ ”دعوت اسلام“ پروفیسر ٹی۔ ڈبلیو آر نلڈ، مترجم: ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ، ط: محکمہ اوقاف، پنجاب، طبع اول ۱۹۷۲م۔
- ۷۔ ”رحمۃ للعالمین ﷺ“ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری، ط: شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور۔
- ۸۔ ”رسول رحمت ﷺ“ مولانا ابوالکلام آزاد، ترتیب و اضافہ: مولانا غلام رسول مہر، ط: اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ط ۱۹۸۶ء۔
- ۹۔ ”سیرۃ النبی ﷺ“ علامہ شبلی نعمانی، علامہ سید سلیمان ندوی، ط: دارالاشاعت کراچی، طبع اول ۱۹۸۵ء۔
- ۱۰۔ ”عیسائیت تجزیہ و مطالعہ“ پروفیسر ساجد میر، ط: مرکزی جمعیت اہل حدیث، سیالکوٹ شہر۔

- ۱۱۔ فضائل دعوت،، فضل الہی ط: مکتبہ قدوسیہ، لاہور۔
- ۱۲۔ فیروز اللغات اروو جدید ط: فیروز سنز، لاہور، راولپنڈی، کراچی۔
- ۱۳۔ ”نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم“، فضل الہی ط: مکتبہ قدوسیہ، لاہور۔
- ۱۴۔ ”نبی کریم ﷺ بحیثیت والد“، فضل الہی ط: مکتبہ قدوسیہ، لاہور۔



## مصنف کی اُردو تالیفات

- ۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بحیثیت والد
- ۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کا قصہ
- ۳۔ نبی کریم ﷺ سے محبت کے اسباب
- ۴۔ نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم
- ۵۔ نبی کریم ﷺ بحیثیت والد
- ۶۔ نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں
- ۷۔ فرشتوں کا درود پانے والے اور لعنت پانے والے
- ۸۔ تقویٰ: اہمیت، برکات، اسباب
- ۹۔ دعوتِ دین کس چیز کی طرف دی جائے؟
- ۱۰۔ فضائل دعوت
- ۱۱۔ دعوتِ دین کون دے؟
- ۱۲۔ دعوتِ دین کہاں دیں؟
- ۱۳۔ بیٹی کی شان و عظمت
- ۱۴۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے متعلق شبہات کی حقیقت
- ۱۵۔ نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری
- ۱۶۔ والدین کا احتساب
- ۱۷۔ بچوں کا احتساب
- ۱۸۔ مسائل قربانی
- ۱۹۔ مسائل عیدین

- ۲۰۔ لشکرِ اُسامہ کی روانگی
- ۲۱۔ اذکارِ نافعہ
- ۲۲۔ رزق کی کنجیاں
- ۲۳۔ جھوٹ کی سنگینی اور اقسام
- ۲۴۔ قرض کے فضائل و مسائل
- ۲۵۔ مختصر حج و عمرہ کی آسانیاں
- ۲۶۔ حج و عمرہ کی آسانیاں
- ۲۷۔ زنا سے بچاؤ کی تدبیریں (زیر طبع)

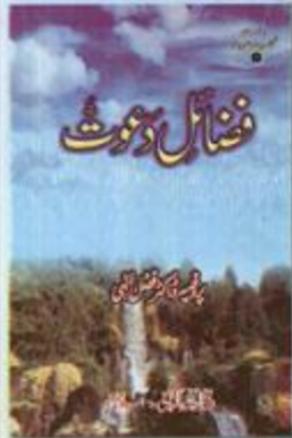
## مصنف کے تیار کردہ پوسٹرز

- ۱۔ دعا کی شان و عظمت
- ۲۔ قبولیتِ دعا کے اسباب
- ۳۔ مرادیں پورا کروانے والی دعا
- ۴۔ پریشانی کو راحت سے بدلنے والی دعا
- ۵۔ اولاد کے لیے چودہ دعائیں
- ۶۔ نبی کریم ﷺ کی اطاعت کے فوائد اور نافرمانی کے نقصانات
- ۷۔ نبی کریم ﷺ کا قرب دلوانے والے اعمال
- ۸۔ رزق کی کنجیاں
- ۹۔ چار مفید اور تین نقصان والے کام

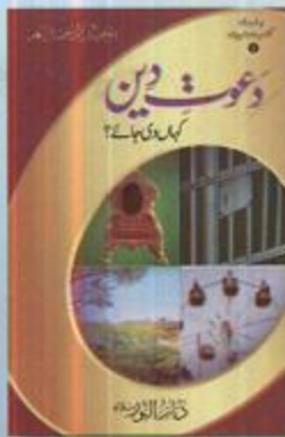
# دعوت کے موضوع پر مؤلف کی دیگر کتب



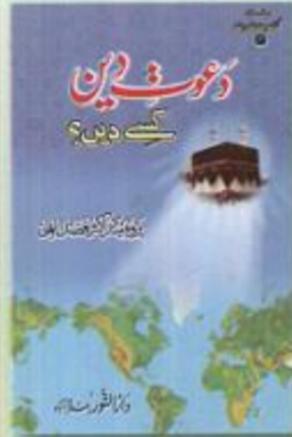
صفحات 104 کارڈ کور



صفحات 152 کارڈ کور



صفحات 200 مجلد



صفحات 248 مجلد

دَارُ النُّورِ، اسلام آباد

0321-5336844

0333-5139853